

عمر بخ سیرین

گریٹ فائٹ

منظہر کلیم ایم اے

پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

38 انویس لبرڈ کاٹھاٹ چند باتیں

محترم قارئین :- سلام مسنون !

علی عمران اور میجر ریوڈ جاسوسی ادب کے دونوں نمایاں کردار ہیں دونوں کرواروں کا انداز کارکردگی اور ورکنگ فیلڈز جدا جدا ہیں۔ علی عمران کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے جبکہ میجر ریوڈ ملٹری انٹیلی جنس کا ڈی ایجنٹ ہے۔ اس لئے دونوں کا کسی ایک ٹریک پر اکٹھے ہونا خاصا مشکل تھا لیکن بعض اوقات حالات و واقعات ایسے ہو جاتے ہیں کہ دونوں کا ورکنگ فیلڈ مشترک ہو جاتا ہے چنانچہ موجودہ ناول بھی اس مشترک ورکنگ فیلڈ پر مبنی ہے جس میں یہ دونوں نمایاں کردار اپنے اپنے ملک کے مفادات کا تحفظ کرنے کی غرض سے نہ صرف اکٹھے ہوئے ہیں بلکہ ایک دوسرے کے مقابل آگئے ہیں اور ایک کی فتح دوسرے کی شکست بن جاتی ہے۔

میجر ریوڈ جس کی ذہانت، برقی رفتاری اور کام کرنے کے منفرد انداز نے اسے پوری دنیا کے ڈی ایجنٹوں میں انتہائی ممتاز و منفرد مقام پر پہنچا دیا ہے۔ اور میجر ریوڈ کا نام فتح و کامیابی کے ہم معنی بن چکا ہے اور دوسری طرف پاکستان سیکرٹ سروس کا علی عمران — ناقابل شکست اور ناقابل تسخیر عمران — جس کے مقابل آکر بڑے بڑے فوجی لفظ فتح کا معنی بھول گیا کرتے تھے۔ اور جب ان دونوں کا مقابلہ ہوا، ایسا زبردست اور بھرپور

خدا کا نام لے کر اتر آیا اور پھر دو دروازوں کے درمیان مقابلی کا اصل مطلب پہلی
دو دروازوں کے درمیان ایسا نکلا۔ ایسا مقابلی کر جس کا ہر لمحہ جیتے جاگتے
خون اور موت کے اندھے سمندر میں ڈوبتا چلا گیا ہو تو اس خوف ناک
مقابلی کا ہم جتنا ہے "گریت فاسٹ"۔
مجھے یقین ہے کہ اس منفرد انداز میں لکھے گئے ناول کا ہر لفظ آپ
سے بھرپور خراج تحسین حاصل کرے گا۔
آپ کی آرا کا منتظر رہوں گا۔

والسلام
منظر ہر کلیم ایم اے

چھوٹا مگر انتہائی تیز رفتار میلی کا پٹر فضا کی بلندیوں میں پرواز کرتا
ہوا تیزی سے شمال کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ پائلٹ کی سیٹ کے ساتھ ایک
درمیانے قد کا نوجوان فوجی یونیفارم پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں سے
دور بین چھٹی ہوئی تھی اور وہ میلی کا پٹر کی چھوٹی کھڑکی سے مسلسل نیچے دیکھے
چلا جا رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ پائلٹ کو مختلف سمتوں میں مڑنے کے بارے
میں ہدایات بھی دیتا جا رہا تھا۔

"اب بارڈر قریب آگیا ہے۔ اس لئے رفتار آہستہ کر لو۔"
کھڑکی میں جھانکنے والے نوجوان نے بغیر مڑے پائلٹ سے مخاطب ہو کر
کہا اور پائلٹ نے بیک وقت رفتار کم دی۔ میلی کا پٹر کو زوردار جھٹکا لگا۔
"کیا کر رہے ہو واقعی ناخمس!" ابھی دور بین گر جاتی تو۔
نیچے دیکھنے والے نوجوان نے انتہائی غصے سے انداز میں اشارہ کر پائلٹ کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ یکدم غضب ناک ہو گیا تھا۔

سوری کیپٹن طارق۔۔۔ پائلٹ نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور
کیپٹن طارق ایک بار پھر نیچے دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔
”اوہ!۔۔۔ کار باڈر پر رک گئی ہے۔۔۔ رفتار اور آہستہ کر لو۔“
کیپٹن طارق نے کہا اور اس بار پائلٹ نے بغیر جھٹکا دیتے ہیملی کا پٹرکی
رفتار آہستہ کر دی۔
”روک لو۔۔۔ یہیں فضا میں روک لو۔۔۔ معاملہ خراب لگتا ہے۔“ کیپٹن
طارق نے جیتھتے ہوئے کہا اور ہیملی کا پٹر فضا میں ہی معلق ہو گیا۔
”اوہ!۔۔۔ طاہرہ کو بانک میں لے جایا جا رہا ہے۔“ کیپٹن طارق نے
بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

سر۔۔۔ لیڈی طاہرہ بے حد خوشیاد ایکٹ ہیں۔۔۔ وہ ان سے
ضرور نمٹ لیں گے۔“ پائلٹ نے موڈ باندھ لیا۔
”تم اپنی جو پینج بند نہیں رکھ سکتے احمق۔“ کیپٹن طارق نے ایک
بار پھر انتہائی زہریلے لہجے میں کہا۔ وہ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی مشتعل مزاج
واقع ہوا تھا۔

”سوری سر۔۔۔ پائلٹ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اللہ اس کا
چہرہ تیار ہا تھا کہ اس کا جی چاہ رہا ہے کہ لالت مار کر کیپٹن طارق کو نیچے
پھینک دے۔ لیکن ظاہر ہے وہ سوائے منہ بنانے کے اور کچھ نہ کر سکتا
تھا۔ اس لئے خاموش ہو رہا۔

”اوہ!۔۔۔ لیڈی طاہرہ کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔“ کیپٹن طارق نے
یکجنت اچھلتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر گود میں رکھے
ہوئے ایک چھوٹے سے ٹرالسیرکاز میں آن کر دیا۔

”سیلو۔۔۔ کیپٹن طارق کا لنگ۔۔۔ اور۔“ کیپٹن طارق نے
تیز اور پرجوش لہجے میں کہا۔
”میں۔۔۔ کرنل ڈی ائٹنگ۔۔۔ اور۔“ دوسری طرف سے ایک
جھاری آواز سنائی دی۔
”لیڈی طاہرہ کو باڈر پر گرفتار کر لیا گیا ہے۔۔۔ اُسے ایک منفیدنگ
کی کار میں بٹھا کر لے جایا جا رہا ہے۔ جب کہ اس کی کار ایک فوجی چلار ہا
ہے۔۔۔ مسخ فوجیوں نے اُسے گھرے میں لیا ہوا ہے۔۔۔ میں نیچے
اڑ کر ان سے ٹکرا جاؤں۔۔۔ اور۔“ یہ کیپٹن طارق نے انتہائی
پرجوش لہجے میں کہا۔

نیچے اڑ کر زمینیں۔۔۔ وہیں ہیملی کا پٹر سے ہی پھلانگ لگا دو احمق
آدمی!۔۔۔ تمہیں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تم ان سے لڑنا شروع کر دو۔
اور۔“ دوسری طرف سے انتہائی سخت اور کھردرے لہجے میں کہا گیا
اور اس بار کیپٹن طارق کا منہ بن گیا۔ جبکہ پائلٹ کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔
”سر۔۔۔ انگریزی کے لئے کہا گیا تھا۔۔۔ لیکن سر۔۔۔ اب جب کہ وہ
لیڈی طاہرہ کو لے جا رہے ہیں تو سر۔۔۔ اور۔“ کیپٹن طارق فقرہ
سکھ نہ کر سکا۔

سنو کیپٹن۔۔۔ اب اگر تم نے احمقانہ باتیں کیں تو میں پائلٹ کو حکم
دوں گا کہ وہ تمہیں گولی مار کر وہیں سے نیچے پھینک دے۔۔۔ تم
اس قابل نہیں ہو کہ ایکٹ بن سکو۔۔۔ نائنٹن!۔۔۔ لیڈی طاہرہ
کی گرفتاری عین منصوبے کے مطابق ہے۔۔۔ وہ لازماً اُسے اپنے کسی
خفیہ اڈے پر لے جائیں گے۔۔۔ تم نے اس اڈے کی انگریزی کرنی ہے۔

اور پھر نیچے اُتر کر اس اڈے کے کسی آدمی کا میک آپ کر کے وہیں رہنا ہے تاکہ بعد میں تم مشن کے لئے کام کر سکو۔ تمہیں برلیٹ نہیں کیا گیا تھا۔ اور۔۔۔ کرنل ڈوی نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

سواری سرا۔۔۔ مجھے تو ننگرائی کے لئے کہا گیا تھا سرا۔۔۔ انچارج نے کہا تھا کہ باقی ہدایات موقع پر دی جائیں گی۔ اور۔۔۔ کیپٹن طارق نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

اوسکے۔۔۔ اب سمجھ گئے ہو۔۔۔ لیڈی طاہرہ تمہاری مدد کرے گی۔ وہ انتہائی ہوشیار انجینئر ہے۔ جب تم وہاں سیٹ ہو جاؤ گے تو پھر وہ وہاں سے فار ہو جائے گی۔ لیڈی طاہرہ اور تمہارے درمیان کو ذالیف اچس ہوگا۔ انتہائی ہوشیاری سے کام کرا۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل ڈوی نے کہا۔

تھیک ہے سرا۔۔۔ آپ بے فکر رہیں سرا۔ اور۔۔۔ کیپٹن طارق نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں اندرونی جوش سے چمکنے لگی تھیں وہ ابھی حال ہی میں فرنیٹک ملل کر کے ملٹری ڈی سرویس میں آیا تھا اور یہ فرنیٹک کے بعد اس کا پہلا مشن تھا۔ اس لئے وہ ضرورت سے زیادہ ہی پُر جوش دکھائی دے رہا تھا۔

اب مزہ آئے گا۔۔۔ میں ان پاکیشا والوں کو ایسا سبق سکھاؤں گا کہ آئندہ قیامت تک وہ کیپٹن طارق کے نام سے دہشت کھاتے رہیں گے۔ کیپٹن طارق نے ٹرانسپیرینڈر کرتے ہوئے کہا۔

سرا۔۔۔ یہیں رکتا ہے یا آگے جاتا ہے۔۔۔ پائلٹ نے جھینڈے لہجے میں پوچھا۔

اودہ!۔۔۔ تم یہیں کھڑے ہو احمق آدمی!۔۔۔ اودہ! کاریں تو اب تک نکل گئی ہوں گی۔ تیز چلاؤ۔ جلدی کرو۔ ہالسنس۔۔۔ کیپٹن طارق نے سیکرٹ انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پائلٹ نے ہونٹ جھینٹتے ہوئے ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔ کیپٹن طارق اب دُور بین آنکھوں سے لگائے نیچے دیکھنے لگا۔

ہاں تھیک ہے۔۔۔ ذرا آہستہ کرو۔۔۔ میں نے انہیں چیک کر لیا ہے۔ ٹھکرے بارڈر سے آبادی بہت دُور ہے۔ ورنہ تو مسئلہ خراب ہو جاتا۔ یہ سب تمہارا تصور تھا۔۔۔ کیپٹن طارق نے مسلسل بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پائلٹ کا چہرہ غصے اور جھنجھلاہٹ سے سرخ پڑا ہوا تھا۔ ایک بار تو اس کا جی پھر جا کر وہ لات مار کر اس کیپٹن کے نیچے کو نیچے پھینک دے۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ کرنل ڈوی نے اس کا جسم گولیوں سے پھینکی کر دینا ہے اس لئے وہ اپنا غصہ پی گیا۔

ہیلی کاپٹر انتہائی ہلندی پر تھا کہ اُسے نیچے سے بغیر غاص دُور بین کے چیک کر لیا جاسکتا تھا۔ جب کہ کیپٹن طارق کے ہاتھیں مخصوص ساخت کی دُور بین تھی۔ اس لئے وہ اتنی ہلندی سے بھی نیچے ہر چیز کو انتہائی واضح طور پر دیکھ رہا تھا۔

اودہ!۔۔۔ کاریں ٹھٹھی میں۔۔۔ جنوب کی طرف سُر جاؤ۔۔۔ کیپٹن طارق نے نیچے دیکھتے ہوئے کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کا رخ جنوب کی طرف موڑ دیا۔

اودہ!۔۔۔ اودہ!۔۔۔ وہ رگ گئی ہیں۔ پہاڑی کے سامنے۔۔۔ ارے پہاڑی کے اندر جا رہی ہیں۔ اودہ خفیہ اودہ!۔۔۔ ایک چٹان دھکن کی

طرح اٹھی ہے اور کاریں اندر چلی گئی ہیں۔ روک میلی کا پٹر۔ روک دو۔
میں باس سے بات کروں۔ کیپٹن طارق نے جلدی سے کہا۔ اور
پھر اس نے دُورین سائے ہک سے ٹکائی۔ اور ٹرانسپیر کا مٹن دوبارہ
آن کر دیا۔

"کیپٹن طارق کا گنگ۔ اور" کیپٹن طارق نے ٹرانسپیر آن کرتے
ہی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"لیس کرنل ڈی۔ اور" دوسری طرف سے وہی بیماری آواز پھر
سنائی دی۔

"سرا۔ بارڈر سے اندر قربانیاں میل کے ناصطے پر جنوب شرق
کی طرف چھوٹی پہاڑیوں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ دونوں کاریں
وہیں پہنچی ہیں۔ ایک چٹان ٹوھکن کی طرح اٹھی ہے اور وہ دونوں
کاریں اندر چلی گئی ہیں سرا۔ اور" کیپٹن طارق نے تیز تیز لہجے
میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ یہ یقیناً ان کا اہم خفیہ اڈہ ہوگا۔ اب باقی کام تم نے
کرنا ہے۔ تم نے میک آپ کر رکھا ہے ناں۔ اور یونیفارم بھی پہن
رکھی ہے۔ اور" کرنل ڈی نے پوچھا۔

"لیس سرا۔ ویسے میک آپ باکس مچی سے اور کاغذات بھی میں
تا کہ فوری طور پر کام آسکیں۔ اور" کیپٹن طارق نے جواب دیا۔

"سنو۔ پہاڑی کی سائیڈ میں اتر جاؤ۔ اور پھر کوشش کرو کہ
تہیں شکوک سمجھ کر گرفتار کر کے اڈے کے اندر لے جایا جائے۔ اس
طرح تم لیڈی طاہرہ کے پاس پہنچ جاؤ گے۔ اب آگے تمہارا کام ہوگا

کو تم کس طرح اپنے آپ کو وہاں ایڈجسٹ کرتے ہو۔ اب مشن کا یہ
حصہ تمہاری کارکردگی پر منحصر ہے۔ جب لیڈی طاہرہ وہاں سے
نکلے گی تو پھر مشن کو آگے بڑھایا جائے گا۔ کیا تم پوری طرح تیار ہو۔
اور" کرنل ڈی نے پوچھا۔

"لیس سرا۔ آپ بے فکر رہیں سرا۔ اور" کیپٹن طارق نے
انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"اوسکے! گوآن وٹش یو گڈ ٹک۔ اور اینڈ آل" دوسری
طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کیپٹن طارق نے
ٹرانسپیر بند کر کے ایک طرف رکھ دیا۔

"اب تم مجھے پہاڑیوں سے کچھ دُور اتار دو۔ تاکہ نیچے سے کسی کی نظر
نہ پڑے۔ اور جیسے تم واپس چلے جانا۔ کیپٹن طارق نے پاکٹ کی
طرف سر کر کہا اور پاکٹ کے سرھلاتے ہوئے میلی کا پٹر کو نیچے اتارنا شروع
کر دیا۔ کیپٹن طارق اس طرح تن کر بیٹھ گیا۔ جیسے نیچے اس کے استقبال کے
لئے ملک کا صدر بارائش نے کھڑا ہو۔ اس کا چہرہ ابھی سے اپنی کامیابی پر
چمک رہا تھا اور وہ خیالوں ہی خیالوں میں متغزل ڈی۔ ایجنٹ بننے کے
غواب دیکھنے لگ گیا تھا۔

وہاں میری نمائندگی کرو گی۔ جب کہ عمران نہیں اسسٹ کرے گا۔ وہاں ایک دوست ملک کی ملٹری ایشیائی جنس کا چریف کسی خاص مقصد کے لئے آرہا ہے۔ اس کے ساتھ اس ملک کی سیکرٹ سروس کا چریف اور دیگر اعلیٰ حکام بھی ہیں۔ تم نے یہ مینٹگ اٹھ کر لی ہے۔ ایکسٹو کا لہجہ بے حد سیاٹ تھا۔

یس سر!۔ مگر سر!۔ مسئلہ کیا ہے اور مجھے کیا کرنا ہوگا۔ جولیا نے ہنسیہ بچھ میں پوچھا۔

وہ کسی خاص ٹاپک پر فوج سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے میں ان سے نہیں مل سکتا۔ اس لئے تم میری نمائندگی کرو۔ پھر جو بھی صدمت حال ہو۔ تم اس کے مطابق اپنے آپ کو میری جگہ کر ڈیل کرو گی ایکسٹو کا لہجہ قدمے نرم تھا۔

اوہ بہتر سر!۔ میں کوشش کرو گی کہ آپ کے اعتماد پر پوری اتروں۔ جولیا نے سرت سے مہر لوہ لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے ایکسٹو نے اپنی جگہ اُسے فیصلے کا اختیار دے کر اس پر انتہائی اعتماد کا مظاہرہ کیا تھا۔

کوشش نہیں!۔ تمہیں اعتماد پر پورا اترنا ہوگا۔ کوشش کا لفظ آئندہ میرے سامنے دوبارہ مت لینا۔ ایکسٹو کا لہجہ ایک بار پھر غراہٹ آمیز ہو گیا۔

اوہ سوری سر!۔ بس دیلے ہی منہ سے نکل گیا سر۔ سوری سر! جولیا ایک بار پھر لوکھاٹ کا شکار ہو گئی۔

عمران وہاں تہا را سیکرٹری ہو گا۔ اس سے زیادہ اس کی اہمیت

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی بیڈ پر لیٹی ہوئی جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ریور اٹھالیا۔ چونکہ آجکل کوئی کیس نہ تھا اس لئے جولیا ناشتے کے بعد ہی بیڈ پر لیٹ کر مطالعے میں مصروف تھی۔

یس جولیا سیکنگ۔ جولیا نے ریور اٹھاتے ہوئے بڑے دھیلے لہجے میں کہا۔ اس کا خیال تھا کہ کسی سامعہی ممبر کا فون ہوگا۔ ایکسٹو۔ دوسری طرف سے غراتی ہوئی آواز سنائی دی اور جولیا ایکسٹو کی آواز سننے ہی یوں اچھلی جیسے اس کے جسم میں ہڈیوں کی بجھلنے پر رنگ فٹ ہوں۔

یس۔ سر۔ سر۔ حکم سر۔ جولیا نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

عمران تمہارے پاس پہنچ رہا ہے۔ تم اس کے آنے تک تیار ہو جاؤ۔ تم دونوں نے ملٹری سپیشل ایجنسی کے چریف کلیم کے پاس جانا ہے۔ تم

نہیں ہوگی۔ سمجھیں۔۔۔ دوسری طرف سے اکیٹھونے کہا۔

"ٹھیک ہے سر!۔۔۔ لیکن سر۔۔۔ ٹھیک ہے سر۔۔۔ جویا
شاید بات کرتے کرتے دُک گئی تھی۔

"یہی کہنا چاہتی ہو کہ عمران وہاں احمقانہ حرکتیں کرے گا۔۔۔ میں
اسے سمجھاؤں گا۔۔۔ یہ معاملہ انتہائی سیریس ہے اور اگر وہ پھر بھی کوئی
غلط حرکت کرے تو میری طرف سے اجازت ہے کہ اسے شوٹ کر دینا۔
جس جگہ جانا ہے اس کا عمران کو علم ہے۔ وہ نہیں لے جائے گا۔
والہی پر تجھے تفصیلی رپورٹ دینا۔۔۔ اکیٹھونے رحمت لیجے میں
کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

جویا نے طویل سانس لیتے ہوئے رسور والیں کر ٹیل پر رکھا اور پھر
جلدی تے اٹھ کر وہ ہاتھ روم کی طرف بڑھ گئی تاکہ عمران کے آنے سے
پہلے تیار ہو جائے۔ اس کا دل بیلیوں اچھیل رہا تھا۔ یہ شاید پہلا موقع تھا
کہ وہ کسی انٹیلیجنسی اجلاس میں نہ صرف اکیٹھون کی نمائندگی کر رہی تھی
بلکہ اکیٹھون نے اسے فزیم کا فیصلہ کرنے کا بھی اختیار دے دیا تھا۔
بس اُسے کھانا تو عمران کی طرف سے تھا کیونکہ عمران ایسے موقعوں پر
اپنی حرکتوں سے باز نہ آتا تھا۔ لیکن اب جویا نے دل ہی دل میں فیصلہ کر
لیا تھا کہ اگر عمران نے کوئی حرکت کی تو وہ عمران کا حشر کر دے گی۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ تیار ہو کر باہر آئی اور برش سے اپنے بالوں
کو آخری پٹچ دینے ہی تھی کہ کال بیل بج اُٹھی۔

"ہیس کم ان۔۔۔ جویا نے بڑے باوقار لیجے میں کہا۔ اُسے
یقین تھا کہ آنے والا عمران ہی ہو گا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور دروازہ

پر عمران کی شکل نظر آئی۔

عمران نے اپنا مخصوص ٹیکسی کھر باس پہنا ہوا تھا اور چہرے پر
حماتوں کا آبشار پورے زور شور سے بہہ رہا تھا۔

"مس جویا! فخر وار!۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔
امید ہے کہ آپ کا مزاج گُری۔۔۔ اودہ سوری!۔۔۔ مزاج گُری!۔۔۔ بلکہ
گرتی قدر۔۔۔ شب قدر۔۔۔ صبح بدر۔۔۔ اودہ سوری۔۔۔ بلکہ دوسری سوری!
بلکہ بالکل ہی سوری۔۔۔ کیونکہ اس سے زیادہ الفاظ مجھے یاد نہیں آتے۔
عمران نے انتہائی احمقانہ انداز میں دروازے میں ہی کھڑے کھڑے
بوکھلائے ہوئے لیجے میں کہنا شروع کر دیا۔

"شٹ اپ!۔۔۔ کیا جو اس گناہ کمی ہے۔۔۔ تمہیں چیف نے
بتایا نہیں کہ معاملے حد سیریس ہے۔" جویا نے جان بوجھ کر سخت
لہجہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا!۔۔۔ انا سیریس تو نہیں بتایا۔۔۔ پھر ہسپتال فون کروں۔ یا
یہیں کسی لیڈی ڈاکٹر کو۔" عمران نے بڑے مصونانہ لہجے
میں آنکھیں پھیلائے ہوئے کہا۔

"اودہ فاسنس!۔۔۔ تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گے۔ جویا
نے اس کا مطلب سمجھ کر سرخ بڑتے ہوئے کہا۔

"مم۔ میری۔۔۔ میری حرکتوں سے۔۔۔ نہیں مس جویا۔۔۔ یہ تو
مرا برا الزام ہے۔۔۔ تو بہ تو بہ۔۔۔" عمران نے عبثی جلدی اپنے
گالوں پر نقشہ بٹاتے ہوئے کہا۔

"اودہ!۔۔۔ تم خاموش نہیں ہو سکتے۔" جویا اس بار واقعی

کیا مطلب! کیا کہہ رہے ہو۔۔۔ جولیا نے کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں کہا۔

میرا مطلب ہے کہ چیف لازماً کوئی مردِ ناما عورت ہے۔ آزاد مردانہ ہوگی۔ پس اسے ایسا ہی ہوگا۔ ٹھیک ہے، ٹھیک ہے عورت کی نمائندگی عورت ہی بہتر کر سکتی ہے۔ اب مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اندر آکر طینان سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

تمہیں جو بھی سوچتی ہے۔ اُلتی ہی سوچتی ہے۔ بہر حال میں تمہیں اس احمقانہ لباس میں ساتھ نہیں لے جاسکتی۔ اس لئے پہلے تم جاکر لباس بدلو۔ جولیا نے انتہائی بخیرہ لہجے میں کہا۔ احمقانہ لباس۔ تو اب لباس بھی احمقانہ اور عقلمندانہ ہو گئے ہیں یہ عقلمندانہ لباس کونسا بدلتا ہے۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں پوچھا۔

میرا مطلب ہے کہ کوئی اچھا سا سوٹ پہن لو۔۔۔ جولیا نے کہا۔ سوٹ! اچھا تو سوٹ عقلمندانہ لباس ہے۔ ادوہ! اسی لئے سیلیان بروقت اپنے آپ کو عقلمند کہتا رہتا ہے۔ وری سوری جولیا! اتنا عقلمند بننے میں تو کوئی وقت نکلے گا۔ پہلے مجھے سیلیان کی شاگردی کرنا پڑے گی۔ اور میں تو معلوم ہے کہ سیلیان جیسا عقلمند مجھے صرف ہوگ کی وال پکا کم از کم دس سال میں سکھائے گا۔ پھر شاید میں عقلمندانہ لباس کی ٹائی باندھ سکوں گا۔ اگر اتنا وقت دے سکتی ہو تو ٹھیک ہے۔ میں چلا جاتا ہوں۔ عمران نے بڑے بخیرہ لہجے

بھڑکائی۔

واہ! کیوں خاموش رہوں۔ کمال ہے۔ مجھ پر اتنا بڑا الزام لگایا جا رہا ہے اور میں خاموش ہو جاؤں۔ نہ میں جولیا! ایسے معاملات میں۔۔۔ عمران نے انتہائی ٹوکھلے ہونے لہجے میں کہا۔ میں تمہیں یہیں گولی مار دوں گی۔ دفع ہو جاؤ۔ نیکل جاؤ یہاں سے۔۔۔ جولیا نے بڑی طرح پریشانیت سے کہا۔ عمران نے اتنے ہی اس کا سارا موٹو چوٹ کر دیا تھا۔ لیکن وہ سر نہیں لکھیں گا کیا ہوگا۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

جولیا دانت جھینچے چند لمحوں خاموش کھڑی عمران کو گھورتی رہی۔ پھر اس کا غصے سے سرخ ہوتا چہرہ نابل ہو گیا۔ وہ شاید معاملات کی نزاکت کی وجہ سے اپنے غصے پر کنٹرول کر رہی تھی۔

دیکھو عمران!۔۔۔ چیف نے کہا ہے کہ کوئی اعلیٰ سطحی اجلاس ہو رہا ہے۔ جس میں میں نے چیف کی نمائندگی کرنی ہے اور تم وہاں میرے سیکرٹری بن جاؤ گے۔ پھر یہ چیف کی عزت کا سوال ہے۔ اس لئے کوئی احمقانہ حرکت برداشت نہیں ہوگی۔ جولیا نے غصے کو کنٹرول کرتے ہوئے اسے سمجھانا شروع کر دیا۔

یہ کیلئے ہو سکتا ہے کہ مرد کی نمائندگی کوئی عورت کرے۔ اسے ہاں! یہ ممکن ہے۔ بالکل ممکن ہے۔ اچھا تو اسی لئے وہ پرے میں ہے۔ کمال ہے میں تو اسے آج تک مرد ہی سمجھتا رہا۔ حیرت ہے۔۔۔ عمران نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

”میں مارلو جوتیاں۔ ضروری تو نہیں کہ ہر شرک پر ہی چل کر ماریں
میں۔ لیکن پیسے وہ ملیں۔“ عثمان نے چونکتے ہوئے کہا۔

”چلو۔ بس اب بہت جو اس موگئی ہے۔ چوڑا۔“ جولیا
نے بھخت بھختہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر خود ہی تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی
دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کے بغیر عثمان کا اٹھنا
ہی مستحکم بن جائے گا۔

”اچھا۔ اگر قسمت میں شرک پر ہی جوتیاں کھائے تو ٹیکہ ہے۔
پتہ نہیں اللہ میاں جب بری قسمت بنائے گا تکتا تو فرشتوں نے اچھا میل
کیوں نہیں مہیا کیا۔ یہ ضرور تویر کی سازش ہوگی۔ وہ فرشتوں سے
مل گیا ہوگا۔“ عثمان نے جولیا کے پیچھے باہر آتے ہوئے بڑبڑا کر
کہا اور جولیا ایک بار پھر بس پڑی۔

فلپس کی طرح چھپا ہوا بیٹے اترنے پر جولیا نے دیکھا کہ سفید رنگ
کی ایک لمبی سی کار کھڑی تھی۔ جس پر ملٹری کی مخصوص پلیٹ لگی ہوئی تھی
اور ایک اور دی فوجی ڈرائیور کے ساتھ ان شین کھڑا تھا۔ جولیا اور
عثمان کو بیٹھے اترتے دیکھ کر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ہاتھ اندر
فوجی انداز میں سیٹ کیا اور پھر جلدی سے کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا
جولیا بڑے باوقار انداز میں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ عثمان آگے بڑھ کر
بیٹھنے لگا تو ڈرائیور نے جلدی سے دروازہ بند کر دیا۔
”آپ آگے بیٹھیں۔“ ڈرائیور نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

”وہ کیوں؟“ کہاں ہے۔ تم نے لیڈیز فرسٹ یعنی لیڈیز فرسٹ
سیٹ کا محاورہ نہیں سُن رکھا۔“ عثمان نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اگر چیف تمہاری سجاوے کسی اور کو بھیج دیا تو کتنا اچھا ہوتا۔ اُسے
میں وہاں بھیجنے کے لئے تم جیسا احمق ہی ملا تھا۔“ جولیا نے بے بسی
سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”چیف سے بات کر لو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں
نئے تو اس سے بڑا احتجاج کیا تھا کہ آج میں نے بروکھانے کے لئے جانا
ہے۔ مگر وہ مانا ہی نہیں۔ اب تم خود بتاؤ کہ تمہارے ساتھ چلنے سے
میرا کتنا نقصان ہوگا۔“ اگر میں مسماۃ اللہ رکھی کو آج پسند آجاتا تو ہمیشہ
کے لئے جوتیاں چٹھانے سے نجات مل جاتی۔۔۔ دس ملیں میں مسماۃ
اللہ رکھی کے ڈیڈی مسٹر اللہ دتہ مویشیاری کی۔ اور میں اللہ رکھی اس کی
اکھوتی بیٹی ہے۔“ ہرج۔ ہرج۔ قسمت ہی خراب ہے اپنی۔“
عثمان کا لہجہ آخر میں رو دینے والا ہو گیا اور جولیا بے اختیار ہنس دی۔

”شکر کرو۔“ ہرج گئے ہو۔۔۔ ورنہ یہ تمہاری مسماۃ اللہ رکھی
گن گن کر تمہارے سر پر دس جوتیاں دارتی۔“ جولیا نے ہنستے ہوئے
کہا۔ عثمان کی بات نے نہ جانے اس کی کونسی رگ دبا دی تھی کہ اس کا موڈ
یکھت ہو گئے اور ہو گیا تھا۔

”دس جوتیاں کھا کر اگر دس ملیں مل جاتیں تو سودا مہنگا نہیں جس
جولیا۔“ عثمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تمہاری قسمت میں جوتیاں کھانی ہی میں عثمان صاحب!۔ اس
لئے افسوس کی ضرورت نہیں۔“ چلو اٹھو چلیں۔“ جولیا نے
مکرتے ہوئے کہا۔

لیکن ڈرائیور نے سنی ان سنی کی اور جلدی سے مرکز ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ اس نے عمران کے لئے دروازہ کھولنے کا تکلف بھی نہ کیا۔

”بیٹھ جاؤ عمران! وقت مت ضائع کرو۔“ جولیانے انتہائی باوقار لہجے میں ہولقوں کی طرح باہر کھڑے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ ظاہر ہے وہ اس وقت ان کی ٹوکی نمائندگی کر رہی تھی۔
رہ گیا عمران تو وہ سیکڑی سی تھا۔ بے چارہ سیکڑی۔

”یس میڈم۔“ عمران نے بڑے سودا باز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ وجہ سے دین مرکز پر نئی آلتی پالتی ماہر کر بیٹھ گیا۔

اوہ ناٹنس۔ آلو۔ احمق! یہ کیا کر رہے ہو۔؟
فرنٹ سیٹ پر بیٹھو۔ جولیانے بڑی طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

فرنٹ سیٹ پر۔ اوہ اچھا میڈم۔ عمران نے بڑی بے نیازی سے اٹھ کر پٹون جھانپتے ہوئے کہا۔ ساتھ سے گزرنے والے افراد عمران کو اس طرح بیٹھتے اور اٹھتے دیکھ کر بے اختیار ہنس پڑتے تھے۔
ہنس لو۔ ہنس لو!۔ تمہیں میڈم کا سیکڑی بنا پڑے۔ تو پتہ چلے۔ عمران نے انہیں غصیلے انداز میں حکم دیکھا کہ ہنسنا بند کرو۔
اور پھر کار کا دروازہ کھول کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ گزرنے والے عمران کی بات سن کر اور زیادہ کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

”جلو ڈرائیور۔“ جولیانے دانت پیٹتے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے ایک جھٹکنے سے کار آگے بڑھا دی۔

”یار!۔“ میڈم نے تمہیں حملے کا حکم دیا تھا۔ تم نے کار چلا دی تمہیں معلوم ہے کہ میڈم اپنے حکم کی حرف بحرف تعمیل مانگتی ہیں۔ اس لئے کار روکو۔ اور خود چل پڑو۔“ عمران نے ڈرائیور سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”تم خاموش نہیں بیٹھ سکتے۔“ جولیانے تقریباً جھڑپتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی عمران پر بے حد غصہ آ رہا تھا کہ ڈرائیور تو اسے فوجی سیوٹ پہن رہا تھا اور یہ عمران خواہ مخواہ جو اس کر کے مارا بھڑکھڑا رہا تھا۔

”اچھا تو اس کا نام تم ہے۔“ واہ اچھا نام ہے۔ مختصر سا۔ سادہ سا نام۔ لیکن مڑتو تو میسے ہی خاموش بیٹھا ہے میڈم۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس بار ڈرائیور کے سنجیدہ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نیرنگی۔ وہ شاید بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کئے بیٹھا تھا۔
جولیانے بھٹنے بھٹنے میں ہی سمجھی تھی۔ اس کا چہرہ غصہ ضبط کرنے کی وجہ سے سرخ پڑا ہوا تھا۔

کار انتہائی تیز رفتاری سے شہر کے درمیان سڑکوں سے گذر کر اب شمالی سمت ملٹری میڈیکل کوارٹر کی طرف اڑھی جارہی تھی۔ ادھر عمران نے پشت کے ساتھ سر جھکا کر اب باقاعدہ خولنے لےنے شروع کر دئے تھے۔
ڈرائیور نے ایک دو بار اس کی طرف دیکھا۔ لیکن پھر خاموش ہو رہا۔ جبکہ جولیانے ابھی کہہ کر خاموش بیٹھی تھی۔ عمران کے خولنے اس کی احمقانہ باتوں سے بہر حال قابل برداشت تھے۔

مختصری در بعد کار ملٹری میڈیکل کوارٹر کی پہلی چابک پوسٹ پر پہنچ گئی۔ لیکن یہاں اسے ایک لمحے کے لئے بھی نہ روکا گیا اور اسے دُور سے

ہی آتا دیکھ کر چنگیگ راڈ اٹھا لی گئی۔ شاید پہلے سے ہی ہدایت پہنچ چکی تھیں۔ اس طرح تین چپک پوٹوں سے گزرا کہ کاہل مڑی سید کو اڑا کر کے اندر سے گزرا کہ ایک سائڈ پر جی ہوتی خاکی رنگ کی چھوٹی سی عمارت کے پورچ میں رگ لگتی۔ وہاں بڑا بڑا سطح فوجی انتہائی موشیادہ سے پہرہ دے رہے تھے۔

کارہ رکتے ہی برآمدے میں موجود ایک کیپٹن تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جلدی سے آکر کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔

تشریف لائے میڈم! — میرا نام کیپٹن ارشد ہے۔ کیپٹن نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور چلیا بڑے باوقار انداز میں باہر آگئی عمران کے خراٹے بدستور جاری تھے۔

کیپٹن ارشد اب عمران کی طرف مڑا تو اس کے چہرے پر حیرت کے آثار نمایاں ہو گئے۔

”اس احمق کو اٹھاؤ۔ یہ رہ گیا جو جاتا ہے۔“ جولیانے

تلخ لہجے میں کیپٹن ارشد سے کہا۔ اب اسے عمران کے خراٹوں پر غصہ آ رہا تھا۔

کیپٹن ارشد نے جیسے ہی دروازہ کھولا، عمران لڑھک کر اس کے اوپر گرا۔

”ارے۔۔۔ ارے۔۔۔ کیپٹن ارشد نے اُسے جلدی سے

سنبھالتے ہوئے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

عمران! — خوش میں آؤ۔۔۔ جولیانے انتہائی غصیلے لہجے

میں کہا اور عمران یکایک اچھل کر لوں سیدھا کھڑا ہو گیا جیسے اس سے زیادہ

چاق و چوبند آدمی دنیا میں موجود ہی نہ ہو۔

نیس میڈم! — خوش میں آگیا میڈم — حکم میڈم! — عمران نے بڑے مودبانہ بلکہ ذہیانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کے چہرے پر بالکل اس قسم کی بے چارگی سی چپکنے لگی تھی جیسے کہ عام طور پر غیر لائق شہ خانوں کے منجھروں کے چہروں پر رہتی رہتی ہے۔

کیپٹن ارشد بڑے حیرت بھرے انداز میں عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں شدید کشوش کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

میڈم! — یہ آپ کے سیکرٹری ہیں یا۔۔۔ کیپٹن ارشد

نے بڑے مودبانہ انداز میں جولیانے مخاطب ہو کر پوچھا۔ اُسے شاید

تاؤ دیا تھا کہ جولیا پاکیشا کے سب سے طاقتور عہدے دار ایک سٹوکی

نمائندہ ہے۔ اس لئے کیپٹن ارشد کا لہجہ جد سے زیادہ مودبانہ تھا۔

لیکن عمران کے متعین اس کار و عمل دیکھنے کے لائق تھا۔ یوں محسوس

ہو رہا تھا جیسے وہ فیصد کر چکا۔ کہ اس احمق اور مولتی آدمی کو کسی شہ

بھی میڈنگ روم تک نہ جانے دے گا۔

یاشوہر میں۔ یہی کہنا چاہتے ہیں آپ بہانہ صاحب!

یہ بات تھیں۔ میں نے میڈم کا سیکرٹری بنوں نہ شوہر۔ بلکہ میر

ام علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ آکسن ہے۔ اور میڈم میری

ہاس ہیں۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں تعارف کرانے کی

کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سنجیدگی میں بھی حماقت کی

جھلکیاں موجود تھیں۔

خاموش رہو عمران! — اور کیپٹن! — کیا ہم یہیں کھڑے رہیں

گئے۔ میرا وقت بے حد قیمتی ہے۔ جولیانے انتہائی سنجیدہ اور
کرنٹ بلجے میں کہا۔

اودہ سو ری میڈم! تشریف لائیے! باس اور دیگر شرکا
آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ لیکن آپ کے سیکرٹری کے بارے میں
مجھے ہدایت لینے ہوں گی۔ کیپٹن ارشد نے سنجیدہ بلجے میں کہا اور تیزی
سے اندرونی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

”تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گے تو میں سب کے سامنے گولی
مار دوں گی۔“ جولیانے آگے بڑھتے ہوئے دانت نیچکیا کہ عمران سے
مخاطب ہو کر کہا۔

اور میں شہید ثابت کہادوں گا۔ اور پھر میرے مزار پر تو الیاں
ہوں گی۔ عرس پڑھے جائیں گے۔ نسبت کرنے والے جوڑے
منٹیں مانگیں گے۔“ عمران نے یوں خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے
جولیا کا اسے گولی مار دینا اس کے لئے بہت بڑا اعزاز ہو۔ عمران کی آواز
آہنی اونچی تھی کہ آگے جاتا ہوا کیپٹن ارشد چونک پڑا لیکن پھر بغیر ہولے
سیدھا ہو کر چلنے لگا۔

راہداری سے گذر کر وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ جہاں
ایک بڑی سی میز اور اس کے گرد کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

صرف ایک منٹ میڈم۔ کیپٹن ارشد نے معذرت بھرے انداز
میں کہا اور پھر میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا ریسور اٹھا کر اس نے ایک
بٹن دبایا۔

”کیپٹن ارشد بول رہا ہوں باس!۔“ میڈم مع سیکرٹری تشریف

لائی ہیں۔ مگر سر!۔ ان کا سیکرٹری مشکوک حرکتیں کر رہا ہے۔
اگر آپ باہر آکر اس سے مل لیں تو زیادہ بہتر ہے۔“ کیپٹن ارشد
نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میڈم کو اندر بھیج دیں اور سیکرٹری کو دوہیں روک لیں۔ میں
میڈم سے تفصیلی بات کر کے پھر تمہیں اس کے متعلق احکامات دوں گا۔
دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”کرنل اسلم!۔“ میں تمہارے اس کیپٹن کے ساتھ باہر نہیں رہوں
گا۔ یہ مجھے بدعاش قسم کا آدمی لگ رہا ہے۔“ عمران نے
اچانک جھنجھٹے ہوئے کہا۔

اودہ۔ اودہ!۔ یہ تو عمران کی آواز ہے۔“ دوسری طرف
سے کرنل اسلم کی چوکھٹی ہوئی آواز سنائی دی۔

”یس سر!۔“ ان کے سیکرٹری کا نام عمران ہی ہے۔“ کیپٹن
ارشد نے حیرت بھرے انداز میں جواب دیا۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ کرنل
اسلم آواز سے اس جولوٹ سیکرٹری کو کیسے پہچان گئے۔ اور پھر وہ اسے بے تکلفی
سے پکار رہے تھے۔ حالانکہ کرنل اسلم جو کہ سپیشل مافری ایجنسی کے
چیف تھے انتہائی رعب دار اور دہلے کے مالک تھے اور فورج کے
کاڈر انچیف تک کو گھاس نہ ڈالتے تھے۔

اودہ ٹوفول۔ ٹائسنس!۔ انہیں فوراً اندر بھیجو۔“ عدوی۔“
دوسری طرف سے کرنل اسلم نے بڑی طرح چٹکھٹاتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔“ یس سر۔“ کیپٹن ارشد نے بڑی طرح بوکھلائے
ہوئے بلجے میں کہا اور عدوی سے ریور رکھ کر مڑا۔

ہوں۔ بہر حال جب تک کرنل اسلم مجھے منکر نہ لے جائے گا۔ کم از کم میں تو نہیں جاؤں گا۔" عمران نے مزہ بناتے ہوئے کہا۔
ادھر جولیا علیحدہ کھڑی دانت پس رہی تھی اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس کی ساری آن بان عمران کی وجہ سے خراب ہوئی جا رہی تھی۔

ادھر پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہنا ہی سکتی ایک سائید کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا ترنگا اویٹر عکس کا فوجی باہر آیا۔ یہ کرنل اسلم تھا پیشین ملٹی ایجنسی کا چیف۔

کیا بات ہے۔۔۔ میں نے کہا تھا کہ انہیں اندر بھجوا دو لیکن کرنل اسلم نے جبری طرح دھاڑتے ہوئے کیپٹن ارشد سے مخاطب ہو کر کہا۔
"ب۔۔۔ ہاں۔۔۔ میں تو کہہ رہا ہوں ہاں۔۔۔ مگر عمران صاحب روٹھے بیٹھے ہیں۔" کیپٹن ارشد نے خوف سے جھکاتے ہوئے کہا۔

"روٹھے بیٹھے ہیں۔ کیا مطلب۔۔۔" کرنل اسلم حیرت بھرے انداز میں ایک طرف صوفے پر بیٹھے ہوئے عمران کی طرف مڑا۔

ہاں بالکل۔۔۔ میں روٹھا بیٹھا ہوں۔ یہ کوئی طریقہ کہ تم چیف کے نمائندوں کے استقبال کے لئے دشمنوں کو بھیج دیتے ہو۔

عمران نے ٹراسا نہ بناتے ہوئے کہا۔
"دشمنوں کو کیا مطلب۔۔۔ کیپٹن ارشد میرا خاص آدمی ہے۔"

کرنل اسلم نے جبری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھرتے تھے۔

"اچھا۔۔۔ تو پھر آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ کمال ہے۔ میں

آپ کا شریف لے جائیے۔" کیپٹن ارشد نے انتہائی موبائے لب میں عمران اور جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

سوری!۔۔۔ نہیں اندر جاؤں گا۔ اور نہ میری باس میڈم جولیا اب تو کرنل اسلم ہی ہمیں منکر لے جاسکتے ہیں۔ کاشرف کیس میڈم۔۔۔ جی اچھی جگہ ہے۔۔۔ منضدی اور کھلی جگہ۔ اب بھلا دیکھیں!۔۔۔ آپ میڈم بھی بن گئیں اور باس بھی۔ لیکن آپ کا فلیٹ کتنا گرم اور صحت زدہ ہے۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

تو اس ریت کرو۔۔۔ چلو اندر۔۔۔ جولیا عمران کے ریماکس پر بڑی طرح ہنسنے لگی۔

آج جانتی ہیں تو جانتی ہیں تو نہیں جانتا۔ آخر آدمی کو روٹھنے کا بھی حق ہونا چاہیے۔ یہ کیا جب کہو، مضرب جاؤ۔ تو بھڑ جائے۔ اور جب کہے چل پڑو تو چل پڑے۔ آدمی نہ ہوا، کوئی منہ نہیں ہو گئی۔ اور میں کم از کم ایسی منہ نہیں بن سکتا۔ جس کا آپ رنگ سوچ کیپٹن ارشد جیسے۔ کپتان کے ہاتھوں میں ہو۔ عمران کی زبان چل پڑی۔

جناب!۔۔۔ میں شرمندہ ہوں۔ آئی ایم ویری سوری۔ آپ مجھے معاف کر دیں۔ کیپٹن ارشد نے لجاتے ہوئے انداز میں کہا اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ کرنل اسلم کو جب پتہ چلا کہ عمران اس کی وجہ سے روٹھا ہوا ہے تو اس کی شامت آجائے گی۔
ٹھیک ہے۔۔۔ ہوتے رہو شرمندہ۔۔۔ میں منع کرنے والا کون

سمجھا دشمنوں کا آدمی ہے۔ تبھی مجھے سیکڑی شب سے روک رہا ہے۔
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا
 ہوا۔ اس کے چہرے پر اب احمقانہ انداز کی مسکراہٹ رہی تھی۔
 آئیے میڈم آئیے!۔ بہت دیر ہو گئی ہے۔ کرنل اسلم
 نے ایک طرف خاموش کھڑی جولی سے غلط ہو کر کہا جو خاموش کھڑی
 اس دانت بیسے جا رہی تھی۔ ایک ٹوکے خون ملنے کے بعد وہ اس لئے
 منہ سے نکل جا رہی تھی کہ ایک ٹوکے خصوصی نمائندے کی حیثیت
 سے وہ سب سے اہم ہوگی۔ لیکن یہاں سب عمران کے ہی پکڑ میں تھے
 اُسے کوئی یو پیو ہی نہ رہا تھا۔ بہر حال کرنل اسلم کے کہنے پر وہ دروازے
 کی طرف مڑ گئی۔ کیپٹن ارشد ایک طرف خاموش کھڑا تھا۔ کرنل اسلم اور
 جولی اس کے قریب سے ہو کر آگے بڑھ گئے اور عمران اُسے دیکھ کر
 استغناء سے انداز میں مسکرائے ہوا یوں آگے بڑھ رہا تھا جیسے کوئی بہت بڑا
 فاتح کسی سلطنت کو فتح کرنے کے بعد دشمنوں کے جھکے ہوئے سروں
 پر ہیر رکھتا ہوا آگے بڑھ رہا ہو۔
 اور پھر جیسے ہی وہ کیپٹن ارشد کے پاس پہنچا، اچانک اس کے
 جسم نے جھکی کی سی تیزی سے حرکت کی اور کیپٹن ارشد کی چیخ سے کمرہ
 گونج اٹھا کیپٹن ارشد عمران کے ہاتھوں میں جکڑا اس کے سر کے اوپر
 سے بلند ہو کر ایک زوردار دھماکے سے نیچے فرش پر گر اٹھا۔
 کیا ہوا۔؟ کیا مطلب۔؟ کرنل اسلم نے بری طرح
 چہچہاتے ہوئے مڑ کر کہا۔

خبردار!۔ اگر حرکت کرنے کی کوشش کی تو گردن توڑ دوں گا۔

عمران نے سیکھت غراتے ہوئے کہا۔ نیچے گرے ہوئے کیپٹن ارشد کی
 گردن پر اس کا ایک ہیر چما ہوا تھا جب کہ دوسرا ہیر اس نے کیپٹن ارشد
 کی ٹانگ پر رکھا ہوا تھا۔ عمران کا ہیر کیپٹن ارشد کی گردن پر اس انداز
 میں جما ہوا تھا کہ واقعی اگر کیپٹن ارشد حرکت کرتا تو اس کی گردن کی ہڈی
 ٹوٹ جاتی۔

”عمران کیا کر رہے ہو۔“ جولی نے حیرت جبرے انداز میں
 چہچہاتے ہوئے کہا۔

”کرنل اسلم!۔ کیپٹن کے دائیں بازو پر لگا ہوا شار آمارور۔ جلدی۔
 عمران نے غراہٹ آئینے لہجہ میں کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ جولی تو ایک
 طرف، کرنل اسلم جیسے شخص کے جسم میں سردی کی لہری دوڑ گئی۔
 شار کی بات سننے ہی کیپٹن ارشد نے سیکھت اچھلنے کی کوشش
 کی۔ مگر دوسرے لمحے کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس کے حلق سے چیخ
 نکلی اور پھر اس کا جسم ایک لمحے کے لئے پھٹ کر رساٹ ہو گیا۔ وہ ختم ہو چکا
 تھا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون کی لکیریں بہنے لگی تھیں۔ کیپٹن ارشد نے
 حرکت کرتے ہی عمران نے مخصوص انداز میں ہیر کو موڑ دیا تھا جس کے نتیجے
 میں اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔

”اب اطمینان سے شار آمار لو۔“ عمران نے ایک طرف ہٹتے
 ہوئے بڑے مطمئن لہجہ میں کہا۔

”تم نے اسے مار ڈالا۔“ کرنل اسلم نے مونٹ بھینچے ہوئے کہا۔
 ”نوا اور اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیتا۔ تاکہ یہ اطمینان سے میں گولیاں
 دگر اپنے شاندار نشانے کی داد وصول کر کے باہر چلا جاتا۔ سوڑی کرنل!

کہہ رہا تھا۔

میں میڈم کا سیکرٹری ہوں۔ اور آپ جلنے کے سیکرٹری
مہاراج کی معاون ایسی ہوتی ہے جسے ہر چیز کا پہلے سے ہی علم ہو جاتا ہے
وہ لے کر آپ اسے غور سے دیکھیں تو آپ کو اس کے سر پر
کبھی کسی چمک نظر آئے گی۔ ایسی چمک جیسے رات کے وقت کوئی
پھلجھری چھوٹنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور بھی اس کی خاص نشانی
ہے۔ اسے گزشتہ دس بارہ سالوں سے الیون تھری ڈگما ٹیپ
فون کے نام سے فیلڈ میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ کوئی نئی ایجاد
تو نہیں ہے۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور
کرنل اسلم اور جولیا دونوں کے منہ اور زیادہ کھل گئے۔

”اوہ! آپ کمال کے آدمی ہیں۔ حیرت ہے۔ میں
بے حد شرمندہ ہوں عمران صاحب! سنت شرمندہ“ کرنل
اسلم نے انتہائی معذرت بھر سے انداز میں کہا۔ وہ اب عمران کو یوں دیکھ
رہا تھا جیسے وہ کسی اور سیارے کی مخلوق ہو۔

”آپ نے اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا کہ میں ایک آدمی ہوں۔ ورنہ
میں تو اب تک اپنے آپ کو ایک سیکرٹری ہی سمجھ رہا تھا۔ بہر حال
اسے چھٹیک روم میں بھجوا دیجئے۔ اندر آپ کے مہمان بیٹھے بور
مور رہے ہوں گے۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا
”اوہ اچھا! ٹھیک ہے۔“ کرنل اسلم نے یوں کہا جیسے وہ
پیش ملزری ایجنسی کا چیف نہ ہو بلکہ عمران کا ذاتی ملازم ہو۔
کرنل اسلم نے میز کے کنارے پر لگی موٹی گھنٹی بجائی تو دوسرے لمحے

میں دشمنوں کو ایسا موقع نہیں دیا کرتا۔ عمران کا لہجہ جید سرسوتا۔
”دشمن! اوہ۔“ کرنل اسلم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
اور پھر جھک کر اس نے کیپٹن ارشد کے دائیں کندھے پر لگا ہوا اشارہ
نویچ لیا۔ یہ تو عام اشارہ ہے۔ کیا ہے اس میں۔“ بہ کرنل اسلم کا

لہجہ کٹ کھانے والا تھا۔
”اگر آپ کو اس کا اتنی آسانی سے پتہ چل سکتا تو میڈم مجھے سیکرٹری
کی تنخواہ کیوں دیتیں۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر کرنل
کے ہاتھ سے اشارے کر اس نے اس کی ایک سائیکل کو مخصوص انداز میں
دلایا تو اشارہ کار اور والا حسہ کسی ڈھکن کی طرح کھل گیا۔ اور اندر انتہائی
پینچیدہ مگر قصری مشین نظر آنے لگی۔

یہ جدید کم اور وسیع حیطہ نمل کا ڈگما ٹیپ فون ہے جناب کرنل
اسلم صاحب!۔ اور آپ کی خصوصی میننگ کی تمام کارروائی اس میں
ٹیپ ہو کر جاتی تھی۔ یہ لیجئے اور اسے اپنی پینٹل ایجنسی کے
عہدہ نگار میں رکھ لیجئے تاکہ آنے والی لسٹوں کو پتہ چل سکے کہ پاکیشٹیا کی
پینٹل ملزری ایجنسی کی کسی مشین پر کوئی ٹریس کر لیتی ہے۔ عمران نے
بڑے طنز پر لہجے میں کہا اور کرنل اسلم کی تو یہ حالت تھی کہ جیسے اس کے
جسم میں خون کا ایک قطرہ تک باقی نہ رہا ہو۔ جولیا کا منہ بھی حیرت کے
مارے آدھے سے زیادہ کھلا ہوا تھا۔

آ۔ آپ کو اس کا کیسے علم ہوا۔“ بہ کرنل اسلم نے بڑی مشکو
سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ اب وہ عمران کو تم کی بجائے آپ

دروازے سے ایک فوجی اندر داخل ہوا۔
 ”میںجسولت کو بلاؤ۔۔۔جلدی“ کرنل اسم نے دھاڑتے ہوئے
 کہا اور فوجی تیزی سے واپس مڑ گیا۔
 ”آیتے میں جولیا!۔۔۔ہم تو اندر چلیں۔۔۔کم از کم مہمانوں سے
 تعارف تو ہو جائے گا۔“ عمران نے مسکرا کر دروازے کی طرف مڑتے
 ہوئے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”ہاں ٹھیک ہے۔۔۔آپ تشریف لے جاتیں۔۔۔میں کیٹین ارشد
 کی لاش بھی سمجھواتا ہوں اور اس بارے میں تفصیلی انکوائری کا حکم دے کر
 ابھی آتا ہوں۔“ کرنل اسم نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور عمران
 اور جولیا اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

دروازہ کھلا تو کمرے میں بیٹھا میجر برمود کیلنٹ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
 بیٹھو میجر بیٹھو۔۔۔آنے والے بڑے مشفقانہ لہجے میں کہا اور
 پھر گھوم کر میز کے پیچھے پڑی ہوئی اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھ
 گیا۔ میجر برمود بھی میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ یہ
 بگاریتہ کی مڑی ڈی اینجیسی کا چیف کرنل ڈی تھا۔
 ”آپ نے مجھے یاد کیا تھا کرنل۔“ میجر برمود نے اطمینان بھرے
 لہجے میں کہا۔

”ہاں۔۔۔میں اہم میٹنگ میں مصروف تھا۔۔۔وہاں مجھے چند لمے
 دیر ہو گئی۔ اس لئے نہیں انتظار کرنا پڑا۔“ کرنل ڈی نے قدرے
 مغدت بھرے انداز میں کہا۔

”اوہ سر!۔۔۔کوئی بات نہیں۔“ میجر برمود نے متفکرانہ لہجے
 میں کہا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں قدرے حیرت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

کیونکہ کرنل ڈی کارویہ کچھ بدلا ہوا تھا۔ کرنل ڈی اور اس طرح کی باتیں !
 "تم شاید میرے رویے کی وجہ سے حیران ہو رہے ہو۔ ایسی کوئی
 بات نہیں میجر!۔ میرے دل میں تمہارے لئے بے حد قدر ہے۔ تم
 بلگانیر کی ناک ہو۔ تم جیسے سبکدوشوں پر تو میں صدیوں فخر کرتی رہتی ہیں۔
 کرنل ڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوسر!۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیسا سبوت اور کیا فخر
 میں تو صرف اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتا ہوں۔" میجر برمود نے کہا۔
 اصل بات یہ ہے کہ اس بار میں جس شش رہنمیں بھیجا جا رہا
 ہوں۔ یہ شش ایسا ہے کہ جس میں تمہاری کامیابی کے چالش ففٹی ففٹی
 ہیں۔ اور اگر تم ناکام رہے تو پھر نہ تم میجر ہو گے۔ اور نہ میں کرنل
 ڈی رہوں گا۔" کرنل نے سچکنت بخیرہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ففٹی ففٹی چالش کا مطلب تو کامیابی ہوتا ہے سر!۔ میرے
 لئے اگر نانوے فیصد ناکامی کے چالش ہوں۔ تب بھی میں باقی ایک
 فیصد کامیابی کو سو فیصد بنالیتا ہوں۔" میجر برمود نے جرات سے
 مہنویں اچکاتے ہوئے کہا۔ وہ حیران ہو رہا تھا کہ کرنل ڈی کو آج کیا
 ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے تو اس نے کبھی ایسی باتیں نہ کی تھیں۔

پاکیشا کے علی عمران اور سیکرٹ سروس کے چیف اکیڈٹو کو جلتے
 ہوئے کرنل ڈی نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے پڑا سر اس سے
 انداز میں پوچھا۔

علی عمران: "آم تو سنا ہوا ہے۔ اور یہ بھی سنا ہوا ہے کہ یہ پاکیشا
 سیکرٹ سروس کے لئے ذی لائبر انداز میں کام کرتا ہے۔ بظاہر احمق

لیکن دراصل انتہائی چالاک اور عیار آدمی ہے۔ اور جہاں تک اکیڈٹو
 کا تعلق ہے۔ صرف اس قدر معلوم ہے کہ وہ پاکیشا کی سیکرٹ سروس کا
 چیف ہے۔ اور کبھی کسی کے سامنے نہیں آتا۔ اس سے زیادہ
 کا مجھے علم نہیں۔ کیونکہ میرا فیلڈ ان لوگوں سے مختلف ہے۔ میجر
 برمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس بار شاید تمہارا مقابلہ ان سے ہو جائے۔ اس لئے میں نفی ففٹی
 چالش کی بات کر رہا ہوں۔ یہ فائل دیکھو!۔ اس میں عمران کے
 بارے میں کچھ تفصیلات موجود ہیں۔ میرے اسے پڑھ لو۔" کرنل ڈی
 نے میز کی دروازہ کھول کر ایک فائل نکال کر میجر برمود کی طرف بڑھاتے ہوئے
 کہا۔ میجر برمود نے فائل لے کر اسے کھولا اور پھر بغیر اسے پڑھنے میں
 مصروف ہو گیا۔

یہ فائل پانچ چھ اوراق پر مشتمل تھی۔ میجر برمود جیسے جیسے فائل پڑھتا
 جا رہا تھا اس کی ذراخ پریشانی پرستوں میں ابھرتی جا رہی تھیں۔ فائل کے اختتام
 پر زمین چار ڈونچی موجود تھے۔
 میجر برمود کچھ دیر تک ان تصویروں کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک
 طویل سانس لے کر فائل بند کر دی۔

یس سر!۔ میں نے پڑھ لی ہے۔ مجھے تو یہ فائل مبالغے پر
 مبنی معلوم ہو رہی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے عمران کے کسی پرستار نے
 اسے ہیر و بنا کے پتھر میں من گھڑت واقعات لکھ دیئے ہیں۔
 میجر برمود نے اسے سامنے بنا کے ہوئے کہا اور کرنل ڈی کے لبوں پر طنزیہ
 مسکراہٹ ابھرائی۔

”تم اسے خود کام کرتے ہوئے دیکھو گے۔ تب تمہیں پتہ چلے گا کہ جو کچھ اس فائل میں لکھا گیا ہے وہ اصل سے کتنا کم ہے۔“ کرنل ڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کناروں پر لگے کچھ مختلف بن ڈبا دیئے۔

بن ڈبتے ہی کمرے میں بھینٹ اندھیرا چھا گیا اور اس کے ساتھ ہی سامنے دیواروں پر ایک سکریں روشن ہو گئی۔ یہ سکریں ایسے رخ پر تھیں کہ میجر رمود اور کرنل ڈی دونوں کو آسانی سے نظر آ رہی تھی۔

”دیکھو اس عمران کو۔۔۔ اندھیرے میں کرنل ڈی کی آواز سنائی دی۔ دوسرے لمحے سکریں پر جھکا ہوا اور پھر اس پر ایک گارڈن پارٹی کا منظر اُبھر آیا۔

”یہ جو چوتھی میز ٹیکنیکل لباس پہنے احمق سا آدمی بیٹھا نظر آ رہا ہے یہ علی عمران ہے۔“ کرنل ڈی کی آواز سنائی دی۔

”میں نے اسے پہچان لیا ہے سر۔“ فوٹو میں نے دیکھ لئے ہیں۔“ میجر رمود نے جواب دیا۔

پارٹی میں خاصی گہما گہمی نظر آرہی تھی۔ پھر اچانک عمران کی سائیڈ میز پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور نکالا اور عمران پر فائر کر دیا۔ اس نوجوان کے انداز میں اس قدر مہارت اور پھرتی تھی کہ میجر رمود جیسا شخص بھی اس کی داد دیتے بغیر نہ رہ سکا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ عمران اس سے بھی زیادہ تیزی سے اپنے آپ کو ہٹا کر گولی کی زد سے بچ نکلا۔ بلکہ ایک جھپکنے میں وہ اچھلا

اور اس کی لات نے نوجوان کے ہاتھ سے ریوالور فضا میں اچھال دیا۔

اُسی لمحے ارد گرد مودو تقریباً دس کے قریب افراد نے ریوالور نکال کر عمران پر فائر کھول دیا۔ لیکن عمران کے جسم میں تو واقعی جھلپاں بھری ہوئی تھیں۔ وہ صرف چھلانگ لگا کر ان کے سروں کے اوپر سے نکل گیا۔

اس طرح دس میں سے چار افراد تو اپنے ساتھیوں کی گولیوں کا شکار ہو گئے۔ اور بچر باقی چھ افراد کو عمران نے اس تیزی، پھرتی اور حیران کن مہارت سے زمین بوس کر دیا کہ میجر رمود جیسا ایجنٹ بھی پکلیں جھپکا

بھول گیا۔ اس کے ساتھ ہی سکریں ایک جھٹکے سے صاف ہو گئی اور کمرہ چمک کی آواز سے روشن ہو گیا۔

یہ اس شخص کے صرف ایک انداز کی ملکی سی جھٹک ہے۔ کرنل ڈی کی آواز سنائی دی اور میجر رمود جو حیرت سے تبت کی طرح بیٹھا تھا بے اختیار چونک پڑا۔

”واقعی باس!۔۔۔ یہ شخص لڑائی بھڑائی کے فن میں حیرت انگیز صلاحیتیں رکھتا ہے۔ اس نے اپنے اس انداز سے مجھے بھی حیرت زدہ کر دیا ہے۔“ میجر رمود نے پہلی بار سنجیدہ لہجہ میں کہا۔

اب شاید تمہیں اس فائل کے مندرجات پر کچھ یقین آ گیا ہوگا۔“ کرنل ڈی نے یوں کہا جیسے وہ ہر قیمت پر عمران کی برتری ثابت کرنے پر تیار ہوا ہو۔

”ہاں!۔۔۔ بہر حال اس شخص سے میرا کمراؤ کس انداز میں ہونابے“ میجر رمود نے سر جھٹکنے ہوئے جواب دیا۔

میرا مقصد تمہیں خوفزدہ یا مروع کرنا نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ صلاحیتوں کے لحاظ سے تم عمران سے کسی طور بھی کم نہیں ہو۔ میں

نے یہ نامل اور فہم تہیں صرف اس لئے دکھائی ہے کہ تہیں اندازہ ہر طے
کہ عمران کیسا آدمی ہے۔ کرنل ڈی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں
جواب دیا۔

میں سمجھ گیا سر۔ میجر رمود نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

اب اصل بات سن لو!۔ بلگر نیر کی ڈیفنس لیبارٹری میں ایک
اہم جنگی فارمولے پر کام ہو رہا تھا۔ جب فارمولا کامیاب کے قریب پہنچا تو
اچانک ایک اجنبی مسلمان پروفیسر بارکی لیبارٹری سے غائب ہو گیا۔ اس
کے اس طرح اچانک غائب ہونے پر جب پڑتال کی گئی تو پتہ چلا کہ اصل
فارمولا بھی غائب ہے۔ اس پر ملٹری انٹیلیجنس نے انتہائی تیزی
سے کام کیا تو یہ اطلاع ملی کہ پروفیسر بارکی کو پاکستان میں دیکھا گیا ہے۔ جس پر
ہم نے پروفیسر بارکی کو فارمولے سمیت واپس لانے کے لئے گروپ بھیجا
تو پتہ چلا کہ پروفیسر بارکی فارمولا سمیت وہاں سے بھی کہیں جا چکا ہے۔

یہ اسے چھپا دیا گیا ہے۔ بہر حال اس سلسلے میں یہ رپورٹ بھی ملی ہے
کہ آخری بار پروفیسر بارکی نے پاکستان سیکرٹ سروس کے چیف اکیسٹو سے
ملاقات کی تھی۔ اس کے بعد اس کو کوئی پتہ نہیں چل سکا۔ یہ فارمولا
اس قدر اہم ہے کہ اگر پاکستان کے ہاتھ لگ گیا اور اس نے اس پر ہتھیار
تیار کر لیا تو اس پورے علاقے میں جنگی لحاظ سے اس کی پولیٹک انتہائی
بہتر ہو جائے گی۔ اور بگانیہ کا دفاع خطرے میں پڑ جائے گا۔ یہ
دوست ہے کہ بگانیہ اور پاکستان دونوں کے تعلقات بظاہر دوستانہ اور
اچھے ہیں۔ لیکن دہرہ دونوں کے درمیان جدید ترین جنگی ہتھیاروں

کی دوڑ جاری ہے اور دونوں ملکوں کے مفادات اپنے اپنے اور اصل ایک
دوسرے کے متضاد ہیں۔ یہ کیس ملٹری انٹیلیجنس سے سیکشن ڈی
کو ریف کر دیا گیا۔ میں نے اپنے طور پر تحقیقات شروع کر دی۔ لیڈی طاہرہ
اور کیپٹن طارق کے ذریعے کام آگے بڑھایا گیا۔ لیڈی طاہرہ کو گرفتار کر کر
پاکستان کے ایک اہم فوجی اڈے پر بھجوا دیا اور کیپٹن طارق کو بھی وہاں بھیجا
گیا۔ وہاں پہنچ کر کیپٹن طارق نے اس اڈے کے ایک اہم فرد
میجر حصول کی جنگ لے لی اور لیڈی طاہرہ فارمولا واپس آگئی۔ میجر حصول
انتہائی کام کا آدمی نکلا۔ وہ پاکستان کی ملٹری انٹیلیجنس کا اہم ممبر تھا۔
اور کسی خاص مشن پر اس سرحدی اڈے پر آیا تھا۔ اس طرح کیپٹن طارق
میجر حصول کے روپ میں واپس حیدرآباد چلا گیا۔ وہاں پہنچ کر
اس نے میری ہدایات پر اپنا جال پھیلایا تو انکشاف ہوا کہ پروفیسر بارکی
کو پاکستان کی کسی انتہائی خفیہ لیبارٹری میں منتقل کر دیا گیا ہے اور اس
فارمولے کی تباہی کے لئے اس لیبارٹری میں پاکستان کے انتہائی قریبی
دوست ملک شکران کے سائنسدان بھی کام کر رہے ہیں۔ اور یہ بھی
پتہ چلا ہے کہ اس لیبارٹری کی حفاظت کا کام پاکستان کے حکام نے فسطحی
طور پر پاکستان سیکرٹ سروس کے چیف اکیسٹو کے ذمہ لگا دیا ہے۔ چنانچہ
میں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ یہ مشن تمہارے سپرد کر دیا جائے
تم نے پروفیسر بارکی کو فارمولے سمیت اس لیبارٹری سے اس طرح اغوا
کر کے لے آئے کہ پاکستان والے سر پٹھے رہ جائیں۔ کرنل ڈی
نے تفصیل سے بتائے ہوئے کہا۔

پروفیسر بارکی کو ضروری سامانہ لانا ہے۔ یہ صرف فارمولے سے

گزارہ ہو جائے گا۔۔۔۔۔ میجر پرمود نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔
 پروفیسر بارکی اس فارمولے کا اصل موجد ہے۔۔۔ اور جہاں تک
 فارمولے کا تعلق ہے۔ یہ صرف اشارات پر مبنی ہے۔ باقی پروفیسر بارکی کے
 ذہن میں ہے۔۔۔ لیکن اگر کسی بھی صورت میں پروفیسر بارکی نہ آسکے تو
 پھر اس کا ہلاک کر دیا جانا ضروری ہے۔۔۔ فارمولے کے اشارات
 پر ہمارے سائنسدان نئے سرے سے فحش کر کے اسے سمجھا لیں گے
 بہر حال فارمولے کی واپسی بہ صورت میں ضروری ہے۔۔۔ کرنل ڈی
 نے جواب دیا۔

لیکن اب تک یہ اشارات پاکیشیا اور شوکران کے سائنسدانوں کو بھی
 معلوم ہو گئے ہوں گے۔۔۔ میجر پرمود نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد کہا
 نہیں!۔۔۔ اس کا امکان نہیں ہے۔ کیونکہ پروفیسر بارکی دراصل
 نسلا یہودی ہے۔ اس نے لازماً اپنی اہمیت قائم رکھنے کے لئے اصل
 اشارات خفیہ رکھے ہوں گے۔۔۔ اور جہاں تک میں نے تحقیقات کی
 ہے۔ پروفیسر بارکی یہاں سے فرار بھی لاپرواہی کی وجہ سے ہوا ہے۔ یہاں
 اس نے حکومت کو اصل فارمولا دینے کے لئے ایک مجاہدی رقم
 وصول کر لی تھی۔ چونکہ فارمولا بے حد اہم تھا اور پروفیسر بارکی کافی عرصے
 سے بلکانیہ کے لئے کام کر رہا تھا اس لئے حکومت نے اس پر اعتماد
 کر لیا۔۔۔ لیکن رقم وصول کرے ہی وہ فرار ہو گیا۔۔۔ اور ظاہر ہے
 اس نے اب اس کا سودا پاکیشیا اور شوکران سے کیا ہوگا۔ شوکران والے
 چونکہ اپنی خفیہ لیبارٹریوں میں کسی صورت میں بھی کسی غیر ملکی کو داخل نہیں
 ہونے دیتے۔۔۔ اس لئے یہ فارمولا پاکیشیا میں ہی تیار کیا جا رہا ہوگا

اور مجھے یقین ہے کہ پروفیسر بارکی کچھ روز وہاں کام کرنے کے بعد جب
 حکومت پاکیشیا اور شوکران کو یہ باور کرا دے گا کہ فارمولا واقعی قابل عمل
 ہے اور اس سے پاکیشیا یا شوکران کی جنگی صلاحیتوں میں بے پناہ اضافہ
 ہو سکتا ہے تو پھر وہ ان سے سودا کرے گا اور مجاہدی معاوضہ وصول کر کے
 وہاں سے بھی فرار ہونے کی کوشش کرے گا۔ تاکہ اس فارمولے کو کسی اور
 ملک کو فروخت کر سکے۔۔۔ اور شاید اس بات کو مانظر رکھتے ہوئے پاکیشیا
 والوں نے اس سید ہارٹری کی حفاظت کا کام ملٹری سیکشن کی سپہ سالار
 سیکرٹ سروس کے فہم لگایا ہے۔۔۔ آج صبح مجھے اطلاع ملی کہ
 پاکیشیا کی ملٹری سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں شوکران حکام اور پاکیشیا
 سیکرٹ سروس کے نمائندوں کے درمیان کوئی اہم میٹنگ ہونے والی ہے
 اس پر کیپٹن طارق کی معرفت اس میٹنگ کی تفصیلات حاصل کرنے کا
 پلان بنایا گیا اور کیپٹن طارق نے ملٹری سپیشل ایجنسی کے چیف کرنل اسلم
 کے اسسٹنٹ کیپٹن ارشد کے ذریعے اس میٹنگ کی کارروائی الیون تھری
 ڈیٹا ٹیپ فون پر ٹیپ کرنے کی پلاننگ مکمل کر لی اور الیون تھری ڈیٹا
 ٹیپ فون کیپٹن ارشد کے بازو پر موجود سٹار کی شکل میں لگا دیا اور اس کا
 علم کیپٹن ارشد کو بھی نہ ہوسکا۔۔۔ لیکن بعد میں رپورٹ ملی کہ میٹنگ
 سے پہلے یہ ڈیٹا ٹیپ فون ٹرائیں ہو گیا اور کیپٹن ارشد مارا گیا۔ اس طرح
 اس میٹنگ کی کارروائی کا ہمیں علم تو نہ ہو سکا۔۔۔ بہر حال آتا پتہ چل
 گیا ہے کہ اس میٹنگ میں شوکران کے اعلیٰ حکام اور پاکیشیا سیکرٹ سروس
 کے ایجنٹ شامل ہوئے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ میٹنگ پروفیسر بارکی کے
 سلسلے میں ہی ہوئی ہوگی۔۔۔ کرنل ڈی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس لیبارٹری کے محل وقوع کا کوئی آئہ پتہ — جہاں پروفیسر بارکی اپنے فارمولے سمیت موجود ہے — میجر پرودے نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔
 ”فی الحال تو انٹریس ہو سکا ہے کہ یہ لیبارٹری پاکیشیا کے دارالحکومت کے کہیں آس پاس ہی موجود ہے۔ البتہ ٹیکنیک طاری کو شش کر رہا ہے کہ کسی طرح اس لیبارٹری کا پتہ چلا سکے۔“ کرنل ڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کوٹھیک ہے سر! — میں اس مشن کے لئے پوری طرح تیار ہوں۔ میں اس عمران کے ذریعے اس خفیہ لیبارٹری کو ٹریس کر لوں گا۔ کم از کم اس کا کلیڈ تو میرے پاس ہے۔“ میجر پرودے نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

”ہاں! — لیکن جس طرح کا یہ شخص ہے۔ اس کے متعلق تمہیں پتہ چل گیا ہے۔ اس لئے تم اپنا منصوبہ انتہائی احتیاط سے بناؤ گے۔ عمران بے حد چالاک اور عیار آدمی ہے۔“ کرنل ڈی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

آپ بے فکر ہیں بس — عمران ٹائپ آدمیوں کو میں ڈرل کرنا اچھی طرح جانتا ہوں۔ بہر حال آپ مطمئن رہیں۔ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے بعد پروفیسر بارکی اپنے فارمولے سمیت آپ کے سامنے موجود ہو گا۔“ میجر پرودے نے انتہائی بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹیکنیک طاری سے اگر ملنا چاہو تو مل لینا۔ وہ ویسے بھی تمہارا

بہت بڑا فین ہے۔ انتہائی ذہین۔ پرجوش اور کام کا آدمی ثابت ہو رہا ہے۔ یہ اس کا پہلا مشن ہے۔ لیکن اس میں اس نے خاصی اچھی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں اسے کاشن دے دوں گا۔ تم پیش زبردستی پر اس سے بات کر سکتے ہو۔ کوڈ زبردستی روانہ بنا دینا۔ وہ تمہارے احکامات کی پوری طرح پیروی کرے گا۔“ کرنل ڈی نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں دیکھ لوں گا۔ پروفیسر بارکی کا کوئی نوٹ وغیرہ مل جائے گا۔“ میجر پرودے نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اے! — یہ لو اس مشن کی فائل۔ اس میں سب کچھ موجود ہے۔“ کرنل ڈی نے میجر پرودے کے دروازے ایک ڈرنج رنگ کی فائل نکال کر میجر پرودے کو دیتے ہوئے کہا۔ اور پرودے نے فائل لے کر اسے تھم کر کے جیب میں رکھا اور پھر کرنل ڈی کو گڈ بائی کہا اور اپنی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

لے گیا۔ کیپٹن طارق اشاروں کے مخصوص کوڑوں میں لیڈی طاہرہ کو نہ صرف اپنے متعلق بتا چکا تھا بلکہ اس نے اُسے یہ اشارہ بھی دے دیا تھا کہ وہ میجر صولت کا روپ دھارنا چاہتا ہے۔ اور لیڈی طاہرہ کا تو مشن ہی یہی تھا کہ وہ کیپٹن طارق کو وہاں ایڈجسٹ کر کے وہاں سے نکل جائے چنانچہ جیسے ہی میجر صولت نے لیڈی طاہرہ پر اپنی عیاش فطرت ظاہر کی، لیڈی طاہرہ نے فوراً ہی اُسے اپنے شیشے میں اتار لیا اور اس طرح میجر صولت نے کیپٹن طارق کو وہیں علیحدہ سیل میں طلب کر لیا۔ اس کے بعد سب بالکل ہی آسان ہو گیا۔

لیڈی طاہرہ اور کیپٹن طارق نے مل کر میجر صولت کو شکار کر لیا۔ اور پھر اس پر بے پناہ کُشت و کر کے انہوں نے اس سے سپیشل مٹری آئینہ بنی اور اس کے بریڈ کو اڑنے کے متعلق تمام تفصیلات حاصل کرنے کے بعد اس کی گردن توڑ ڈالی۔ اس کے بعد کیپٹن طارق کو میجر صولت کا روپ بدلنے میں کوئی پریشانی نہ ہوئی۔ خفیہ میک اپ باکس کی مدد سے سارا کام آسان ہو گیا۔ مگر وہ میجر صولت کے چہرے پر کیپٹن طارق کا میک اپ کر دیا گیا۔ اس کے بعد کیپٹن طارق نے میجر صولت بن کر کیپٹن طارق کی لاش اور لیڈی طاہرہ کو سپیشل مٹری آئینہ بنی کے بریڈ کو اڑنے ہمارہ لے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس طرح وہ انہیں جیب میں ڈال کر وہاں سے چل پڑا۔ راستے میں جیب کا ایکٹائیٹ ظاہر کیا گیا۔ اس طرح لیڈی طاہرہ کو آزاد کر دیا گیا اور کیپٹن طارق کے مرنے سے جسم کے ٹکڑے اڑا دیئے گئے اور میجر صولت معمولی سا زخمی ہو کر واپس ہڈی کو اڑنے پہنچ گیا۔ جہاں سرسری سی تحقیقات کے بعد یہ کیس ختم کر دیا گیا۔ اس طرح کیپٹن طارق سپیشل مٹری

بلگا رنیہ کا کیپٹن طارق پاکیشٹیل مٹری آئینہ بنی کے میجر صولت کے روپ میں اپنے مخصوص کمرے میں بڑی بے چینی کے عالم میں پہلے رہا تھا۔ لیڈی طاہرہ کے پیچھے جب سہ پاکیشٹیل کے سرحدی خفیہ اڈے کے گرد مشکوک انداز میں پھرتے ہوئے جب ایک پکڑ کر اڈے کے اندر لے جایا گیا تو وہاں اس سے پوچھ گچھ میجر صولت کے کیپٹن طارق کو جیسے ہی علم ہوا کہ میجر صولت کا متعلق پاکیشٹیل کی سپیشل مٹری آئینہ بنی سے ہے اور وہ کسی خاص کام سے اتفاقاً اس اڈے پر آیا ہوئے تو اس نے فوراً ہی فیصلہ کر لیا کہ وہ میجر صولت کا ہی روپ دھارے گا کیونکہ میجر صولت کا تہذیبی امت اور تقریباً چہرے اور بالوں کی ساخت کیپٹن طارق سے بہت ملتی جلتی تھی۔ شروع میں اس پر اور لیڈی طاہرہ پر خاصا تشدد کیا گیا۔ لیکن میجر صولت کی عیاشانہ فطرت نے جلوہ دکھایا اور خصوصی پوچھ گچھ کے لئے وہ لیڈی طاہرہ کو انتہائی پریشاب لڑکی بنی ایک علیحدہ سیل میں

بھیجے گی کیا ضرورت تھی۔ یہی سوچتا ہوا وہ راہداری سے گذر کر جیسے ہی دروازے میں داخل ہوا وہ بُری طرح چونک پڑا کیونکہ سامنے ہی فزٹ پر کیپٹن ارشد کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اور الیون تھری ڈیوٹ فون بجائے کیپٹن ارشد کے کاندھے پر ہونے کے کرنل اسلم کے ہاتھ میں تھا۔ کمرے میں کرنل اسلم کے علاوہ اور کوئی موجود نہ تھا اور کرنل اسلم کا چہرہ غصے اور جلال کی وجہ سے سیاہی مائل پڑا ہوا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ کیپٹن طارق کا دل ایک لمحے کے لئے تو بالکل ہی ڈوب گیا۔ لیکن اس نے جلدی سے اپنے آپ کو سنبھالا اور تیزی سے کرنل اسلم کو فوجی انداز میں سیوٹ مارا۔

”میںج صولت!۔ کیپٹن ارشد غدار تھا۔ یہ دیکھو!۔ اس کے کاندھے پر یہ جدید ترین ڈیوٹ ٹیپ فون اشار کی صورت میں موجود تھا تاکہ اس کے ذریعے یہ اس ٹاپ سیکرٹ میننگ کی کارروائی ٹیپ کر سکے۔ اب تم نے فوری طور پر اس کیس کی انکوائری کرنی ہے کہ کیپٹن ارشد کی جوتن کہاں تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اس کے سب ساتھیوں کو گرفتار کرنا چاہیے۔ اور اس کی لاش کو لے جا کر برقی مینٹی میں ڈال دو۔ میں سوچ رہی تھی کہ کیپٹن ارشد جیسا آدمی بھی دشمنوں کا ایجنٹ دسکتا ہے۔ کرنل اسلم نے بُری طرح دھاڑتے ہوئے کہا۔

”اوہ سزا۔ ویری سٹریچ سزا!۔ کیپٹن ارشد پر تو کبھی معمولی سا بھی ایسا بھی نہیں پڑ سکا تھا۔ سر کیسے پتہ چلا سزا۔ کیپٹن طارق نے اپنے لمبے میں بے پناہ حیرت بھرتے ہوئے کہا۔

”ہمیں کوشاوند مذکی مہر پتہ نہ چلتا۔ لیکن سیکرٹ سروس کے

ایجنسی کے ہیکل کارڈ میں بڑے اہم عہدے پر آزادی سے کام کرنے لگا۔ اور اس نے انتہائی اہم معلومات حاصل کر کے سپیشل زیرو فیکٹر لنسی پر کرنل ڈیوی تک پہنچانے شروع کر دیئے۔ اس نے میںج صولت کا بہرپاس اس کامیابی سے بھرا تھا کہ کسی کو بھی اس پر شک نہ ہو سکا۔

پھر کرنل ڈیوی کی خصوصی ہدایات پر ہی اس نے کرنل اسلم کے پرسنل سیکرٹری کیپٹن ارشد کا اصل شمار بدل کر اس کی جگہ الیون تھری ڈیوٹ ٹیپ فون لگا دیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ میننگ شروع ہونے والی ہے صرف پاکستانی کی سیکرٹ سروس کے چیف ایجنٹ کے نمائندے کا انتظار ہے۔ اور وہ اس میں اہم ترین میننگ کی کارروائی کے سلسلے میں ہی ہے۔ پتہ چلا کہ جلد از جلد یہ میننگ ختم ہو تو وہ ڈیوٹ ٹیپ فون واپس حاصل کر کے رپورٹ کرنل ڈیوی تک پہنچا دے۔ اُسے صرف کیپٹن ارشد سے خطرہ تھا کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ کیپٹن ارشد بے حد دوہین نو جوان تھا یہی وجہ تھی کہ اس نے کیپٹن ارشد کے علم میں لانے بغیر اشار بدل دیا تھا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور کیپٹن طارق نے چونک کر دروازے کی

طرف دیکھا۔ دروازے پر ایک فوجی سپاہی موجود تھا۔

”آپ کو باس یاد کر رہے ہیں۔ فوٹا پہنچیں۔ سپاہی نے فوجی انداز میں سیوٹ کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ کیپٹن طارق نے کہا اور پھر وہ ہونٹ بھینٹے تیز سے کمرے سے نکلا اور تیزی سے استقبالیہ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ میننگ کے دوران کرنل اسلم نے اُسے کیوں بلایا ہے اور پھر اگر اُسے بلانا ہی ہوتا تو وہ کیپٹن ارشد کے ذریعے بلاتا۔ سپاہی

انکو ازری رپورٹ تیار کی اور میٹنگ کے اختتام پر جب کرنل اسلم نے اُسے اپنے دفتر میں طلب کیا تو وہ یہ رپورٹ اور کاغذ لے کر وہاں پہنچ گیا۔
 ”کچھ پتہ چلا۔“ کرنل اسلم نے کیپٹن طارق کے دفتر میں داخل ہوتے ہی پوچھا۔

”یس سر!۔“ خاصی کامیابی ہوئی ہے۔ یہ کاغذ دیکھتے سر!۔ یہ کاغذ کیپٹن ارشد کے رہائشی کمرے سے ٹرلس کیا گیا ہے۔ کیپٹن طارق نے بڑے مودبانہ انداز میں ہاتھ میں پکڑا ہوا کاغذ کرنل اسلم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ہوں!۔“ تو اس کا مطلب ہے کہ ارشد کافرستان کا ایجنٹ تھا۔ اور کافرستان کی ایجنٹوں نے اسے یہ ڈکٹا فون ٹیپ سپلائی کیا تھا۔“ کرنل اسلم نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”یس سر!۔“ یہ میری انکو ازری رپورٹ ہے سر۔“ کیپٹن طارق نے سر ہلاتے ہوئے اپنی رپورٹ کی فائل اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ اچھا۔“ بیٹھو۔“ کرنل اسلم نے پہلی بار کہا اور کیپٹن طارق شکر یہ ادا کر کے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

کرنل اسلم کافی دیر تک انکو ازری رپورٹ پڑھتا رہا۔
 ”ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی میجر۔“ کرنل اسلم نے فائل بند کرتے ہوئے کیپٹن طارق کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”کونسی سر۔“ کیپٹن طارق نے چونک کر پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”اس میٹنگ سے کافرستان کو کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔“ اگر کوئی

نے اسے ایک لمحے میں ٹرلس کر لیا۔ مجھے سخت شرمندہ ہونا پڑا اور اب یہ شرمندگی صرف اسی صورت میں دور ہو سکتی ہے کہ تم اس ساری سازش کو لے نقاب کر دو۔ ابھی سے کام شروع کر دو۔ اور میٹنگ کے اختتام تک مجھے ابتدائی کامیابی کی رپورٹ مل جانی چاہیے۔ گو آن۔“ کرنل اسلم نے سخت اور سرد لہجے میں کہا اور پھر لیون تھری ڈکٹا فون ٹیپ کیپٹن طارق کے ہاتھ میں دے کر وہ میٹنگ روم کے دروازے کی طرف سر دیا۔

میٹنگ روم کا دروازہ بند ہو جانے پر کیپٹن طارق نے ایک طویل سانس لیا۔ اس کا میٹنگ کی کارروائی والا مشن تو خیل ہو ہی گیا تھا۔ کیونکہ لیون تھری ڈکٹا فون ٹیپ کھل جانے کے بعد اس کے اندر موجود ٹیپ بے کار ہو جاتا تھا۔ اور نیا ٹیپ فٹ کرنے کے لئے دو مین گھنٹوں کی ضرورت ہوتی۔ اور وہ زیادہ دیر یہاں رُک بھی نہ سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے ڈکٹا فون کو جب میں ڈالا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔ اس نے کیپٹن ارشد کی لاش کو برقی جھڑی میں ڈالنے کے احکامات صادر کئے اور اس کے بعد اس نے بڑے زور شور سے انکو ازری کا آغاز کر دیا۔ ظاہر ہے اگلے دن اس نے جو کرنل بقی فضل کرنی تھی۔ اب وہ کرنل اسلم کو یہ بتانے سے رہا کر اصل مجرم وہ خود ہی ہے۔ اس لئے اس نے کیپٹن ارشد کے رہائشی کمرے کی تلاشی لی اور پھر خود ہی ایک ایسا کاغذ تیار کر کے وہاں سے برآمد کیا۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کیپٹن ارشد کا قبیضہ کافرستان کی سیکرٹروس سے ہے۔ وہ اس سلسلے میں بلگانہ کا نام درمیان میں نہ آنے دینا چاہتا تھا۔ اس کاغذ کی تیاری اور برآمدگی کے بعد اس نے اپنا

میٹھا گیا۔

”واقعی سر! انتہائی حیرت انگیز خبر ہے۔ کیپٹن ارشد کا
سننے کے بعد تو انسان کو اپنے آپ پر بھی یقین نہیں رہا۔ بہر حال
نہایت کیا حکم ہے۔“ کیپٹن برنی نے پوچھا۔

”مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے نمائندوں نے
میشن ارشد کو ٹریس کیا ہے۔ آپ نے تو انہیں دیکھا ہوگا۔ کیسے
مل تھے وہ۔“ کیپٹن طارق نے اصل بات پوچھتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا سر!۔ یہ تو واقعی حیرت کا مقام ہے سر! کیونکہ
میں تو انہیں دیکھ کر بلے حد حیران ہوا تھا۔ میرا تو خیال تھا کہ پاکیشیا
سیکریٹ سروس کے نمائندے لمبے ترنگے۔ قد آور اور دیو جیسے جسم رکھنے
والے ہوں گے جنہوں نے بھاری ادویہ کوٹ پہن رکھے ہوں گے اور
پہلے پرچوں سے جھجے کے ہیٹ ہوں گے۔ ان کے ہاتھوں میں رولالو
درجوں پر سخت گیری اور سفاکی نمایاں ہوگی۔“ کیپٹن برنی نے
اوہ شامہ جاسوسی فلمیں دیکھنے کا شوقین تھا اس لئے اس کے ذہن
میں سیکرٹ ایجنٹوں کا یہی تصور تھا۔

”اچھا! ایسے نہیں تھے وہ۔“ کیپٹن طارق نے مسکراتے
ہوئے پوچھا۔

”اوہ تو سر!۔ جب کارٹر کی تو اس میں سے ایک خوبصورت اور
بہن غیر ملکی لڑکی باہر آئی۔ جسے میڈم جولیا کہہ کر پکارا جا رہا تھا۔
ایکریٹ سروس کے چیف کی نمائندہ نہیں تھی۔ اور دوسرا اس کا
دوڑی تھا۔ انتہائی احمق سا نوجوان۔ جس نے کبھی کبھار لباس پہنا ہوا

دلچسپی ہو سکتی ہے تو بگاریہ کہہ سکتی ہے۔“ کرنل اسلم نے کہا۔
”سر!۔ ہو سکتا ہے کہ بگاریہ نے براہ راست سامنے آنے
کی بجائے کافرستان کا ذریعہ استعمال کرنے کی کوشش کی ہو تاکہ
اس پر شک نہ پڑ سکے۔“ کیپٹن طارق نے جواب دیا۔

”اوہ ہاں!۔ ایسا ممکن ہے۔“ ٹھیک ہے۔ بہر حال اب
ہمیں ہر طرف سے ہوشیار رہنا ہوگا۔ اوسکے۔ تم جاؤ۔ کرنل
اسلم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن طارق سر ہلانا ہوا کرے سے
باہر نکل گیا۔ وہ دل ہی دل میں کرنل اسلم کی سادہ لوحی پر ہنس رہا تھا جو
سپیشل ملٹری ایجنسی کا سربراہ تھا۔ لیکن ذہنی طور پر بالکل ہی سادھا
سادھا تھا کہ کیپٹن طارق نے اسے آسانی سے بیوقوف بنالیا تھا۔ لیکن
اب کیپٹن طارق سوچ رہا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ان نمائندوں
کا پتہ چلائے جنہوں نے کوئٹا فون کا اتنی جلدی پتہ چلا لیا۔ چنانچہ وہ
گیٹ سیکورٹی روم کی طرف بڑھ گیا۔

سیکورٹی انسپارچ کیپٹن برنی میجر صولت کو دہاں دیکھ کر بری طرح
بوکھلا گیا۔

”سر!۔ کوئی غلطی تو نہیں ہو سکتی سر۔“ مجھے اطلاع ملی ہے کہ
کیپٹن ارشد غدار ثابت ہوا ہے۔“ کیپٹن برنی نے مودبانہ انداز میں
سیلوٹ ہاتھ دے کر کہا۔

”وہ تمہاری غلطی نہیں ہے۔ اب جہلا کو ان تصور کر سکتا تھا کہ کیپٹن
ارشد جیسا شخص بھی غدار ہو سکتا ہے۔“ کیپٹن طارق نے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔ اور یہ کیپٹن برنی کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے وہ کرسی پر

تھا۔ جب کار اندر داخل ہوئی تو وہ سیٹ پر سر رکھے نہ صرف یہ رہا تھا۔ بلکہ زور زور سے خراٹے لے رہا تھا۔ جب کیپٹن ارٹ لے کر کار دروازہ کھولا تو وہ کیپٹن ارشد پر اگرا۔ انتہائی ہلکی آوی تھ اس کا نام عمران بتایا گیا تھا۔ بس یہی دونوں تھے۔ کیپٹن برنی نے جواب دیا۔

کمال ہے۔ غیر ملکی لڑکی اور مقامی سیکرٹ ایجنٹ۔ کون۔
 عاک کی تھی۔ کیپٹن طارق واقعی حیران ہو گیا تھا۔

میرا خیال ہے سر۔ یورپ کے کسی ملک کی باشندہ تھی۔ والپسی بھی عمران عجیب و غریب حرکتیں کر رہا تھا۔ لیکن سر! ایک خاص بات میں نے دیکھی کہ اس کی آنکھوں میں کبھی ایسی چمک آتی تھی کہ جیسے وہ انتہائی ذہین آدمی ہے۔ کیپٹن برنی نے جواب دیا۔ بہر حال مجھے حیرت ہے کہ انہوں نے غدار ڈھونڈ لیا جبکہ غدار اتنا عرصہ حمارے درمیان رہا۔ لیکن ہم اسے چپک نہ کر سکے کیپٹن طارق نے اسٹے ہوئے کہا۔

ہاں سر! یہ واقعی حیرت انگیز بات ہے۔ ویسے وہ سیکر عمران جلتے ہوئے مجھے اپنا پتہ دے گیا اور نہ صرف ہتہ دے گیا بلکہ نے بڑے خلوص سے دعوت بھی دی ہے کہ میں جب شہر آؤں تو اس ضرورتوں۔ اس نے کہا تھا کہ وہ مجھے انتہائی دلچسپ کارٹون فلم دکھا گا۔ کیپٹن برنی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب

ایک کاغذ نکال کر کیپٹن طارق کی طرف بڑھا دیا۔
 کارٹون فلم۔ کیپٹن طارق بھی ہنس پڑا۔ اس نے کاغذ دیکھا

برنی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) فلیٹ تھ گنگ روڈ
 تھا ہوا تھا۔

ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن)۔ کیپٹن طارق نے
 بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اسی بات پر میں بھی حیران ہوا تھا تو اس نے سرگوشی کے سے انداز میں
 بتا کر جعلی دگریاں ہیں۔ رعب ڈالنے کے لئے لکھ رکھی ہیں۔ کیپٹن
 برنی نے کہا۔

اجھا دیکھو! ان سے ملنے کی ضرورت نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی
 کسی جپر میں چپس جاؤ۔ یہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔ کیپٹن طارق
 نے کاغذ واپس ڈینے کی بجائے اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا
 ٹھیک ہے سر! میں سمجھتا ہوں سر۔ کیپٹن برنی بھی سنجیدہ
 ہو گیا اور پھر کیپٹن طارق والیں اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا ذہن بڑی
 فراخ الجہا ہوا تھا۔ ایڈون تھری کی کانکشن اور ایسے احمق اور غیر ملکی لوگوں
 کے ہاتھوں۔ یہ بات اس کے گلے سے نیچے نہ اتر رہی تھی۔ چنانچہ اس نے
 اس عمران کو چپک کر انے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ لیڈی
 طاہرہ کو جو دارالحکومت میں موجود تھی اسے عمران کے پیچھے لگا دے گا۔
 اسے معلوم تھا کہ لیڈی طاہرہ چپک جھپکنے میں اس سے اسل معلومات
 منچوڑ لینے میں کامیاب ہو جائے گی۔

ختم ہو جائے گا۔ اب تو جھگڑنا ہوگا۔ ویسے تم نے جولیہ کو اچھی طرح جھاڑا تو تھا۔ عمران نے۔۔۔ شلاتے ہوئے کہا۔

جھاڑا کیا۔ مجھے کسی بات کی انصیل کا بھی تو پتہ ہوتا۔ آپ نے جاتے وقت بس مجھے اتنا برلیف کیا تھا کہ آپ سیشن ملری ایجنسی کے بیورو کارٹر جا رہے ہیں۔ ویسے جولیہ نے جی بکریا آپ کی شکایتیں کی ہیں۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

ظاہر ہے۔ اب وہ بوڑھی بوقی جا رہی ہے۔ اور بوڑھی عورتوں کے پاس سوائے شکایتوں کے ٹارے کسے اور کچھ ہوتا ہی نہیں۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو دقت بقہ مار کر منہس پڑا۔

اب کیا کریں۔ اب جولیہ کی وجہ سے اس لیبارٹری کی حفاظت تو کرنا ہی پڑے گی۔ تم ایسا کرو کہ نگہانی۔ سدیلتی۔ چوہان۔ خاور اور تنویر کو اس کام پر لگا دو۔ یہ بیکار ہی تو رہتے ہیں۔ اس طرح چلو تنویریں تو حلال کرتے رہیں گے۔ تنویر کو ان کا انچارج بنا دینا۔ بلکہ منجھوہا میں خود اس سے بات کرتا ہوں۔ عمران نے کہا اور بیرومنہ ہر رکھے ہوئے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈال کر نے لگا۔ بلیک زیرو کے لبوں پر مسکراہٹ دیکھنے لگی۔

تنویر بول رہا ہوں۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

ایکسٹو۔ عمران نے غصوں لہجے میں کہا۔
اوہ لیس سر۔ لیس سر۔ تنویر نے بوکھلائے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

میں تو سمجھا تھا کہ کسی ملری سیکرٹ ایجنٹ کا چکر ہوگا۔ اور میں وہاں انہیں ہدایات دے کر واپس آ جاؤں گا۔ اسی لئے میں نے جولیہ کو خوش کرنے کے لئے اسے اپنا سیشن ناماندہ بنا کر ساتھ لے گیا۔ لیکن اب مجھے کیا معلوم تھا کہ جولیہ شوخی میں آکر لیبارٹری کی حفاظت کا کام اپنے ذمہ لگے گی۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اس وقت شدید بیزاری کے آثار نمایاں تھے۔
تو آپ اب بحیثیت ایکسٹو انکار کریں۔ بلیک زیرو نے مکرراتے ہوئے کہا۔

عمران ابھی انہی سیشن ملری بیورو کارٹر سے واپس آیا تھا۔ جولیہ کو اس کے فلیٹ پر چھوڑ کر وہ سیدھا مہاں آ گیا تھا۔ اور اس کے یہاں پہنچنے تک جولیہ بلیک زیرو کو رپورٹ دے چکی تھی۔
نہیں! اب اگر میں نے انکار کر دیا تو جولیہ کا اعتماد ہمیشہ کے لئے

میں تمہاری صلاحیتوں کا امتحان لینا چاہتا ہوں۔ اس لئے ایک انتہائی اہم مشن پر تمہیں بھیج رہا ہوں۔ عمران نے اکیسویں کے لہجے میں کہا۔

ادھر سرا۔ میں پوری کوشش کروں گا سر۔ دوسری طرف سے تنویر نے جواب دیا۔

کوشش۔ تنویر جانتے ہو کہ لفظ کوشش کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ عمران کے لہجے میں یکجہت بے پناہ غراہٹ اُبھر آئی۔

س۔ سرا۔ میرا مطلب ہے کہ یقینی طور پر سر۔ مم میرا مطلب۔ تنویر اس غری طرح بول نکلا کہ اس سے فقرہ بھی مکمل نہ ہو سکا۔

آئندہ لفظ کوشش تمہاری زبان سے نکلا تو ایسی سزا دوں گا کہ تمہاری رُوں بھی صدیوں بلبلاتی رہے گی۔ عمران کا لہجہ بے پناہ سرد تھا۔ ٹھیک ہے سر۔ ٹھیک ہے سر۔ تنویر کا اعصابی نظام

اب پوری طرح بریک ہو چکا تھا۔ اس کا لہجہ رو دینے والا تھا۔

تم نے اپنی صلاحیتیں بچوہاں اور خاد کو کئے کڑو لیں لیبارٹری تھرٹی ون جو کہ سٹہ کی شمالی سمت میں بظاہر پینٹ تیار کرنے کا کارخانہ ہے۔ حائفے۔ وہاں کے سیکورٹی آفیسر میجر جمال سے ملنا۔ کوڈ

اکیسویں ہو گا۔ یہ میجر جمال وہاں اسسٹنٹ میجر ہے۔ وہ تمہیں ساری چولش سمجھا دے گا۔ اس کے بعد تم سب نے اس لیبارٹری کی

حفاظت کرنی ہے۔ وہیں رہنا ہے۔ اس لیبارٹری کے اندر اہم جنگی فارمولے پر کام ہو رہا ہے اور ایک غیر ملکی سائنسدان پروفیسر بارکی

اس فارمولے پر کام کر رہا ہے۔ اور خطہ ہے کہ اس پروفیسر بارکی کو یا اس فارمولے کو اڑانے کے لئے کسی دشمن ملک کے سیکرٹ ایجنٹ کو قتل کا رد والی کریں۔ سمجھ گئے تم۔ عمران نے اس بار

قد سے نرم لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

لیس سرا۔ میں سمجھ گیا سر۔ تنویر نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

تم اس ٹیم کے انچارج ہو گے۔ لیکن تم نے لیبارٹری کے اندر نہ جاؤ گے۔ اور نہ کسی قسم کی مداخلت کرنی ہے۔ باقی ہر لحاظ سے چونکا رہنا ہے اور روزانہ اپنی رپورٹ مجھے دو گے۔ اور یہ سن کر

کسی قسم کی کوتاہی ناقابل برداشت ہو گی۔ سمجھئے۔ عمران کا لہجہ ایک بار پھر سخت ہو گیا۔

ٹھیک ہے سرا۔ کوئی کوتاہی نہ ہو گی۔ تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

او کے ا۔ پتہ نوٹ کر لو۔ اور باقی ساقیوں کو خود ہی اطلاع دے دینا۔ انٹر نیٹیل پینٹ فیکٹری۔ اسسٹنٹ میجر جمال سے ملنا

سے تمہیں۔ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسوہ رکھ دیا۔

آپ نے تو تنویر سے چاہے کی جان ہی نکال دی ہے۔ بلکہ کئے نے مکرراتے ہوئے کہا۔

اب وہ بے حد چونکا رہے گا۔ چلو میسل تو ختم ہوا۔ تم جولا کو بتا دینا کہ تنویر اور اس کے ساقیوں کو وہاں بھیج دیا گیا ہے۔ میں

اب فلیٹ جا رہا ہوں۔ تنویر کی طرف سے کوئی مشکوک رپورٹ ملے تو مجھے اطلاع دینا۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
 "ٹھیک سے سرا۔ لیکن آپ نے اس کیسٹن ارشد اور اس لوگوں کے سلسلے میں کوئی کارروائی نہیں کی۔" بلیک زیرو نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے عمران کے کھڑے ہونے کے بعد وہ اس کے سامنے بیٹھ نہ سکتا تھا۔

وہ کرنل اسلام کا ڈیپارٹمنٹ ہے۔ وہ خود ہی منتار ہے گا۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر آپریشن روم سے باہر آگیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیری سے اپنے فلیٹ کی طرف جڑی جا رہی تھی۔ جب اس نے فلیٹ کے نیچے اپنی کار روکی تو وہ چونک بڑا کیونکہ ایک نئے ماڈل کی خوبصورت کار پہلے سے ہی وہاں موجود تھی۔ جس پر مقامی نمبر پلیٹ لگی ہوئی تھی۔

عمران نے اپنی کار ایک طرف روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے اس کار کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا۔ کار بالکل نئی تھی۔ اور پھر اندر ڈریش بوڈ پر کھٹے ہوئے میک آپ بائس کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پٹپٹائیں۔ اس جدید قسم کے میک آپ بائس کا مطلب تھا کہ یہ کار کسی نسوانی شخصیت کی ہے اور یہ نسوانی شخصیت ظاہر ہے کہ فلیٹ میں موجود تھی۔

عمران سر ہلاتا ہوا اسے ہٹا چڑھتا چلا گیا۔ لیکن وہ اتنی احتیاط سے اور چڑھ رہا تھا کہ اس کے قدموں کی آواز اندر نہ جاسکے۔ فلیٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر سے باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

تم کس قدر شاندار باورچی ہو۔ اتنی اچھی چائے تو میں نے آج کب نہیں پی۔ نہیں تو کسی شاندار کوٹھی میں بڑا چلیے۔ اس مچھلچھرے فلیٹ میں کیوں پڑے ہوئے ہو۔ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد میٹھا اور دلیرانہ تھا۔

"کیا بتاؤں میں! عمران صاحب نے سوڈو خربزے کی طرح مجھے جکڑ رکھا ہے۔ میں سادہ سا آدمی ہوں۔ میری تنویری سی تنخواہ مقرر کی اور پھر ایک روز مجھے کہنے لگے کہ فلیٹ سے پچاس ہزار روپے چوری ہو گئے ہیں۔ جلد ہی واپس کرو۔ ورنہ میں تمہیں جیل میں سزا دوں گا۔ میں نے لاکھ ٹھیس کھائیں۔ لاکھ انہیں یقین دلایا کہ میں چور نہیں ہوں۔ مگر وہ نہ مانے اور پولیس کو بلانے لگے۔ میں ڈر گیا اور خوف سے رونے لگا تو انہوں نے مجھ پر دم کھاتے ہوئے مجھ سے اشیاء لکھوایا کہ میں نے پچاس ہزار روپے بطور تنخواہ ایڈوائس وصول کر لئے ہیں۔ اور جب تک یہ رقم پوری نہیں ہوگی۔ میں نوکری نہ چھوڑ سکوں گا۔ اور میں! اس طرح انہوں نے مجھے جس سال کے لئے جکڑ لیا۔ بیس سالوں کی تنخواہ بنتی ہے پچاس ہزار روپے۔ اور ابھی تو مجھے صرف دو سال ہی ہوئے ہیں۔ ابھی اٹھارہ سال باقی رہتے ہیں۔" سیما کی ہچکیاں لے کر رونے کی آواز سنائی دی۔ وہ اپنی مظلومیت کی جھوٹے اداکاری کر رہا تھا۔

"اوہ! یہ تو ظلم ہے۔ انتہائی ظلم۔" نسوانی آواز سنائی دی۔
 "کیا بتاؤں میں!۔ ویسے بھی وہ بہت ظالم انسان ہیں۔ خود تو

تو لیدی صاحبہ کہہ رہا تھا۔ احمق۔ نانس۔ یہ تمہیں کہاں سے بڑھی لگ رہی ہیں۔ عمران ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی سلیمان پر پٹ پڑا۔

مم۔ مم۔ میں تو احتراماً کہہ رہا تھا جناب! غلطی ہو گئی۔ معافی چاہتا ہوں۔ سلیمان بدستور مظلومیت والی ادکاری کرنے پڑا ہوا تھا۔

اودہ اچھا اچھا! احترام والی بات ٹھیک ہے۔ ان تو مس۔ عمران فوراً ہی اس خوبصورت لڑکی کی طرف مڑ گیا۔ جواب بڑے حیرت آمیز انداز میں عمران کی طرف دیکھ رہی تھی۔ مس طاہرہ۔ لڑکی نے مصافحے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

نہ نہ۔ امی کہتی ہیں کہ غیر لڑکیوں سے ہاتھ نہیں ملایا جائے ورنہ شیطان جوتیاں مارتا ہے۔ عمران نے بڑے خوفزدہ انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

اودہ مس طاہرہ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔ آپ کا نام عمران ہے۔ آپ کا اودہ جی تار ہا تھا کہ آپ نے فراڈ کر کے اس سے بیس سال کی عذرا ایڈوائس کرائی ہے۔ مس طاہرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

یہ ایک لمبی اور دردناک کہانی ہے مس طاہرہ۔ اودہ سوری! مس طاہرہ! یہ میری زبان بس غوطہ کھا جاتی ہے۔ میں نے تو اسے کبھی بار کہا ہے کہ لائف جکیٹ پہن لیا کرو۔ ورنہ کسی دن غوطہ

یہاں مرنے کرتے ہیں۔ میں کسی سے ذرا بات بھی کروں تو مجھے گھنٹوں کان کپڑولے رکھتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ ڈرٹھ ساگ بعد ایسا موقع آیا ہے کہ میں آپ جیسی خوبصورت حسینہ سے بات کر رہا ہوں۔ سلیمان کی آواز سنائی دی۔

ٹھیک ہے۔ میں بات کروں گی اس سے۔ میں دیکھتی ہوں کہ وہ تم جیسے غریب پر کیسے ظلم کرتا ہے۔ یہ تو سراسر اندھیر ہے۔ میں نہیں اپنی ٹونہٹی لے جاؤں گی۔ مرنے کے زناداں۔ نسواں کی آواز نے کہا۔

اودہ پھر عمران نے دروازہ کھولتے ہوئے انتہائی کڑک دار لہجے میں کہا۔

سلیمان! یہ دروازہ کیوں کھلا ہوا ہے۔ عمران کا لہجہ واقعی بے حد کڑکدار تھا۔

وہ کہتے۔ اودہ! اب میری خیر نہیں۔ سلیمان کی

اوجھی بڑ پٹ سنائی دی۔

بنج۔ جناب! ایک لیدی صاحبہ تشریف لائی ہیں جناب!

سلیمان نے فوراً ہی دروازے پر آتے ہی بڑی بیچاریگی سے کہا۔

تو تم نے گھسنے کیوں دیا اسے۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ مجھے بڑھی خوردوں سے شدید نفرت ہے۔ مومنہ! خواجواہ سرکھا جاتی

میں۔ خیرات مانگتے آئی ہوں گی یہ تمہاری لیدی صاحبہ۔

عمران نے اور زیادہ کرخت لہجے میں کہا اور ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اودہ آپ! کمال ہے۔ آپ تو نوجوان ہیں۔ سلیمان

”ابھی نہیں پلنیز! — کچھ منٹ رُک جائیے۔ سلیمان! ارے او سلیمان کے بچے“ — عمران نے بڑے کجاہت بھرے لہجے میں مس ظاہر سے کہا اور آخر میں زور زور سے سلیمان کو آوازیں دینے لگا۔

رہنے والوں کی زندگی کا سروے کر رہی ہوں۔ اس لئے یہاں آئی ہوں۔
مس طاہرہ نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”اودھ اچھا اچھا!۔ جاؤ سلیمان۔ یہ تو بچہ ہی اور ہے۔ کیا
زمانہ آگیا ہے کہ اب لڑکیاں سارے شہر کے فلیٹوں کی خاک چھاتی ہیں
تب جا کر انہیں دکھاوے کا بر ملا ہے۔ ہاں تو بس طاہرہ!۔
پہلے تو یہ باتیں کہ اب تک آپ کو کوئی پسند نہیں آیا۔۔۔ عمران
نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”میری سمجھ میں تو تمہاری باتیں نہیں آرہیں۔ میں نے خواہ مخواہ
وقت ضائع کیا۔۔۔ بس طاہرہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور بیرونی
دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔

”ارے ارے وہ سروے۔۔۔ مجھے کٹے تو اتارنے دیں۔
ایسے کیسے سروے۔۔۔“ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہنا شروع کیا
لیکن مس طاہرہ کے قدم نہ رُکے اور وہ انتہائی تیز رفتاری سے چلتی
ہوئی بیرونی دروازے سے باہر چلی گئی۔
”مونٹ کم فلیٹ پاک۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے

ہوئے کہا۔
اسی لمحے سلیمان اندھا آیا۔ اس کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ تھی
بڑی مشکل سے میں نے اسے جھکا رکھا تھا۔ آپ نے جھکا دیا
ایسی خوبصورت لڑکی کوئی روزِ روزِ آتی ہے۔۔۔ سلیمان نے برا
سامنے نہاتے ہوئے کہا۔ اور جلدی سے اس کے ٹھکڑے اس نے قالین
کا ایک ٹونڈا اٹھایا اور اس کے نیچے سے ایک پتلی سی چوٹی نکال کر مڑا

کی طرف بڑھا دی۔

”کیا کرو سلیمان!۔۔۔ اب مجھے پلاسٹک رعبڑی کرنا پڑے گی۔ میری
شکل ہی اتنی طرفیاز ہے کہ لڑکیاں مجھے عقلمند سمجھ کر بھاگ جاتی ہیں۔
اب دیکھو!۔۔۔ جب تک تمہاری شکل اس کے سامنے رہی۔ وہ بھیجی رہی
عمران نے وہ چوٹی سچی ہاتھ میں لے کر اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر
اس نے پتی کے کونے کو ذرا سا دبا دیا۔ دوسرے لمحے پتی درمیان سے کھل
گئی۔ عمران کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے جلدی سے ناخن
کی مدد سے ایک تار کو توڑ دیا۔ اور پھر طویل سانس لیتے ہوئے پتی کو ایک
طرف اچھال دیا۔

”تمہارے سامنے اس نے اسے رکھ دیا۔“۔۔۔ عمران کا لہجہ
بے حد سنجیدہ تھا۔

”نہیں!۔۔۔ میں چائے بنانے گیا اور جب واپس آیا تو وہ نیچے
جھک کر سیدھی جوری بھی۔ اس لئے میں سمجھ گیا کہ اس نے کوئی چیز
قالین کے نیچے رکھی ہے۔۔۔ سلیمان نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں
جواب دیتے ہوئے کہا۔

دیر ہی گزرا۔۔۔ اب تم میں ماورچی کے بجائے جاسوسی کے جراثیم
بڑھتے جا رہے ہیں۔ اگر یہ جراثیم اسی طرح بڑھتے رہے تو تم پر یقیناً
ایک روز جراثیم کش دوا چھڑکنی پڑے گی۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور پھر ٹیلیفون کا سیٹ اٹھا کر اس کی لپٹ کو چیک کرنے
لگا۔ اسے خیال آگیا تھا کہ کہیں ٹیلیفون کے نیچے کوئی پُرزہ نہ لگا دیا گیا
ہو لیکن ٹیلیفون سیٹ کی پشت صاف تھی۔ اس نے ٹیلیفون سیٹ

والپس رکھا اور سیور اچھا کر تیزی سے نمبر ٹاٹا کرنے لگا۔ سلیمان اس دوران والپس جا چکا تھا۔

صفدر بول رہا ہوں۔ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

اچھا۔ ابھی تک بول رہے ہو۔ کمال ہے۔ کچھ کئی سالوں سے یہی سن رہا ہوں کہ صفدر بول رہا ہوں۔ کسی پہاڑی کو بے کامغز تو نہیں کھالیا۔ عمران نے کہا۔

اوہ عمران صاحب! جھٹا آپ کے ہوتے ہوئے کس میں جرات ہے کہ بول سکے۔ دوسری طرف سے صفدر نے سنتے ہوئے کہا۔

یار! کیا تاؤں۔ میری زبان مجھے جیسے کنوارہ ہی رکھے گی۔ ابھی حقوڑی دیر پہلے ایک مس آئی تھی۔ میں خوش ہو گیا کہ چلو اب سلیمان سے جان چوڑ جائے گی۔ لیکن یہ زبان۔ بس کیا تاؤں۔ وہ چلی گئی۔ عمران نے رو دینے والے لمحے میں کہا اور دوسری طرف سے صفدر کا تہقہ بلند ہوا۔

ظاہر ہے اس نے جھانکا ہی تھا۔ آپ کی زبان جب چل سکے تو وہ مس کیا، بڑے بڑے جی دار جھاگ سکتے ہیں۔ ویسے ان مس صاحب کا حدود اربعہ کیا تھا۔ صفدر نے شرارت بھرے لہجے میں پوچھا۔

حدود اربعہ معلوم ہو جاتا تو اپنے نام حبشی نہ کر لیتا۔ البتہ اس کی کار کا حدود اربعہ معلوم ہے۔ نئے ماڈل کی ٹویٹا۔ نیلا رنگ۔ نمبر جے۔ یو۔ پی۔ بس بس دن بس تقری۔ اگر تمہیں معلوم ہو جاتے تو

مجھے ضرورتاً۔ عمران نے کہا۔

اوہ اچھا! میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے میں معلوم کر لوں گا۔ لیکن کیا کوئی نیا چکر چل رہا ہے۔ صفدر نے سنجیدہ ہوئے ہوئے پوچھا۔ یہ چکر تو ازل سے چل رہا ہے ہمارے دفتر۔ اوہ سوری بکتر۔ اوہ! یہ زبان پھر غلط کھا گئی۔ عمران نے بڑے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

میں سمجھ گیا۔ آپ بتانا نہیں چاہتے۔ چلو ٹھیک ہے میں حدود اربعہ معلوم کر لوں۔ پھر لوچھوٹوں گا۔ دوسری طرف سے صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ جی رابطہ ختم ہو گیا۔

اب یہ بے چارہ بھی بالغ ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن کیا کریں سے گا بچارہ جی۔ عمران نے سیور رکھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر اس نے وہ ایک طرف پڑی ہوئی جلدی سی جی دوبارہ اٹھالی۔ اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے آثار ابھر آئے تھے۔

سے ایک نوجوان آواز سنی وہی۔ یہ کیپٹن طارق تھا۔

”سی۔ ٹی۔ اے۔ میں ایم۔ پی۔ بول۔ ہاؤس۔ زیر۔ زیر۔ نا۔ ن۔
تمہیں ڈی نے ہدایت دے دی۔ دل کی۔ اور۔ میجر برمود
نے کہا

”ایس۔ سر۔ مجھے بتاؤ کیا تھا سر!۔ فرمائیے! اور۔ کیپٹن
طارق کا لہجے نے مدد دیا ہو گیا۔

مشن کہاں شکل کرنا ہے۔۔ اس بارے میں تمہارے پاس کوئی
معلومات تو بتاؤ۔ اور۔ میجر برمود نے پوچھا۔

اور سر!۔ میں نے بڑی کوشش کی لیکن معلوم نہیں کر سکا۔
ایسے معلوم ہو جاتا۔ میں نے میننگ کی کارروائی ٹیب کرنے کی کوشش
کی تھی۔ لیکن وہ ٹیب ہو گئی۔ اور یہ جینگ یہاں کی سیکرٹ
سروس کے نمائندوں کے کی تھی۔ میں نے ان کے متعلق مزید تحقیقات
کی تو پتہ چلا کہ ایک غیر ملکی عورت نمائندہ بن کر آئی تھی۔ ساتھ ہی ایک
اتحادی نوجوان تھا جس کا نام علی عمران تھا۔ اس کا بالشی پتہ
معلوم نہا تو میں نے لیڈی طاہرہ سے کہا کہ وہ اس اتحاد سے مل کر معلومات
مائل کریں۔ لیکن ابھی متوڑی دیر پہلے لیڈی طاہرہ نے اطلاع دی
ہے کہ وہ عمران تو بالکل ہی اتحادی ہے۔ اس کے کہنے کے مطابق
وہ کسی طور پر بھی اس بڑے چکر میں غوث نہیں ہو سکتا۔ اور۔ دوسری
طرف سے کیپٹن طارق نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیڈی طاہرہ یہاں موجود ہے۔ اور۔ میجر برمود نے چارکے
موسے پوچھا کیونکہ وہ لیڈی طاہرہ کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف

ہو گیا۔ میلو۔ زیر۔ زیر۔ نا۔ نا۔ نا۔ اور۔ میجر برمود
نے پشیل زیر۔ زیر۔ نا۔ نا۔ نا۔ کر کے ٹرانسپیران کر دے کہا۔ وہ اپنے
سامعیوں سمیت آج صبح ہی پاکیشیا کے دار الحکومت پہنچا تھا اور یہاں انہوں
نے ایک کوئی کرانے پر لے لی تھی۔ یہاں پہنچنے کے بعد اب سے پہلے
میجر برمود نے جی کی کنڈا کی بنا پر دو کاریں خریدیں اور پھر پورے شہر کا
چکر لگائے کے بعد اب وہ اپنے اصل مشن پر کام کرنے کے پوری طرح
تیار ہو چکا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران کا فلیٹ گنگ۔ روڈ پر واقع ہے
اور اس کا نمبر ۱۲ ہے۔ یہ وہ فلیٹ دیکھ چکا تھا۔ لیکن عمران سے ملنے
سے پہلے اس نے کیپٹن طارق سے بات کرنا ضروری سمجھا اور کرنل ڈی
کی ہدایت کے مطابق اس نے پشیل زیر۔ زیر۔ نا۔ نا۔ نا۔ پر اسے کال کرنا
شروع کر دیا۔
ایس۔ سی۔ ٹی۔ سینگ۔ اور۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف

تھا وہ اسی کے سکیشن کی اینیٹ تھی اور اکثر مہمات میں اس کے ساتھ کام کر چکی تھی۔

”لیس سر!۔۔۔ وہ یہیں موجود ہے۔ اور“۔۔۔ کیپٹن طارق نے جواب دیا۔

”اس کو پتہ اور فون نمبر تاؤ۔ اور“۔۔۔؟ میجر برمود نے پوچھا۔
”سر!۔۔۔ وہ کمیشن کوئی کی کوئی نمبر سات سو چالیس میں رہتی ہے اس نے وہاں ایک بیوی پارکسول رکھی ہے مگر یہاں کے اہم افراد کی بیگمات کے ذریعہ ضروری معلومات حاصل کر کے۔ فون نمبر نوٹ کر لیجئے۔ ون۔ تھری۔ ڈبل فور۔ ون۔ ٹو۔ اور“۔۔۔ کیپٹن طارق نے جواب دیا۔

”اوکے!“۔۔۔ تم ہوشیار رہنا۔ اگر مشن کے متعلق کوئی بات ہو تو سپیشل زیرد فو کوئیسی پر فونج سے بات کر لینا۔ اور اینڈ آل۔۔۔
میجر برمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹ کر دیا۔
”لیڈی طاہرہ اگر اس کو احق کہہ رہی ہے تو پھر یہ یقیناً احق ہی ہوگا ساتھ بیٹھے ہوئے تو فنی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لبعض لوگ خود احق بن کر دوسروں کو احق بنا دینے میں کمال رکھتے ہیں۔ اور یہ عمران اسی گروپ سے تعلق رکھتا ہے۔“ میجر برمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیلیفون کا ریور اٹھایا اور لیڈی طاہرہ کے نمبر کھانے لگا۔

”لیس!۔۔۔ طاہرہ بیوی پارک“۔۔۔ دوسری طرف سے لیڈی طاہرہ کی کھٹکتی بیوی آواز سنائی دی۔

”برمود بول رہا ہوں“۔۔۔ میجر برمود نے نرم لہجے میں کہا۔

”اے میجر آپ!۔۔۔ کہاں سے بول رہے ہیں۔“ میجر نمبر کیے معلوم ہوا۔۔۔؟ لیڈی طاہرہ کی آواز میں بے پناہ حیرت نمایاں تھی جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ میجر برمود کی آواز سن رہی ہے۔
”پاکیشیا سے ہی بول رہا ہوں۔“ تم یہ بتاؤ کہ تم علی عمران کے فلیٹ پر گئی تھی۔ کیسا آدمی ہے وہ۔۔۔؟ میجر برمود نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ! تو آپ بھی اس احق کے بچہ میں ہیں۔ میجر!۔۔۔ وہ تو اول درجے کا احق آدمی ہے۔“ قطعاً بے وقوف اور سیدھا سا دھار۔
لیڈی طاہرہ نے بڑے پراعتماد لہجے میں کہا۔

”سنو طاہرہ!۔۔۔ وہ احق نہیں ہے۔ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ پھر تفصیل سے بات چیت ہوگی۔“
برمود نے کہا۔

”میں اسے خطرناک تو قطعاً نہیں مان سکتی۔ ویسے تو آجاؤ تو میں تمہیں تفصیل بتاؤں گی۔“ پھر تم خود ہی فیصلہ کر لو گے کہ وہ کیا آدمی ہے۔“ لیڈی طاہرہ نے کہا۔

”اور کے!“۔۔۔ میں آ رہا ہوں“۔۔۔ میجر برمود نے کہا۔ اور پھر ریور رکھ دیا۔

”ویسے میجر!۔۔۔ میں یہ پہلی بار دیکھ رہا ہوں کہ آپ اتنے محتاط ہو رہے ہیں۔ جب ایک آدمی کا حلیہ معلوم ہے۔ اس کا پتہ معلوم ہے تو پھر آخر انتہائی احتیاط کی کیا ضرورت ہے۔ اسے اغوا کر کے

یہاں لے آتے ہیں۔ اس کے بعد پتہ چل جائے گا کہ وہ کیا جانتا ہے اور کیا نہیں۔ توفیق نے رُسا منہ بناتے ہوئے کہا۔ توفیق، میجر پرپود کا اسٹنٹ تھا۔ عہدے کے لحاظ سے تو وہ کیپٹن تھا۔ لیکن میجر پرپود کا جنرل بھی کہا جاتا تھا۔ وہ اور اس کے سامنے ایک گروپ کی صورت میں میجر پرپود کے ساتھ اکٹھے جی کام کرتے تھے۔

تم نے اسے فام سیکرٹ ایجنٹ سمجھ کر کمانے توفیق!۔ اس لئے ایسی بات کہہ رہے ہو۔ سکرٹل ڈی سے جا کر پوچھو۔ اس کا منہ اس آدمی کی تعریفیں کرتے ہوئے نہیں سوتا تھا۔ میں دراصل اس سے نمکڑا جی نہیں پاتا تھا۔ اس لئے میں نے کیپٹن طارق سے بات کی تھی کہ اگر آئے اس بیباک بڑی کا محل وقوع معلوم ہو۔ جہاں پروفیسر بار کی موجود ہے تو ہم سیدھے اس لیبارٹری پر حملہ بول دیں۔ لیکن مجھے نظر آ رہا ہے کہ اس عمران سے تم کو اب ناگزیر متا جا رہا ہے۔ میجر پرپود نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

کمال ہے۔ سکرٹل ڈی اس جمع کی تعریفیں کرے گا۔ اب تو مجھے خود اس سے ملنے کا اشتیاق ہو گیا ہے۔ توفیق نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کندھے جھٹک کر کہا۔

بل لینا۔ اشتیاق دُور جو جائے گا۔ میجر پرپود نے کہا اور پھر وہ دونوں کمر میں بیٹھ کر کوٹھنی سے باہر آ گئے۔ کوٹھنی میں توفیق کے چار ساتھی اور تھے جنہیں توفیق نے ہوشیار رہنے کی ہدایات

دے دی تھیں۔ گھنٹہ بعد ان کی کار لیڈی طاہرہ کی کوٹھنی کے گیٹ قریب آ رہی تھی۔ گھنٹہ بعد ان کی کار لیڈی طاہرہ کی کوٹھنی کے گیٹ

میں داخل ہو رہی تھی۔ لیڈی طاہرہ برآمدے میں ہی موجود تھی۔

اس بار تو تم اپنی اصل شکل میں نظر آ رہے ہو میجر۔ لیڈی طاہرہ نے میجر پرپود کے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

اُہ!۔ ابھی میرے خیال میں میک آپ کرنے ضرورت اور نوبت نہیں آئی۔ میجر پرپود نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں چلتے ہوئے ایک بڑے کمرے میں آ گئے جسے ڈرائنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

یہاں تم کیسی رہتی ہو۔ میجر پرپود نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

نہیں!۔ دو آدمی رکھتے ہوئے ہیں۔ مقامی ہیں وہ۔ لیڈی طاہرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اُہ!۔ اب ذرا تفصیل سے بتاؤ کہ تم عمران کے فلیٹ پر گئی تو کیا ہوا۔ میجر پرپود نے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔ اور

لیڈی طاہرہ نے کیپٹن طارق کی طرف سے کال ملنے سے لیکر عمران کے فلیٹ میں جانے اور پھر وہاں سے آنے تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

بول!۔ وہ تعریفیں سن کر کام کر رہا ہے۔ میجر پرپود نے

انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

نہیں!۔ وہ کام نہیں کر رہا۔ میرا خیال ہے کہ میں اسے بعد کی وجہ سے پوری طرح آن نہیں کر سکی۔ آج میرا خیال تھا کہ میں اس کے فلیٹ کا دوبارہ چکر لگاؤں تاکہ اسے چیک کر دوں۔ لیکن

تمہاری کال آگئی۔ لیڈی طاہرہ نے جواب دیا۔

تمہارا اس طرح بغیر کسی مقصد کے وہاں جانا۔ اور پھر اس طرح چلے
آنے سے عمران یقیناً مشکوک ہو گیا ہو گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس کے
آدمی تمہیں شہر میں ٹریس کر رہے ہوں۔ میجر برمود نے کہا۔
اس کے آدمی!۔ آخری تفصیل سننے کے بعد بھی تم ایسی بات
رہے ہو میجر!۔ وہ واقعی کوئی سیکرٹری ٹاپ چیز ہے اس کے آدمی
ہوتے ہیں۔ ویسے تم کہو تو میں یہ کوئی شفت کروں اور میک اے
میں رہوں۔ لیڈی ظاہر نے کہا۔
نہیں!۔ میرے خیال میں ابھی اس کی ضرورت نہیں۔ اب
خود اس سے کمزور مل گا۔ اس کے بعد جو صورت حال ہو گی اس کے مطابق کر
گے۔ اوسکے ہم چلتے ہیں۔ میجر برمود نے اٹھتے ہوئے کہا۔
بیٹھو میجر!۔ کوئی پانی وغیرہ تو پی لو۔ اور ہاں! تمہاری رہائش
کہاں ہے۔ کسی ڈول میں رہ رہے ہو۔ لیڈی ظاہر نے پوچھا۔
اب بات کو چھوڑو!۔ میں یہاں ڈیوٹی پر ہوں اور تم اچھی طرح جانتے
ہو کہ جب میں ڈیوٹی پر ہوں تو اپنے ساتھ ایک سے بھی محتاط رہتا ہوں۔
میرا خیال میں خودی تم سے رابطہ کر لوں گا۔ تم بھی فی الحال
ایک ہی محذور رہنا۔ میجر برمود نے سخت لہجے میں کہا اور پھر توفیق
اپنی کار میں آ بیٹھا۔

اب کیا پروگرام ہے میجر!۔ کار کو معنی سے باہر آتے ہی توفیق
میجر برمود سے مخاطب ہو کر کہا۔
اب مجھے خود اس عمران سے بات کرنی پڑے گی۔ اب میں
وقت ضائع نہیں کر سکتا۔ میجر برمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

تو پھر میں اپنے آدمیوں کو ہدایات دے دوں۔ میرا خیال
ہے کہ آج رات ہی اسے اغوا کر لیا جائے۔ توفیق نے کہا۔
ہاں۔ میجر ابھی یہی خیال ہے کہ آج رات ہی یہ کام ہو جانا چاہیے
اور یہ کار۔ میجر برمود نے چونک کر کہا۔ اس کی نظریں بیک مر
پر جمی ہوئی تھیں۔

کار۔ کیسی کار۔ توفیق نے بھی چونکے ہوئے کہا۔
سرخ رنگ کی کار۔ ممدارا تائب کر رہی ہے۔ میں نے اسے
لیڈی ظاہر کی کوٹھی سے بھگتے ہوئے دیکھا تھا۔ میجر برمود نے
مونٹ جھپٹے ہوئے کہا۔

اوہ!۔ یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ توفیق نے چونک کر کہا۔
میرا خیال درست نکلا۔ لیڈی ظاہر نے حماقت سے کام لیا۔ اور
اب اس کی کمرانی ہو رہی ہے۔ اور اسی پکر میں ہم بھی نظروں میں
آئیں گے۔ مہر خاں اب پہلے اس کا کوئی بندوبست کرنا پڑے گا۔
میجر برمود نے کہا اور کار کو اس سڑک پر موڑ دیا جو جھیل کی طرف باقی سمتی
اور اکثر سنان پڑی رہتی تھی۔ توفیق چونکا ہو کر بیٹھ گیا۔

اندر کام کا جن دہاتے ہوئے کہا۔

”میں صولت!۔۔۔ میرے پاس آؤ دفتر میں۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل اسلم کی آواز سنائی دی۔

”یہ سر!۔۔۔ میں پہنچ رہا ہوں۔۔۔ کیپٹن طارق نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔ اس نے بھی فہم کیا اور پھر اٹھ کر بیٹھ کر غصے سے کرنل کیس اٹھا کر سر پر بٹائی اور تیز تیز قدم اٹھا کر کرنل اسلم کے دفتر کی طرف پہنچا۔

جیسے ہی اس نے کرنل اسلم کے دفتر کے بند دروازے پر دستک دی۔ اندر سے کرنل اسلم کی آواز سنائی دی۔

”کیس کم ان۔۔۔ کرنل اسلم کی آواز میں خاصی تلخی تھی اور کیپٹن طارق دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اس نے کرنل اسلم کو سیوٹ کیا۔

”بیٹھو۔۔۔ کرنل اسلم نے سر دھکیلیے میں کہا اس کے سامنے ایک فائل کھلی ہوئی تھی کرنل اسلم کا لہجہ تیار ہوا تھا کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔

”یہ سر۔۔۔ کیپٹن طارق نے میز کے سامنے کھجی ہوئی کرسی پر مودبانہ انداز میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں اب سپیشل ایجنسی ہند کو دینی چاہیے۔“ کرنل اسلم نے تند نظروں سے کیپٹن طارق کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ کیوں سر!۔۔۔ کیا ہم سے کوئی غلطی ہو گئی ہے۔“ کیپٹن طارق نے چمکتے ہوئے پوچھا۔

”غلطی۔۔۔ صدر حکومت کا خیال ہے کہ ہم امتوں اور جموں کا ایک ٹولہ ہیں اور بس۔۔۔ سیکرٹ سرورس کے چیف ایکٹو نے صدر حکومت

کیپٹن طارق نے جلدی سے ڈائریکٹ آف کر کے اسے افسر کے خفیہ خانے میں چھپا دیا۔ اس کی فراخ چشائی پر لاتعداد شکنیں ابھرنی لگیں۔

”میں برو کو یہ جواب دیتے ہوئے کہ وہ اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم نہیں کر سکا، اسے بے حد شرمندگی ہوئی تھی۔ اسے ایسا احساس

مواضع تھا جیسے وہ بالکل ناہم انسان ہو چکا تھا۔ اس نے ڈائریکٹ آف کرتے ہی دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ اب ہر قیمت پر نہ صرف لیبارٹری

کا پتہ چلائے گا بلکہ وہیں سے پروفیسر بارکلی اور اس فارم کے کوہنوں

نحوہ حاصل کرے گا۔ تاکہ کرنل ڈیوی اور میجر پروڈ پر یہ ثابت ہو سکے کہ

کیپٹن طارق کی حدیثیں کسی سے کم نہیں ہیں۔ ابھی وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اس کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کیا کرے کہ میز پر رکھے ہوئے

اندر کام کی گھنٹی بج اٹھی۔

”یہ سر!۔۔۔ کیپٹن طارق نے جلدی سے

نے شکایت کی ہے کہ ہم لوگ ایک لیبارٹری اور وہاں موجود سائنسدان کا بھی تحفظ نہیں کر سکتے۔ اور اب یہ کام بھی سیکرٹ سروس کو ہی کرنا پڑے گا۔ اور پھر کیپٹن ارشد کے واقعہ نے تو ہماری ساکھ بالکل ہی ختم کر دی ہے۔ کرنل اسم کے لیے میں بے پناہ تمنائی تھی۔ لیبارٹری کی حفاظت! کیا مطلب! میں سمجھا نہیں سکتا۔ کیپٹن طارقی نے جو کچھ مومے لوجھا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔ کیونکہ اسے یقین ہو گیا تھا کہ کرنل اسم اسی لیبارٹری کی بات کر رہا ہے جہاں پروفیسر بارکی موجود ہے۔

اوه ہاں!۔۔۔ نہیں تو اس مسئلے کا علم نہیں ہے۔ سنو!۔۔۔ بلکہ زنیہ سے ایک سائنسدان پروفیسر بارکی ایک اہم فارمولا کے کفرار ہو کر ہمارے پاس آگیا۔ اس نے ہم سے فارمولے کی بات چیت کی۔ لیکن چونکہ ہم اکیلے اس پوزیشن میں نہ تھے کہ فارمولا بھی خرید کر لے اور پھر اس کی تیاری کے بجائے تیاری کے اجراجات بھی ادا کرتے۔ چنانچہ جاری حکومت نے شوگران حکومت سے رابطہ قائم کیا۔ شوگران نے اس فارمولے میں بے حد دلچسپی ظاہر کی۔ اور پھر یہ طے ہوا کہ پاکیشیا اور شوگران مل کر یہ فارمولا خریدیں گے بھی اور تیار بھی کریں گے۔ چنانچہ سپیشل ڈیفنس لیبارٹری میں اسے تیار کیا جا رہا ہے۔ اسے سنو! کیا اس کی حفاظت کا۔۔۔ کیونکہ بلکہ زنیہ سے اطلاعات مل رہی ہیں کہ وہاں پروفیسر بارکی اور فارمولے کو واپس لانے کے لئے خاصی پمپل ہے۔ اس پر شوگران کی حکومت نے تجویز پیش کی کہ لیبارٹری کی حفاظت کا کام پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ذمہ لگا دیا جائے۔ اس پر میں نے اکیسٹو

ت کی اس نے اپنے نمائندے بھیج دیئے۔ اس طرح دو کام ہوئے۔ پہلی ارشد کا کیس بھی سامنے آیا۔ اور اکیسٹو کے نمائندے نے ہنری کی حفاظت کا کام بھی اپنے ذمہ لے لیا۔ لیکن اکیسٹو نے دی نالی کی رپورٹ صدر مملکت کو دے دی اور اس طرح صدر مملکت بات پر بڑے چراغ پا ہوئے کہ اگر اب ڈیفنس لیبارٹریوں کی حفاظت سیکرٹ سروس نے کرنی ہے تو پھر ملٹری اسپیشل ایکٹیوی جی اسی کام لئے بنائی گئی ہے کیا کرے گی۔ چنانچہ ابھی صدر مملکت نے بے حد جھٹکا پٹائی ہے۔ جس پر میں نے صدر مملکت سے کہا کہ ہم اپنے فرائض سرانجام دینے کے پوری طرح اہل ہیں۔ لیکن ران حکام کا اصرار تھا کہ حفاظت سیکرٹ سروس کرے۔ اس پر انہوں نے مجھے الٹی میٹم دیا ہے کہ میں اپنا آدمی فوراً لیبارٹری بھیجوں۔ اور سیکرٹ سروس کو اس ذمہ داری سے فارغ کر دوں۔ چنانچہ اب میں غصہ کیا ہے کہ یہ مشن تمہیں سرانجام دینا ہے۔ تم وہاں مکمل با اختیار تھے۔ تم فوراً لیبارٹری پہنچو۔ وہاں کے سیکورٹی آفیسر مگر جمال مل کر خارج سنبھال لو۔ اور سیکرٹ سروس کے آدمیوں کو فارغ کر دو۔ اس اسم نے کہا۔

ٹھیک ہے جناب!۔۔۔ میں تیار ہوں۔ اور آپ دیکھیں گے کہ کس طرح سپیشل ایکٹیوی جی کا سر بلند کرتا ہوں!۔۔۔ کیپٹن طارقی تہائی مندرت میرے لیے ہیں کہا۔

گڈ!۔۔۔ یہ لو سپیشل اعتباری نیچ۔ اور یہ لیبارٹری کا پتہ۔ اور روانہ ہو جاؤ۔ اپنے ساتھ جتنے آدمی چاہو، لے جاؤ۔ لیکن یاد

میجر جمال بظاہر پینٹ فیکٹری کا اسٹنٹ منیجر تھا۔ لیکن دراصل وہ
کیو بی انچارج تھا۔

کیپٹن طارق نے کرنل اسلم کا دیا ہوا کارڈ میجر جمال کی طرف بڑھا دیا۔
"اوہ ٹھیک ہے میجر صولت! — مجھے کرنل اسلم کی کال مل گئی ہے
میں مشر تنویر کو بلاتا ہوں۔ آپ ان سے چارج سنبھال لیں کیونکہ ان
کے آنے کے بعد میری حیثیت تو رسمی سی رہ گئی ہے۔ اصل چارج
مشر تنویر اور ان کے ساتھیوں کے پاس ہے۔ میجر جمال نے نیم دلائے
انما میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"مشر تنویر اور اس کے ساتھی — کیا یہ سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں؟
کیپٹن طارق نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ میجر جمال نے کہا اور پھر منبر پر رکھے ہوئے انشراکام کا ریور
منہا کر ایک منبر دیا۔

"مشر تنویر جہاں کہیں بھی ہوں۔ انہیں پیغام دے دو کہ وہ میرے
پس آجائیں۔ ایک ضروری مسئلہ ہے۔" میجر جمال نے دوری
حرف سے بولنے والے کو ٹھکانہ لہجے میں کہا اور ریور رکھ دیا۔

"پروفیسر بارکی کا اس بارے میں کیا تاثر ہے؟ کیپٹن طارق نے
چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"وہ اپنے کام میں پوری طرح متنبہ ہیں۔ میجر صولت! اس
لیبارٹری کا دفاع قطعاً خود کار کمپیوٹروں کے کنٹرول میں ہے۔ باقی ہر چیز
فوری ہے۔ ہماری حکومت غلامخواہ پریشان ہو رہی ہے۔" میجر
جمال نے بڑا سادہ بنا تے ہوئے کہا۔

رکھنا اگر کوئی کوتاہی ہوئی تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں گولی مار دوں گا۔
کرنل اسلم نے ایک بیج اور کارڈ نکال کر کیپٹن طارق کی طرف پھینکے ہوئے
انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سربا۔ پہلے میں خود جاؤں گا۔ اور بعد ازاں
حالات کا جائزہ لے کر آدمیوں کو طلب کر لوں گا۔" کیپٹن طارق نے
کہا اور اٹھ کر ایک بار پھر سیٹ کیا۔

کرنل اسلم نے رہہلا کر اُسے جانے کی اجازت دی اور کیپٹن طارق
تقریباً ستر سے اچھٹا ہوا باہر آیا۔ باہر آکر اس نے کارڈ کو بیچ کو بے نیل
چوم لیا۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ وہ میجر برمود کو اس بات سے
آگاہ کر دے۔ لیکن پھر اس نے خود ہی یہ کارنامہ سرانجام دینے کا
فیصلہ کر لیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی سرکاری جیب تیزی سے شہ سے باہر سٹیٹ
ڈیفنس لیبارٹری کی طرف بڑھی جلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر وہ
موجود تھا۔ اس نے اپنے ساتھ کوئی آدمی نہ لیا تھا۔ اس نے سارا پروگرام
ذہن میں مرتب کر لیا تھا کہ وہ جلتے ہی پروفیسر بارکی کو فوارے سمیت
اُٹھا کر لے گا اور پھر اسی جیب کے ذریعے وہ اسے لیڈی طاہرہ کی کڑی
میں پہنچا دے گا۔ جہاں سے کرنل ڈی سے رابطہ قائم کر کے اُسے
لے جائے گا منصوبہ بنائے گا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لیبارٹری کے مین گیٹ کے سامنے موجود تھا۔
لیبارٹری زیر زمین تھی۔ اور اوپر دنیا کو دکھاوے کے لئے پینٹ کیا
بنائی گئی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ میجر جمال کے مخصوص کمرے میں بیٹھا ہوا

اسی لمحے دروازہ کھٹا اور تنویر اندر داخل ہوا۔ اس نے کشمشی رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ اور اس سوٹ میں وہ خاصا خوبصورت اور دلچسپ لگ رہا تھا۔

"یہ میجر صولت ہیں۔" ملٹری سپیشل انجینی کے۔۔۔ اور یہ میجر سیکرٹ روس کے مسٹر تنویر۔۔۔ میجر جمال نے دونوں کا ایک دوسرے سے تعارف کراتے ہوئے کہا اور ان دونوں نے مصافحہ کرتے ہوئے ایک دوسرے کو نظروں ہی نظروں میں تولایا۔

"آپ سے مل کر مسرت ہوئی۔" دونوں نے بیک وقت یہی جملہ میں کہا اور تنویر ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مسٹر تنویر!۔۔۔ اعلیٰ حکام نے لیبارٹری کی حفاظت کی ذمہ داری سیکرٹ سروس سے والپس لے کر ملٹری سپیشل انجینی کو دے دی ہے۔ اور میجر صولت اسی سلسلے میں آئے ہیں۔ آپ انہیں چارج ویکر والپس جاسکتے ہیں۔ یہ دیکھتے آرڈرز۔" میجر جمال نے ایک فائل اٹھا کر تنویر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

تنویر کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے۔ یہ بات اس کے لئے قطعاً غیر متوقع تھی۔

"میں اپنے پاس سے بات کر کے ہی کوئی اقدام کر سکتا ہوں۔" تنویر نے ہونٹ جھنجھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب!۔۔۔ آپ بات کر لیں۔" میجر جمال اور کیپٹن طارق دونوں نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی آتا ہوں۔" تنویر نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر

کمرے سے باہر کی طرف چل دیا۔ مسٹر تنویر نے کوئی خاص احکامات یا تدابیر اختیار کی ہوں۔؟ تنویر کے جانے کے بعد کیپٹن طارق نے پوچھا۔

"کیا اقدامات کرتے ہیں۔۔۔ بس باہر سے نگرانی کر رہے ہیں۔" میجر جمال نے بنیاد سے لہجے میں کہا۔

"مجھے پروفیسر بارکی سے ملنا ہوگا۔ تاکہ ان سے ڈسکس کر کے حفاظتی انتظامات کو مزید بہتر بنایا جاسکے۔" کیپٹن طارق نے کہا۔

"آپ کی بات فون پر ہو سکتی ہے۔" میجر جمال نے کہا۔

"فون پر نہیں۔" میں روبرو بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ضروری ہے۔" کیپٹن طارق نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے تنویر واپس آیا۔ اس کا چہرہ قدرے سبھا ہوا تھا۔ ٹھیک ہے۔ ہم والپس جا رہے ہیں۔ لائے چارج شیٹ میں اس پر دستخط کر دوں۔" تنویر نے اٹھڑے ہوئے بیچے میں کہا اور

میجر جمال نے دروازے کے ایک کاغذ نکال کر تنویر کے سامنے رکھ دیا اور تنویر نے اس پر وقت اور تاریخ لکھی اور پھر دستخط کر کے وہ بغیر کسی ہاتھ دھوئے واپس چلا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب آپ انچارج ہیں۔ لیکن پروفیسر بارکی سے آپ کی ملاقات نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ آپ یا کوئی اور لیبارٹری کے اندر نہیں جاسکتا۔ اس سلسلے میں انتہائی سخت احکامات ہیں۔"

میجر جمال نے کہا۔

"تو کیا ہوا۔" پروفیسر بارکی تو باہر آسکتے ہیں۔ کیپٹن طارق نے کہا

”وہ بے حد مصروف ہیں۔ بہر حال آپ لیبارٹری کا راولڈنگ کالیں باہر سے۔ میں اس وقت تک فون پر پروفیسر بارکی سے بات کرتا ہوں۔ اگر وہ باہر آنے پر رضامند ہیں تو ٹھیک ہے۔“ میجر جمال لے کہا اور کیپٹن طارق سر ہلٹا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ باہر کمرے ایک دربان کو ساتھ لے کر اس نے پیٹن فیکٹری کا راولڈنگ کانسٹروکٹ کر دیا۔ وہ بغور حفاظتی انتظامات کا جائزہ لے رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ میجر جمال کے کمرے میں پہنچ گیا۔

”سودی میجر صولت!۔ پروفیسر بارکی نے باہر آنے سے انکار کر دیا ہے۔“ میجر جمال نے کہا۔

”آپ میری ان سے بات کرائیں۔“ کیپٹن طارق نے کمرے میں لے جاکر میجر جمال نے سر ہلٹا ہوتے میجر پٹر ہوا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکا دیا اور پھر اس کے نیچے لگا ہوا ایک بین دبا کر ریور اٹھالیا۔

”میجر جمال بول رہا ہوں۔“ پیدل ملٹری ایجنسی کے میجر صولت جو کہ چیف کے دفتری انچارج ہیں۔ پروفیسر بارکی سے بات کرنا چاہتے ہیں میجر جمال نے کہا۔

”ہولڈ آن کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور میجر جمال نے

ریور کیپٹن طارق کی طرف بڑھ دیا۔

”لیں۔ پروفیسر بارکی پکٹنگ۔“ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک جھنجھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”میں میجر صولت بول رہا ہوں۔“ پیدل ملٹری ایجنسی سے میرا تعلق ہے اور میں نے آپ کی اور لیبارٹری کی حفاظت کا انتظام خصوصی طور

پر منتحالا ہے۔ ہمیں بگرنیہ سے ایک خاص اطلاع ملی ہے جس بے متعلق میں صرف آپ سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ تمہاری ضروری سے آپ کے لئے بھی اور ہمارے ملک کے لئے بھی۔ پیٹن طارق نے لہجہ کو باوقار بناتے ہوئے کہا۔

”کیسی اطلاع۔“ پروفیسر بارکی کے بچے میں پریشانی کا عنصر لپٹا ہو گیا تھا۔

”یہ اطلاع فارمولے سے متعلق ہے۔ بہر حال وضاحت کسی کے لئے نہیں ہو سکتی۔“ کیپٹن طارق کے لہجے میں بے پناہ اعتماد تھا۔

”اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ آپ تو امد نہیں آ سکتے۔ میں خود گناہرا آ جاؤں۔“ پروفیسر بارکی نے چند لمحے سوچنے کے بعد باب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ میجر جمال کے کمرے میں آجائیں۔ میں وہیں وجود ہوں۔“ کیپٹن طارق نے کہا۔

آپ میجر جمال کو کہہ دیں۔ وہ مجھے مین گیٹ سے لے لیں گے۔

”ب انتظامات سے واقف ہیں۔“ پروفیسر بارکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

آپ باہر پروفیسر بارکی کو یہاں لے آئیں۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔

پیٹن طارق نے میجر جمال سے کہا اور میجر جمال سر ہلٹا ہوا اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اور کیپٹن طارق کی آنکھوں میں مسرت کے چراغ جل اٹھے

تقریباً پندرہ منٹ بعد میجر جمال ایک غیر ملکی بوڑھے کے ہمراہ اندر داخل ہوا۔ بوڑھے کے ہاتھ کی طرح سفید بال اس کے کانڈھوں تک

مروڑ گیا۔

کک کیا مطلب — کیا آپ کا داغ خراب ہے۔ آپ اصل
نقل کہہ رہے ہیں۔ یہاں کے اور شوگران کے سامندان احق تو نہیں
ہو کہ کسی نقل آدمی پر اس قدر بھروسہ کر لیں۔ آپ کا مقصد کیا ہے؟
غیر بارکی سیمینٹ بھرک اٹھا۔

آرام سے بات کرو۔ ہمیں اس فلم پر شک ہے اس لئے میں
رفتم ہے کیلئے میں بات کر رہا ہوں۔ اگر ہمیں اس پر یقین ہوتا
اب تک تمہاری لاش برقی جھڑی میں جل رہی ہوتی۔ کرنل اسلم
بسیٹل ملٹری اسپتال کے چیف ہیں انہوں نے مجھے خاص طور پر
ہاں بھیجا ہے کہ میں آپ کو بسیٹل ملٹری اسپتال کے ہیڈ کوارٹر میں لے کر
ؤں۔ تاکہ آپ خود جانکر فلم دیکھ کر ہمیں یقین دلا دیں کہ یہ فلم نقلی ہے
یا ایسی صورت میں ہی آپ پرچ کھتے ہیں۔ ابھی تک ہم نے
حکام کو اس بات کی اطلاع نہیں دی، ورنہ یہاں ایک طوفان برپا
جاتا۔ کیپٹن طارق نے غراتے ہوئے کہا۔

تھکیکے — میں ثابت کر دوں گا کہ فلم نقلی ہے۔ اور
مزید والوں نے صرف آپ لوگوں کو اچھانے کے لئے ایسا کیا ہے
وہ فلم یہاں منگوالیں۔ پروفیسر بارکی نے کہا۔
اگر یہاں فلم لائی گئی تو آپ ہمیشہ کے لئے مشکوک ہو جائیں گے
اس کا نتیجہ آپ جانتے ہیں۔ شوکران والے ایسے معاملات میں
بائی سخت ہیں۔ ابھی انہیں اطلاع نہیں دی گئی، معاملہ صرف
اسلم میر سے اور آپ کے درمیان ہے۔ اور ہم پہلے ہی میں کہ

کک رہے تھے اور چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ کیپٹن طارق نے
ابھی کہ اس سے اپنا تعارف کرایا۔

میجر جمال! — پلیز آپ ذرا باہر جا کر خیال رکھیں۔ کیپٹن طارق نے
کہا اور میجر جمال سرھٹلا ہوا نہ صرف کہ سے باہر نکل گیا بلکہ اس نے جاتے
ہوئے دروازہ بھی بند کر دیا۔

ہاں! — اب تاکو کیا بات ہے۔ پروفیسر بارکی نے لیوٹر کیپٹن
طارق کو دیکھتے ہوئے کہا۔

پروفیسر! — آپ کو اپنا فارمولا زبانی یاد ہے۔ یا آپ نے اس
کے اشارات کسی کا فڈ پڑھ کر رکھے ہیں۔ کیپٹن طارق نے کہا۔
آپ کا اس سے مطلب۔ پروفیسر بارکی نے میجر کے ہونے
لبھے میں کہا۔

مطلب ہے تو پوچھ رہا ہوں۔ آپ کی اطلاع کے لئے تادوں
کہ بلگارینہ میں بدشوہر آپ کے فارمولے پر کام جاری ہے۔ یہ صدقہ
اطلاع ہے۔ کیپٹن طارق نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

یہ کیلئے ممکن ہے۔ یہ اطلاع قطعاً غلط ہے۔ فارمولے
کے اشارات اس وقت بھی میرے پاس ہیں۔ اور اصل فارمولا میں
نے اپنے ذہن میں رکھا ہوا ہے۔ ایسی صورت میں وہاں کام کیسے
ہو سکتا ہے۔ پروفیسر بارکی نے چونک کر کہا۔

اگر یہ بات ہے تو آپ اصل پروفیسر بارکی نہیں ہیں۔ اصل پروفیسر
بارکی اس وقت بلگارینہ میں موجود ہے۔ آپ کو یقین نہ آئے تو
اس کی تازہ ترین وڈیو فلم آپ کو دکھاؤں۔ کیپٹن طارق کا لہجہ سخت

یہ معاملہ ہمارے دو بیان ہی رہ جائے۔ آپ الیا کریں کہ میجر جمال کے سامنے آپ کی کرنل اسلام سے بات کرادیتا ہوں۔ ان کے سامنے کوڈو بھی ہوگا کہ آپ کرنل اسلام سے کہیں کہ ایک اہم ضروری مسئلے پر بات کرنے کے لئے آپ میجر صولت کے ساتھ ہیڈ کوارٹر پہنچ رہے ہیں۔ جواب میں کرنل اسلام کچھ بھی کہیں۔ آپ اپنی بات پراڑے رہیں۔ یہ اعلیٰ حکام اور شوگر ان کے سامنے انوں کو شبہ سے دور رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ اس کے بعد میں آپ کو جیب میں بٹھا کر اپنے ہیڈ کوارٹر لے جاؤں گا اور پھر وہاں بات چیت مکمل ہونے کے بعد یہاں واپس چھوڑ دوں گا۔ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ لگے گا۔ کیپٹن طارق نے کہا۔

غصیک ہے۔ میں تیار ہوں۔ ایسے حالات میں واقعی ہر قسم کا شبہ دور ہو جانا چاہیئے۔ پروفیٹر بار کی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن طارق نے اچھڑ کر دروازہ کھولا اور باہر موجود میجر جمال کو اندر بلا لیا۔

پروفیٹر بار کی ایک اہم مسئلے پر کرنل اسلام سے فوری ملنا چاہتے ہیں۔ آپ میری کرنل صاحب سے بات کراویں۔ تاکہ میں ان سے پروفیٹر کی بات کراؤں۔ کیپٹن طارق نے کہا۔ وہ یہ سب کچھ اس لئے کر رہا تھا تاکہ کسی قسم کا شبہ نہ ہو سکے۔

”یس سر۔ میجر جمال نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسپیر ایٹھا کر میز پر رکھا اور اس کی فرکونی سیٹ کرنے لگا۔

بیلو۔ بیلو۔ پینٹل ڈیفنس لیڈار برقی سے میجر جمال کا ٹلک

کرنل اسلام۔ اوور۔ ٹرانسپیر آن کر کے اس نے بار بار یہی فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔

”یس۔ کرنل اسلام انڈنگ۔ اوور۔“ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کرنل اسلام کی آواز سنی دی۔

”میجر صولت آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اوور۔“ میجر جمال نے کہا اور مائیک کیپٹن طارق کی طرف بڑھا دیا۔

”میجر صولت! کیا بات ہے۔ اوور۔“ دوسری طرف سے کرنل اسلام کی حیرت بھری آواز سنی دی۔

”باس!۔ پروفیٹر بار کی اس وقت میرے پاس موجود ہیں۔ وہ ایک اہم معاملے میں بات کرنے کے لئے آپ کے پاس ہیڈ کوارٹر آنا چاہتے ہیں۔ اوور۔“ کیپٹن طارق نے کہا۔

”ہیڈ کوارٹر آنا چاہتے ہیں۔ پروفیٹر بار کی ایک مطلب۔ بات کیا ہے۔ میں سمجھا نہیں۔ اوور۔“ کرنل اسلام کے بچے میں بے پناہ حیرت اور الجھن نمایاں تھی۔

”میں پروفیٹر بار کی بول رہا ہوں کرنل! ایک اہم مسئلہ پیش ہے۔ میجر صولت کے ساتھ آپ کے پاس آ رہا ہوں۔ ہماری ملاقات غیر رہے گی۔ اوور۔“ پروفیٹر بار کی نے براہ راست بات کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر ایسا مسئلہ ہے تو آجائیں۔ اوور اینڈ آل۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”میجر جمال! آپ اندر اطلاع کر دیں کہ میں ایک گھنٹے تک واپس

کہا اور پروفیسر بار کی اچھل کر نیچے آ کر آیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے
عقل سے زور دار جمع ہو گیا اور وہ اچھل کر پشت کے بل زمین پر گر گیا۔
کیپٹن طارق کا ہاتھ بکلی کی سی تیزی میں حرکت میں آیا تھا اور پروفیسر بار کی
کی کٹھنی پر پٹاخہ سا چھوٹ گیا تھا۔ مخصوص انداز میں ماری گئی ایک ہی
ضرب بوڑھے پروفیسر کے لئے کافی ثابت ہوئی۔ وہ زمین پر بہوش اور
بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ کیپٹن طارق نے جلدی سے اوڑھ اور دھکیلا
اور پھر پروفیسر بار کی کواٹھا کر اس نے جیب کی پھلی سیٹوں کے درمیان
لا دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کی نبض چیک کی۔ نبض تباہی متی
کہ پروفیسر کم از کم ایک گھنٹے سے پہلے بوش میں نہیں آ سکتا۔

کیپٹن طارق بکلی کی سی تیزی سے اچھل کر سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے
لمحے جیب انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔
کیپٹن طارق ہونٹ جھینچے بیٹھا تھا۔ اس کی تیز نظریں ادھر ادھر کا جائزہ
لے رہی تھیں اور پھر مخصوص ہی دور جا کر اسے اپنے مطلب کی چیز نظر
آئی۔ یہ ایک ہلکا بوڑھا تھا۔ اس نے جیب پکاب بوڑھے کے قریب روکی
اور پھر نیچے اتر کر تیزی سے دوڑتا ہوا بوڑھے میں داخل ہو گیا۔ اس نے
بڑی سے کئے ڈال کر لیڈی طاہرہ کا نمبر ڈائل کیا۔

”لیس۔ طاہرہ بیوی پارلر۔“ دوسری طرف سے لیڈی طاہرہ
لی آواز سنائی دی۔

”میں سی۔ بی بول رہا ہوں۔ کوئی اور تو نہیں تمہارے پاس؟“
پہن طارق نے تیز تیز بے میں کہا۔

”نہیں۔ میں اکیلی ہوں۔ کیوں؟“ لیڈی طاہرہ نے چونکتے

آجاؤنگا۔ چلیے بوجھ صولت۔“ پروفیسر بار کی نے اٹھتے ہوئے کہا۔
”ٹھیک ہے سر۔ پہلے اس کا نڈ پر آپ دونوں دستخط کر دیں
تا کہ رسمی کارروائی مکمل ہو سکے۔“ میجر جمال نے کہا اور پھر اس نے
دراڑ سے ایک چھپا ہوا کاغذ نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ پروفیسر بار کی
اور کیپٹن طارق نے اس پر دستخط کئے۔ اس کے بعد کیپٹن طارق پروفیسر
بار کی کو ہمراہ لے کر اپنی جیب میں آگیا۔ اور پھر حریص تیز رفتاری سے
سینٹل مشین کے بیڈ کو مار کر کی طرف بڑھنے لگی۔ پروفیسر بار کی نے
والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

پھر جیسے ہی جیب ایک سنان مرک پر پہنچی۔ اچانک اسے
جھٹکے گئے گئے۔

”کیا ہوا؟“ پروفیسر بار کی نے چونک کر پوچھا۔
”کچھ نہیں۔ ابھی ٹھیک ہو جاتی ہے۔“ کیپٹن طارق نے
جیب ایک سائیڈ پر کر کے روکتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور
نیچے آ کر اس نے اسٹین کا ہیڈ اٹھا لیا۔

پروفیسر بار کی بے حدی کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے کیپٹن
طارق نے بیڈ والپس بند کیا اور بجائے اپنی سیٹ کی طرف آنے کے
وہ مرک پروفیسر بار کی کی طرف آگیا۔

”کیا ہوا۔ جیب ٹھیک ہو گئی؟“ پروفیسر بار کی نے اسے
اپنی طرف آتے دیکھ کر پوچھا۔

”ہاں ٹھیک ہو گئی۔ ذرا نیچے اتریں۔ سیٹ کے نیچے باکس سے
ایک ادرا نکالنا ہے۔“ کیپٹن طارق نے بڑے موذبانہ لہجے میں

”تمہاری کار میں میگزین تو ضرور ہوگا۔“ کیپٹن طارق نے پوچھا
 ”ہاں ہے۔ کیوں۔“ سب کچھ موجود ہے۔ لیڈی
 طاہرہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ایک ٹائم بم نکال کر جیپ کے اندر لگا دو۔ پانچ منٹ کا
 وقت مقرر کر دینا۔ میں اس وقت تک یہ یونیفارم کی قمیض امدادوں
 جلدی کرو جلدی۔“ کیپٹن طارق نے کہا اور جلدی سے یونیفارم
 کی قمیض کے بٹن کھولنے لگا۔

لیڈی طاہرہ نے اپنی کار کی سیٹ کے نیچے موجود باکس میں سے
 ایک ٹائم بم نکالا اور پھر جیپ کی طرف دوڑ پڑی۔

کیپٹن طارق نے یونیفارم قمیض اتاری۔ اب اندر سے وہ سادہ
 قمیض پہنے ہوا تھا۔ اس نے یونیفارم قمیض اور کیپٹن اٹھائی اور جا کر
 جیپ کی فرنٹ سیٹ کے نیچے رکھ دی۔

ٹائم بم لگا دیا ہے۔ پانچ منٹ کا وقت بھی۔ لیڈی طاہرہ
 نے کہا۔

آؤ اب بھل چلیں۔ جلدی کرو۔“ کیپٹن طارق نے دوڑ کر
 ہر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور لیڈی طاہرہ بھی دوڑتی ہوئی واپس
 چلی۔ ڈرائیونگ سیٹ لیڈی طاہرہ نے سنبھالی اور ساتھ والی سیٹ پر
 لیڈی طارق بیٹھ گیا۔

اسی لمحے سائٹس وٹس بورڈ میں پڑا ہوا میک آپ باکس کیپٹن طارق
 فوٹو آگیا تو اس نے جلدی سے باکس اٹھایا اور اس میں سے ریڈی میڈ
 میک آپ نکال کر اپنے چہرے کی مرمت کرنے میں مصروف ہو گیا جبکہ

ہوئے پوچھا۔
 ”تو سنو! تم فوراً کار لے کر شیدائی روڈ کے تیسرے میل پر آ جاؤ۔
 میں نے پروفیسر بارکی کو فارمولے سمیت انکوار کر رکھا ہے۔ میں اس
 وقت طہری جیپ میں ہوں اور میں جیپ شہر کے اندر نہیں لے آؤں
 چاہتا۔ فوراً پہنچو۔ فوراً۔“ کیپٹن طارق نے تیز تیز لہجے میں کہا۔
 ”کیا کہہ رہے ہو۔“ پروفیسر بارکی کا شکایت انکوار کیا ہے۔؟
 ”ایکس بی۔“ لیڈی طاہرہ نے حیرت سے چہیتے ہوئے کہا۔

”وقت مت ضائع کرو۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ فوراً
 کار لے کر آ جاؤ۔“ کیپٹن طارق نے چہیتے ہوئے کہا اور اس کے
 ساتھ ہی اس نے ریور کمرٹل پر ڈالا اور پھر سبھاگتا ہوا باہر آ گیا۔ دوسرے
 لمحے وہ جیپ کو دوڑاتا ہوا سائیڈ میں موجود درختوں کے گھنے ڈھیرے کی
 طرف بے گیا۔ ہمارا راہ جاتی کاریں مشکوک نہ ہو جائیں اس کی بے چین
 نظریں رشک پر چبی ہوئی تھیں۔ اور بے چینی سے اس کی رگیں بھٹی جا رہی
 تھیں۔ بعد ازیں دیر بعد اس نے لیڈی طاہرہ کی کار سبھاگتے ہوئے قریب
 رکھتے دیکھی تو اس نے تیز سیٹی بجاتی اور ساتھ ہی ہاتھ لہرایا اور لیڈی
 طاہرہ کی کار رشک پر سے اتر کر اس کی طرف بڑھنے لگی۔

”تم نے کمال کر دیا کیپٹن!۔“ یہ کیسے ممکن ہوا۔“ لیڈی طاہرہ
 نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

”بائیں بعد میں۔“ کیپٹن طارق نے کہا اور جلدی سے جیپ
 میں بے ہوش پڑے ہوئے پروفیسر بارکی کو اٹھا کر اس نے کار کی پچھلی
 سیٹوں کے درمیان لٹا دیا۔

کار خاص تیز رفتاری سے شہر کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی نقلی وارہی اور تاک میں بیٹھ گنگا کے بعد کیپٹن طارق کا جلیبہ بالکل جی بدل گیا۔
 "آج میجر صولت صحیح معنوں میں سراسر ہے۔" کیپٹن طارق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تم نے حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا ہے کیپٹن طارق! انتہائی حیرت انگیز۔ واقعی تم باصلاحیت نوجوان ہو۔" لیڈی طاہرہ نے کار کا رخ اندرون شہر کی طرف موڑنے ہوئے کہا۔
 "لطف تو اس وقت آئے گا۔ جب میجر رمود کو اس کا پتہ چلے گا۔ وہ ابھی منصوبہ ہی بنا رہا ہے اور میں نے کام مکمل بھی کر دیا ہے کیپٹن طارق نے فخریہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

سُنسان سڑک پر پہنچتے ہی میجر رمود نے کار کی رفتار آہستہ کی اور پھر اسے سائیڈ پر کر کے روک دیا۔ سُرُخ رنگ کی کار خاصہ فاصلے پر آ رہی تھی۔

پررمود کار روکتے ہی دروازہ کھول کر نیچے اتر ا اور اس نے کار کا ہیڈ لٹھیا یا۔ اسی لمحے سُرُخ رنگ کی کار قریب پہنچ گئی۔ اس کی رفتار آہستہ ہو گئی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔

جیسے ہی سُرُخ رنگ کی کار قریب آئی۔ میجر رمود مڑا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھا کر سُرُخ رنگ کی کار کو رُسکنے کا اشارہ کیا اور کار اب قریب آکر رُک گئی۔ میجر رمود نے ہیڈ بند کر دیا تھا۔

"جی فرمایتے! میں کیا خدمت کر سکتا ہوں" نوجوان نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے پوچھا۔

ہماری کار خراب ہو گئی ہے۔ کیا آپ ہمیں جھیل تک لفٹ

دے سکتے ہیں۔“ میجر پرمودے قریب جا کر انتہائی نرم بلجے میں کہا۔
 ”کیا خرابی ہو گئی ہے۔“ نوجوان نے اپنی بھنیوں اچکاتے ہوئے کہا۔
 ”اس کا ڈائمنو شارٹ ہو گیا ہے۔ اگر آپ مہربانی کریں تو۔“
 میجر پرمودا لہجے بے حد نرم اور التجائی تھا۔
 ”ٹھیک ہے۔“ اشراف لایت۔“ نوجوان نے کہا اور میجر پرمودے توفیق کو آنے کا اشارہ کیا جواب کار سے بائیں کیل کر کھڑا تھا۔
 پھر میجر پرمودا متحدہ والی سیٹ پر بیٹھ گیا جب کہ توفیق نے پھیلی سیٹ سنبھال لی۔ اور نوجوان نے کار آگے بڑھا دی۔
 ”بہتر یہی ہے کہ اب کار موڑ لو۔“ اچانک میجر پرمودے غراٹ آئینہ بلجے میں کہا اور نوجوان نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔
 میجر پرمودے ہاتھ میں ریو اور نو جوڈ تھا۔ اسی لمحے توفیق نے بھی ریو لالہ کی نال نوجوان کی گردن سے لگا دی۔
 ”کیا مطلب۔“ کیا آپ لوگ ڈاکو ہیں۔“ نوجوان نے حیرت بھرے بلجے میں کہا۔
 ”ہم ڈاکو نہیں ہیں۔ لیکن اپنے تعاقب کرنے والے کو زندہ رہنے کا زیادہ موقع بھی نہیں دیتے۔ ہم صرف تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں۔“ اس لئے اگر زندگی چاہتے ہو تو کار موڑ لو۔“
 میجر پرمودے بلجے میں بے پناہ غراٹ اچھڑائی۔ اور نوجوان نے براسا منہ بناتے ہوئے کار کو ٹرن دیا اور واپس شہر کی طرف چل دیا۔

دیکھو۔ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو دوسرا سانس نہ لے سکو گے۔ اس لئے تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ چپ چاپ چلے چلو۔“ میجر پرمودے سرد بلجے میں کہا۔
 ”مجھے غلط حرکت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میرے پاس زیادہ رقم نہیں ہے۔“ کار تہیں چاہیے تو وہ تم دیے بھی لے سکتے ہو۔ یہ کرائے کی کار ہے۔ پولیس خود جی برآمد کر لے گی۔“
 نوجوان کے بلجے میں اطمینان تھا۔
 ”ہمیں نہ رقم کی ضرورت ہے اور نہ کار کی۔ بس تم خاموشی سے چلو۔“ گلشن کا لونی جانا ہے۔“ میجر پرمودے کہا اور نوجوان نے سر ہلادیا۔
 مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار گلشن کا لونی میں پہنچ گئی۔
 ”کوئی کوٹھی میں جانا ہے۔“ نوجوان نے پوچھا۔ بلجے میں جھانکنا ہی تھا۔
 ”میں تمہیں بتاؤں گا۔ تم چلو۔“ میجر پرمودے خشک بلجے میں کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے نیلے رنگ کی ایک کوٹھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
 ”اس کوٹھی کی طرف موڑ لو۔“
 ”نیلے رنگ کی کوٹھی۔“ یہ تو ڈاکٹر بسطین کی کوٹھی ہے۔ میرا شے دار ہے۔“ نوجوان نے واضح الفاظ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
 ”جو کا تمہارا شے دار۔۔۔ اب وہ دامن نہیں رہتا۔“ میجر

پڑود نے مرد بچے میں کہا۔

نوجوان نے کار کو مٹھی کے گیٹ کے سامنے روک دی۔

”مہین بار بارن دو۔۔۔۔۔ میجر پرود نے کہا۔ اور نوجوان نے تین بار بارن بجا دیا۔ وہ بڑی شرافت سے میجر پرود کی ہدایات پر عمل کر رہا تھا۔

چند لمحوں بعد چھانک کی ذیلی کھڑکی کھل گئی۔ اور ایک لمبا رنگا نوجوان باہر نکل آیا۔

”چھانک کھولو جانا باز۔۔۔۔۔ توفیق نے گردن باہر نکال کر زیر لبے میں آنے والے نوجوان سے کہا اور نوجوان سر ہلانا ہوا واپس کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ اور پھر چھانک کھل گیا۔

چھانک کھلتے ہی نوجوان کا سر موٹی سے اندر پورچ میں ہٹ گیا۔ جہاں تین مسلح افراد موجود تھے۔ میجر پرود کے اشارے پر تینوں کا سر گریڈ پھیل گئے۔

”باہر آ جاؤ۔۔۔۔۔ میجر پرود نے کہا اور خود بھی دروازہ کھول کر باہر نوجوان بڑے مطمئن انداز میں دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

اپنے ہاتھ سر سے اوپٹے کر لو۔۔۔۔۔ میجر پرود نے اس کا رشتہ سے ریا اور لگا تے ہوئے کہا۔ ویسے بھی اس وقت نوجوان پستین گنوں کے بہرے میں تھا۔

نوجوان نے ہاتھ اوپٹے کر لئے۔ اور میجر پرود نے بڑے مہار انداز سے اس کی تلاشی لی اور پھر اس کی جیب سے رول او ز نکال لیا۔

اب اندر چلو۔۔۔۔۔ میجر پرود نے کہا اور پھر وہ نوجوان کو اسی طرز

سلج پرے میں لئے ہوئے ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔

”اس کرسی پر بیٹھ جاؤ۔۔۔۔۔ میجر پرود نے کہا اور نوجوان اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے توفیق نے آگے بڑھ کر کرسی کے عقبے

نے کو ٹھوکر مار دی تو کوسے کی مضبوط پٹیاں ایک بازو سے نکل کر دوسرے بازو میں غائب ہو گئیں۔ اب نوجوان کوسے کی ان مضبوط یوں سے تقریباً جکڑ گیا۔

”تمہارا نام کیا ہے۔۔۔۔۔؟“ میجر پرود نے پوچھے سب کچھ سامنے لی وئی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ توفیق اور دیگر دو مسلح افراد مختلف

نیدوں میں کھڑے ہو گئے تھے۔

”میرا نام صفدر سعید ہے۔۔۔۔۔ نوجوان نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا تعلق یہاں کی سیکرٹ سروس ہے۔۔۔۔۔ یا تم علی عمران کے قریبی ساتھی ہو۔۔۔۔۔؟“ میجر پرود نے غمزے سے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”دونوں میں سے کوئی بھی بات نہیں۔۔۔۔۔ میں ایک فرسین ہن دول رپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار سے الیہ اگر تم علی عمران کی بات

برے ہو جو یہاں کی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر کا نوکری ہے تو وہ میرا بہت ضرور ہے۔۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

”جو علی عمران تمہارا دوست ہے۔۔۔۔۔ وہ کہاں رہتا ہے۔۔۔۔۔؟“ میجر نے پوچھا۔

”وہ گلگ رٹو کے ایک فیلڈ میں رہتا ہے۔۔۔۔۔ صفدر نے

میں نے بتایا تو نے کہ میں لسی لیڈی طاہرہ کو نہیں جانتا۔ اور
جہاں تک تمہارے تعاقب کا تعلق ہے۔ تمہیں غلط فہمی ہوتی ہے
اگر میں تمہارا تعاقب کر رہا ہوتا تو میں اس طرح شرافت سے تمہارے
مجھے برکات کیوں روک لیتا۔۔۔ صفر نے جواب دیا۔
تو تم سیدھی طرح نہیں بتاؤ گے۔ توفیق!۔۔۔ خجھرے اس
کی ایک آگہ کمال دو۔ میجر رومو نے کھلتی سرو لہجے میں ایک
عزت کھڑے ہوئے توفیق سے منہ قلب کو کر کہا اور توفیق نے بڑی
پھرتی سے ہاتھ میں پتھر ڈال دیا، اور حسیب میں ڈالا اور دوسری حسیب
سے ایک تیز وارنہ خنجر نکال لیا۔

تو تم اب کھینگی پر اثر آئے ہو۔۔۔ مجھے افسوس ہے۔ میں تمہیں
مناقصا نہ سمجھتا تھا میجر رومو۔۔۔ اچانک اوپر روشندان سے عمران
کی آواز سنائی دی اور میجر رومو برقی طرح چونک پڑا۔ اس کی نظریں
روشندان پر جم گئیں جہاں سے عمران کا چہرہ صاف نظر آرہا تھا۔
اپنے آدمیوں سے کہو کہ میرے راستے کی رکاوٹ نہ بنیں۔ میں
بچے آ رہا ہوں۔۔۔ ویسے اگر میں چاہتا تو ایک لمحے میں کمرہ تمہاری
بٹوں کی وجہ سے لاش گھر بن جاتا۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔
تم عمران ہو۔۔۔ میجر رومو نے اونچی آواز میں کہا۔ اب وہ اپنی
ہمت پر سنبھل کر چلا گیا۔
میں نیچے آکر پورا عداوت کرتا ہوں۔۔۔ میرا عداوت خاصا لمبا چوڑا
ہے۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا چہرہ روشندان
سے غائب ہو گیا۔

جواب دیا اور میجر رومو نے سر ہلادیا۔
تو یہ بات طے ہو گئی کہ تمہارا تعلق سیکرٹ سروں سے۔ کیونکہ تم
جسٹ اطمینان کا اظہار کر رہے ہو۔۔۔ ایسا اطمینان ایک تربیت یافتہ
ایکٹ ہی ویسے دونوں بظاہر کر سکتا ہے۔ نام بزنس میں نہیں
اور نہ ہر تمہاری حسیب سے کھنے والا رول اور بھی بتا رہا ہے کہ تم بزنس میں
نہیں ہو۔۔۔ میجر رومو نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔
تم جو چاہو مجھ کو۔۔۔ مجھے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے
صفر نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔

تمہیں لسیڈی طاہرہ کی رہائش گاہ کا پتہ کیسے چلا۔۔۔ میجر رومو
نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔
لیڈی طاہرہ!۔۔۔ وہ کون ہے۔۔۔ صفر نے چونک کر پوچھا
جہاں سے تمہارے تعاقب میں چلے گئے۔ تمہارا اطمینان
رہا ہے کہ تم نے لفظ اپنے پاس کو اطلاع دیدی ہوگی۔ لیکن میرا
ایک بات یادوں کا رگڑ میں تم سے نرمی سے بات کر رہا ہوں تو اس کا
یہ مطلب نہیں کہ میں تم سے کچھ نہیں اگھوا سکتا۔۔۔ میجر رومو
انتہائی کرفخت لہجے میں کہا۔
تم نے اپنا تعارف تو کر لیا نہیں۔ کم از کم مجھے پتہ تو چلے کہ
کس شخصیت سے بات کر رہا ہوں۔ ویسے میرا اندازہ ہے کہ تم بہر حال
جوہر نہیں ہو۔۔۔ صفر نے دھیسے لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔
تم میری بات چھوڑو۔۔۔ اپنی بات کرو۔۔۔ تمہیں لیڈی طاہرہ
رہائش گاہ کا کیسے پتہ چلا۔۔۔ میجر رومو نے کہا۔

توفیق! — جا کر اسے یہاں لے آؤ۔۔۔ میجر ریوڈ نے مزکر توفیق سے کہا جس کے چہرے پر اب شدید حیرت کے آثار نمایاں تھے اور توفیق سر کو جھٹکا اٹھا کر سے سے باہر نکل گیا۔
 "ہوں! — تو تم اس لئے معفن تھے کہ تم نے عمران کو اطلاع دے دی تھی۔ تمہاری کار میں کوئی سہم تھا۔ اسی وجہ سے تم نے کوئٹی کا رنگ وغیرہ کا ذکر کرنا مٹ کے انداز میں کیا تھا۔ میجر ریوڈ نے ہنر کا شے ہوئے تھا اور صفر صرف مسکرا دیا۔ کیونکہ میجر ریوڈ کا اندازہ درست تھا۔

صفر نے کار کی جبرائش کی مدد سے لیڈی طاہرہ کی کوئٹی کا پتہ چلا لیا تھا اور پھر اس نے ریوڈ کی کار اندر جاتے دیکھی تو اس نے کار میں نصب ڈرائیوٹر پر عمران کو اطلاع دی جس پر عمران نے اسے ان کے متعلق مزید تفصیلات مہیا کر نے کے لئے کہا۔ چنانچہ ان کے باہر نکلنے پر صفر نے ان کی تعاقب شروع کر دیا۔ پھر جیسے ہی میجر ریوڈ نے کار سنان سڑک پر موڑی، صفر کو احساس ہو گیا کہ دو تعاقب سے باہر نکلے ہیں۔ اس پر اس نے عمران سے بات کی تو عمران نے اسے کار کا ڈرائیوٹر آن رکھنے کے لئے کہا اور ان سے جھڑنے کی بجائے تعاون کرنے کی ہدایت کی تاکہ ان کا اصل ٹھکانہ سامنے آجائے۔ یہی وجہ تھی کہ صفر بڑے سیدھے انداز میں ان کی ہدایت پر عمل کر رہا تھا۔ لیکن کوئی جانے کا ذکر میجر ریوڈ نے نہ کر دیا تھا اور کوئٹی کے متعلق صفر نے بتا دیا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران ڈرائیوٹر پر ان کی بات چیت سن رہا ہے۔ البتہ میجر ریوڈ کا نام

سے عمران سے پتہ چلا تھا اور اب اسے یاد آ گیا تھا کہ یہ نو جوان ہلکا رنگ کا مشہور ڈی ایکٹ میجر ریوڈ ہے جس کے کاناموں کی خاصی دھوم مچی ہوئی تھی۔

اسی لمحے عمران اندر داخل ہوا، اس نے وہی مخصوص ٹیکنی کلر لباس پہنا ہوا تھا۔ اور چہرے پر جھانپتوں کا ایشیاء پوری آب و تاب سے بہہ رہا تھا۔ وہ خالی ہاتھ تھا۔

انہیں نے تھکے کاناموں کی بڑی دھوم سن رکھی تھی میجر ریوڈ اور مجھے تم سے ملنے کا بڑا اشتیاق تھا۔ لیکن تم نے صفر کی آنکھوں کا لئے والی بات کبہر مجھے بے حد مایوس کیا ہے۔ عمران نے اندر داخل تو رہے، جن انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ پختہ محنت ہو گیا تھا۔

مجھے حیرت ہے کہ تم اندر تک پہنچ گئے اور میرے ساتھیوں کو ہتھیار نہ ہوئی۔ میجر ریوڈ نے اس کی بات سن کر انہیں سن کر تے ہوئے کہا۔

ریوڈ کو کوئی نہیں روک سکتا میجر! — اور میں نے روت پر بڑے تجربات کئے ہیں۔ میرا جسم تو اب بھی نیٹ میں بیٹھا سیلیمان ہے باقیں کر رہا ہوگا اور میری روت یہاں موجود ہے۔ عمران نے سکر تے ہوئے کہا۔

مجھے احمق بنانے کی ضرورت نہیں۔ میجر ریوڈ نے بڑا مانتہ بنا تے ہوئے کہا۔

ظاہر ہے جو بتایا ہو۔ اسے بنانے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔

عمران نے بڑے عقیدت مندانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا، اور پھر بڑے اطمینان سے ایک کرسی پر یوں بیٹھ گیا جیسے کسی دوست سے ملنے آیا ہو۔

میجر برمود نے غور سے عمران کو دیکھا، بارہ اور پھر وہ بھی ایک طویل سانس لے کر سامنے کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”چلو اچھا ماکہ تم خود ہی یہاں آ گئے۔“ وزن میں سوچ رہا تھا کہ تمہارے فلیٹ پر جا کر تم سے ملاقات کی جائے۔“ میجر برمود نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”تمہارے وہاں آنے سے مجھے مالی نقصان اٹھانا پڑتا۔ جبکہ یہاں مین فائدے میں رہوں گا۔“ عمران نے تجنیہ انداز میں مالی نقصان اور فائدہ کیا مطلب۔“ میجر برمود نے نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

”وہاں تم آتے تو تمہیں پلانے وغیرہ پانی پڑتی۔ اور ابکل کرنگی کا زمانہ ہے۔“ سلیمان بیٹے سی مہنگائی کا روز مارو کر میری جان کھاتا رہتا ہے۔ اور یہاں مجھے مفت کی چائے مل جائے گی۔ فائدہ نہ ہوا۔“ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور میجر برمود بے اختیار مسکرا دیا۔

”تم ناشی دلچسپ باتیں کرتے ہو۔“ بہر حال اب تم آ گئے ہو تو اب یہ بتا دو کہ وہ سیب بار نہ ہی کہاں ہے جہاں پروفیسر بار کی کور کھٹا گیا ہے۔“ میجر برمود نے کہا۔

”بار کی۔“ یعنی بارنگنگ کرنے والا۔ مطلب ہے بھونکنے والا۔

ارے باپ ارے!۔ یہ تم نے کیا کہہ دیا۔ میری تو روح ابھی سے فنا ہونے لگی ہے۔“ بزرگ کہتے ہیں کہ جہانے جہو، نکلنے والا کب جھوٹا بند کر کے کھانا شروع کر دے۔ اس لئے خالی بارنگنگ پر اعتبار نہ کرنا۔“ عمران نے توجہ کرنے والے انداز میں دڑوں کان پکڑتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر پلھکت خوف وراس کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

”دیکھو عمران!۔ میں نے تمہارے متعلق سب کچھ سنا ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ تم بھی مجھے جانتے ہو۔“ یہ میلر بیکارڈ سے کہہ رہا تھا۔ قدم آگے بڑھا کر بھی تجھ سے نہیں ہٹتا۔“ پروفیسر بار کی اور اس کا ناز و لا میرے ملک کی حکایت ہے۔“ ہم نے اس کا معاوضہ ادا کیا ہوا ہے۔ حد وہ اب ناپاڑو ہے سمیت قرار دے کر وہاں تمہارے پاس ہے۔ میری تمہاری کوئی دشمنی نہیں ہے۔“ بہت سی باتیں کہ کر تو میرے سامنے تھاؤں کرو اور پروفیسر بار کی کو نافرمان سمیت میرے خلاف کر دو۔ ورنہ دوسری صورت میں تمہاری لیا رٹری بھی فنا ہو جائے گی اور تمہارے سامعین بھی۔“ پروفیسر کو تو بھر مال میں ہے جن باتوں کا۔“ میجر برمود نے بڑے تجنیہ لہجے میں کہا۔

”کوئی ساریکار ڈے۔“ گراموفون والا۔ یا کرکٹ والا۔“ عمران نے بڑے تجنیہ لہجے میں کہا۔

”تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔“ میں پانچوں تو خلق میں اٹھکی ڈال کر سب کچھ اٹھواؤں۔“ میجر برمود نے پلھکت جھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں شرمگاہی نکلتی تھیں۔

اچھا واہ! — برا اچھا نسخہ ہے — پیٹ جگر کر کھایا — انگلی
 ڈالی — سب باہر — پھر کھلیا — چہرہ انگلی ڈالی — واہ بھت جی
 بھت — مہاراجہ — عمران نے یوں — دھڑکے ہوئے کہا
 تاجہ! — بزدل کا یہ نسخہ ہے نہ پسند آیا
 شہید شہداء اپنے مقامات سے دور سے زیادہ ہی غلط فہمی ہو گئی
 ہے نسخے آدمی! — آخری بار کدہ بازوں — سنجیدہ دکر کھدے
 بات کرو — ورنہ جو کھدے مہاراجہ کے ساتھ ہوگا اس کا تم تصور بھی نہیں کر
 سکتے — میجر پرودہ مزید جھجک اٹھا۔
 زیادہ غصہ دکھانے کی ضرورت نہیں ہے میجر صاحب! — اگر
 تم اپنے آدمیوں اور اسلحہ پر انحصار ہے تو تو ان کھدوں سے اب میرے
 ملک کے پچھے کھیلے میں — اور یہ میں نہیں الٹی میٹم دے رہا
 ہوں کہ بارہ گھنٹوں کے اندر اندر اپنے ساتھیوں سمیت میرے ملک
 سے نکل جاؤ — ورنہ میں آدھا زمین میں گاڑ کر رکھتے چھوڑ دوں گا۔
 اور یہ رعایت بھی صرف اس لئے ہے کہ تم ابھی اس میدان میں نہ گئے
 ہو — ابھی تمہارے کھیلنے کھانے کے دن ہیں — عمران کا
 لہجہ پیکھت سرد ہو گیا۔ اس کے چہرے سے حماقت کا نقاب یکدم غائب
 ہو گیا اور میجر پرودہ حیرت سے پکپک جھپکا اُسے دیکھتا رہا۔
 عجیب ہے — میں خود ہی ایسا بارٹری کا پتہ چلاؤں گا۔
 تو بہر حال چپن کر دو — میجر پرودہ نے پیکھت اچھل کر کھڑے ہوئے
 ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ریوا لور آ گیا۔ ادھر ہر دو
 کے تین منٹ سا قہقہوں نے بھی اپنی مشین گنیں میز جی کر لیں۔

سوچ لو — اب یہی موقع ہے — عمران نے بڑے مطمئن
 انداز میں کھڑے ہوئے دئے کہا۔

”سوچ لیا — پرودہ نے نوبت کاٹتے ہوئے کہا اور اس کے
 ساتھ ہی اس نے سر جھک دیا۔ لیکن دوسرے لمحے فائر لے دھمکے
 کے ساتھ ہی اس کے اپنے حلق سے جھٹکلی اور اس کے ساتھ ہی عمران
 نے یکایک آگ کی لہریں کھائی اور دوسرے لمحے وہ سائیڈ پر کھڑے ہوئے
 تو فیک کے ہاتھ سے مشین گن چھین کر سیدھا آگ اور اس کے ساتھ
 ہی ریت ریت کی آوازوں کے ساتھ ہی چغلیں بلند ہوئیں۔

اس طرح سوچتے ہیں میجر پرودہ — عمران نے اُبلے قدم
 بچھے ہٹتے ہوئے مطمئن گن سیدھی کرتے ہوئے زہر خند لہجے میں
 کہا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیز سے ہوا تھا کہ جیسے کبھی چپکی ہوا اور سب
 گھج بدل گیا ہو۔

پرودہ نے جیسے ہی ٹھیکہ دیا۔ عمران کی دست حرکت میں آئی اور
 سامنے چڑی ہوئی تباہی کی تی تیزی سے آتی ہوئی پرودہ کے ریوا لور
 والے ہاتھ سے ٹکرا کر اس کے منہ پر پڑا اور نہ صرف اس کے ہاتھ
 سے ریوا لور نکل گیا بلکہ وہ پانی کی زبردست سرب کی کرپشت کے بل
 فرش پر گرا۔ تباہی اچھلتے کے ساتھ ہی عمران نے قدامتی کھائی مٹی۔
 تو فیک کے ہاتھ سے نہ صرف مشین گن نکل جیو، دھکا لٹا کر خنچا ہوا
 دھکے بل آگے بٹھرا۔ اور عمران نے قدامتی مٹا کر سیدھا کوکر فائر کیا۔
 مٹنے کی بجائے قدامتی کھانے کے دوران ہی مشین گن چل دی اور
 بتی دونوں افراد کے ہاتھوں سے بٹن گینا نکل کر دور جا گری وہ دونوں

اٹھنے کھڑے ہوئے تھے۔ اس نے ایک ہی برٹ ان دونوں کے لئے کافی ہو گیا۔

جناح پر تپائی اچھال کر اور تلباز کی لکھا کر جب عمران سیدھا ہوا تو سارنی چونکشیں ہی بدل چکی تھی۔ پروردہ پشت کے بل اور توفیق منہ کے بل فرش پر پڑا تھا۔ جب کہ اس کے دونوں مساحتی ہاتھوں پر گولیاں لکھا کر حیرت سے برٹ نے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھ رہے تھے۔ عمران نے واقعی باوجود گروں جیسا کام کیا تھا۔ اس سارنی چونکشیں کو بدلنے میں اسے زیادہ سے دو تین گیندیں لگے تھے۔ اور اب وہ سب خالی ہاتھ عمران کی مشین گن کی زد میں تھے۔ وہ پلک جھپکنے میں ان سب کو گولیوں سے چھیننے رہتا تھا۔

پروردہ میں بے کلاما ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر واقعی حیرت و تعجب کے آثار نمایاں تھے۔ جیسے اسے یقین نہ آتا ہو کہ اس طرح مہین چونکشیں بدلی جا سکتی ہے۔ اس کی ساری زندگی اس طرح کی چونکشیں سے گزرتی تھی لیکن عمران جس پُرتی اور مہارت کا مظاہرہ کیا تھا وہ میجر پروردہ جیسے شخص کے لئے بھی حیرت انگیز تھا۔

ویل ڈن — واقعی تم نے کمال کر دیا ہے۔ میجر پروردہ کے چہرے پر یہ اہٹ دور لگتی۔

شکر یہ شکر یہ — آداب عرض — بندہ کس قابل ہے۔ بس آپ جیسے قدر شناسوں کی ذرہ نوازی — بلکہ سحر نوازی ہے — عمران نے محاصرہ کھنوی انداز میں رکوع کے بل جھپکتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے دن وہ اہل کی سی تہزیب — گندہ اور اس نے اپنے آپ کو میجر پروردہ کے

بجلی سے بھی زیادہ تیز چلنے سے بچانے کی کوشش کی۔ لیکن میجر پروردہ کے جسم میں بھی سیدھا بھر گئی تھیں۔ وہ عمران کے اچانک گھومنے کے باوجود مشین گن اس کے ہاتھوں سے جھپٹ کر پھینکی دیوار سے جالگاتا اور عمران اپنے خالی ہاتھوں کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین نہ آتا ہو کہ واقعی اس کے ہاتھ خالی ہیں۔

مجھے سارنی عمرافوس رہے گا کہ میں نے تم جیسے پھر تیلے شخص کو گولی مار دی ہے۔ میجر پروردہ نے کہا۔ اچھا گولی مار دو گے۔ کمال ہے۔ تمہیں چلانی آگئی ہے مشین گن۔ عمران نے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے میجر پروردہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ٹرگر دبا دیا۔ لیکن مشین گن سے ٹرچ کی آواز سنائی دی۔ اور ٹرچ کی آواز ابھرتے ہی عمران ایک بار پھر فضا میں اچھلا اور دوسرے لمحے حیرت سے مشین گن کو دیکھتا ہوا میجر پروردہ چچ مار مار سانپ کے بل دوڑنے دوڑ جا کر مشین گن ایک بار پھر عمران کے ہاتھوں میں پڑی۔

دیکھو! — اس طرح چلاتے ہیں مشین گن — عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ریٹ ریٹ کی آوازوں سے وہ دونوں آدمی خونخیزی سے ایک طرف پڑی ہوئی مشین گنوں کی طرف جھپٹ رہے تھے جھپٹتے ہوئے دیواروں سے جھلکے گولیاں ان کے پیروں کے قریب فرش پر پڑی تھیں۔

اسی لمحے عمران ایک بار پھر اچھلا اور اس بار وہ صفدر کی کمری کے ہچھے کھڑا تھا۔ دوسرے لمحے کشمکش کی آوازوں کے ساتھ ہی کمری

کے بازوؤں پر موجود لوبے کی پٹیاں غائب ہو گئیں اور صفدر بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے قریب پڑی ہوئی ایک مشین گن اٹھالی اور تیزی سے پیچھے ہٹا لیا۔

”کیا تم جادوگر ہو؟“ مری باری مشین گن کیوں نہیں چلی۔
پرمود نے ہنستے ہوئے کہا۔

میجر پرودا۔۔۔ انسانی ذہن سے بڑا جادو اور کوئی نہیں ہوتا۔ مجھے معلوم تھا کہ جیسے ہی میں شکر یہ ادا کرنے کے لئے جھکوں گا۔ تم نے مجھ سے مشین گن چھینی ہے۔ تمہاری بھرتی واقعی قابلِ داد ہے۔ لیکن میں نے سیفنی کیج چڑھا دیا تھا۔ اس لئے جب تم نے فائر کیا تو سیفنی کیج چڑھا مرنے کی وجہ سے خالی ٹرپ کی آواز نکلی اور اس آواز نے تمہیں ایک لمحے کے لئے بکھلا دیا۔ چنانچہ دوسرا لمحہ میرا تھا اور ظاہر ہے سیفنی کیج مٹانے میں دیر تو نہیں لگتی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے وضاحت کی۔

”تم واقعی حیرت انگیز آدمی ہو۔ میرے تصور سے بھی زیادہ حیرت انگیز۔“ پرمود نے کہا۔
”اچھا اب تم چلتے ہیں۔ بارہ گھنٹوں کی مہلت آخری ہوگی۔ یہ سوچو تو۔“ عمران نے صفدر کو باہر جانے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں تیزی سے باہر نکلے اور دوسرے لمحے دروازہ باہر سے بند ہو گیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی میجر پرودا اور توفیق دونوں انتہائی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے۔ اسی لمحے باہر سے چیخوں کی آوازیں سنائی

دیں۔ توفیق نے جیب سے ماسٹر کی نکالی اور دروازہ کھول کر وہ دونوں باہر آ گئے۔

عمران اور صفدر پورچ میں کھڑی کار سمیت مہانگ سے باہر جا رہے تھے۔ یہ ایک کھلا مواتھا اور کار میجر پرودا اور توفیق کے ساتھ ہی روک پر مڑی تھی۔ برآمدے کے پاس ہی ان کے دوست سٹی اندر سے مڑ گھاس پر پڑے ہوئے تھے۔ ان کے سروں پر گمر سے اٹھنے ہوئے تھے۔ توفیق جلدی ہے ان کی طرف بڑھا جب کہ میجر پرودا ہنستے ہوئے ہوا والپس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے وہ دوست تھے جو کمرے کے اندر سے مڑا نکلا ہے باہر نکل رہے تھے۔ پرمود انہیں نظر انداز کرتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ یہ کمرہ دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ پرمود نے میز کے پیچھے رکھی ہوئی ریو لوٹنگ چیر گھائی اور پھر اس پر بیٹھ کر اس نے میز کی دوازہ کھولی اور اس میں سے سپیشل ریزروٹر انکریٹر نکال کر میز پر رکھ دیا۔ ابھی وہ دوازہ بند کر ہی رہا تھا کہ توفیق اندر داخل ہوا۔

”انہیں ہوش آ گیا ہے۔“ میجر پرودا نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

”ہاں!۔“ میں نے ان سے پوچھا کہ جب اندر فائزنگ نور ہی تھی تو وہ اندر کیوں نہیں آئے۔ تو انہوں نے بتایا کہ وہ یہ سمجھے تھے کہ فائزنگ نارے ساتھی ہی کر رہے ہیں اس لئے وہ مطمئن کمرے رہے۔ پھر اچانک ان کے سروں پر ہنر نہیں گئیں اور وہ ڈھیر ہو گئے۔ توفیق نے میز کے سامنے بیٹھتے ہوئے شکست خوردہ لب میں کہا۔

”ان کا قصور نہیں ہے توفیق!۔ ساری صورت حال ہی خیر ہیز

”کون“۔ لیڈی ظاہر کی محتاط آواز سنائی دی۔

”ہم سے کیا مطلب —“ میجر رمپود نے چمکتے ہوئے پوچھا۔

کیا کہہ رہی ہو۔ پروفیسر بارکی کو لیبارٹری سے نکال لیا گیا ہے۔

مجرم بود لیڈی طاہرہ کی بات سن کر بُری طرح اچھل پڑا۔

”ہاں میجر! تم خود کسٹن طارق سے بات کرو“ لیڈی ظاہر

کے ہمارے دوسرے۔ مجھے ریپور پر فیسٹن طاری کی آواز ابھری۔

میں بے پناہ جوش تھا۔

”کیا ظاہر سچ کہہ رہی ہے؟“ — میجر بریوڈ نے یقین نہ آنے

لے لے میں پوچھا۔

ایس میجر! — پر وقیر، اب کی کو فارموس سمیت میں اڑا لیا ہوں۔

دوسری کو علم نہیں کہ وہ ہمارے پاس ہے۔ — کمیٹی میں طارق نے کہا۔

ہی ہے۔ وہ بھلا کب سے سوچ سکتے تھے کہ مٹین گنوں سے مسلح

تین افراد ہوں۔ میجر محمد نبی اعظمی ہو۔ ایک آدمی کمری میں

جگمگا رہا ہو اور دوسرا بغیر متیار کے ہو۔ اور مہر بھی سچو شن بدل

جائے۔ مجھے اب تک یقین نہیں آ رہا کہ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے۔
میرے مرنے والے دوستوں نے کہا کہ تم لوگ اس وقت تک جیو کہ تم لوگ

”ولے مجھ! — نہ غلام از کم انسان نہیں ہو سکتا — نہ لقمہ“

وہیے یحزب۔ یہ مکرّم اہرم انسان ہیں وکسا۔ یہ یسایہ
کوئی بدروح ہے۔ تو یسایہ نے ایسے انمازمیں کہا جیسے اُسے

اپنی بات پر پورا یقین مہم۔

”کنزِ نوحی کا امانہ درست تھا۔ ہم نے واقعی اُسے غلط سمجھا

تھا۔ لیکن اب میں اس کی ٹاپ سمجھ گیا ہوں۔ اب تم دیکھنا کہ میجر

پرمود اس کا کیا حشر کرتا ہے۔۔۔۔۔ میجر پرمود نے سخت بجے میں اپنا
اور ہاتھ ۵، ۶ اور ۷ کے نوکٹوں سے رکھے مرنے والا آن کر دیا۔

”بسو۔ بسو۔“ — زہر روزنامہ کا لنگ سیٹی۔ ”او۔ او۔“ — یزید

نے ٹرالسٹیر آن کر کے بار بار فقرہ دوسرا شروع کر دیا۔

لیکن کافی دیر تک خوشش کرنے کے باوجود دوسری طرف سے

رابطہ قائم نہ ہو سکتا۔ پر مود کے چہرے پر تشویش کے آثار اُبھر آئے۔

یہ سنی، یعنی خواب کیوں نہیں دے رہا؟ — میجر پرپو نے اس کی طرف اشارہ کیا۔

اٹ کر بے ہوش ہوئے کہا۔
 فرستاتے کہ وہ کسی ایسی جگہ مصروف ہو جہاں اس کے پاس

سپیشل زرورڈ انٹرویو: "توفیق نے کہا اور مسیح برمود نے ہونٹ

کائناتے ہوئے مینز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور پھر لہدی

100 90 80 70 60 50 40 30 20 10 0

تفصیل بتاؤ۔۔۔۔۔ میجر برمود نے پوچھا۔
اور مپک کیپٹن طارق نے شروع سے لے کر آخر تک ساری کہانی
پوری تفصیل سے سنادی۔

ادہ!۔۔۔۔۔ واقعی تم نے حیرت انگیز کارنامہ سر انجام دیا ہے۔
میجر صولت کے ایک آپسکی وجہ سے سب کچھ ممکن ہوا ہے۔ لیکن
اب ملٹری ایشلی جنس کے ساتھ ساتھ سیکرٹ سروس بھی حرکت میں آ
جانے لگی۔ اور لیڈی ظاہر کی رائٹس گاہ سیکرٹ سروس کی
نظروں میں آ چکی ہے۔ ہمیں بھی وہاں سے نکلتے ہوئے چیک
کیا گیا تھا۔ اس لئے تم ایسا کر دو کہ فوراً پروفیسر بارکی کو وہاں سے
نکال کر سیدھے افشاں کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں پہنچا دو۔ اس
کو مٹی میں دواغداد موجود ہیں۔ انہیں زیر و زوان کا کوٹہ بنا
دینا۔ وہاں سے پروفیسر بارکی کو بلکاریہ لے جانے کے پورے
انتظامات پہلے سے تیار کر لئے گئے تھے۔ رات کو کسی وقت
بھی اسے بلکاریہ پہنچا دیا جائے گا۔ اور سنو!۔۔۔۔۔ لیڈی ظاہرہ
کو ساتھ لے جانا۔ ورنہ وہ لوگ اس پر مہود کے کتوں کی طرح ٹوٹ
پڑیں گے۔ اور سنو!۔۔۔۔۔ پیپل اپنی نگرانی کو اچھی طرح چیک کر لینا۔
ہر طرح سے۔ میں بندہ منٹ بعد وہاں خون کر کے پوچھ لوں گا۔
اس کے بعد میں حرکت میں آؤں گا۔ سب کام انتہائی احتیاط
سے کرنا۔ بے حد ہوشیاری سے۔۔۔۔۔ میجر برمود نے اسے

ہدایات دیتے ہوئے کہا۔
ٹھیک ہے میجر!۔۔۔۔۔ ایسا ہی ہوگا۔ کیپٹن طارق نے

با اعتماد دلچسپی میں کہا۔
انتہائی احتیاط۔۔۔۔۔ انتہائی احتیاط سے۔۔۔۔۔ فوراً حرکت
پن آجاؤ۔ فوراً۔۔۔۔۔ میجر برمود نے کہا اور ریسور رکھ دیا۔ اس کا
چہرہ مسرت سے کھل پڑا تھا۔

کمال ہے۔ کیپٹن طارق نے واقعی کارنامہ سر انجام دیا ہے۔
پروفیسر بارکی کو سرحد پار پہنچا لوں۔ پھر عمران کو بتاؤں گا کہ کام
میں طرح ہوتا ہے۔۔۔۔۔ میجر برمود نے مسرت آمیز اور فائنڈ انماز
نہ کہا اور توفیق نے سر ہلادیا۔ اب اس کا چہرہ بھی مسرت سے
مل اٹھا تھا۔

انہوں نے واقعی بڑی جیت لی تھی۔ اور توفیق جاننا تھا کہ ایک
پروفیسر بارکی اس کو مٹی تک پہنچ گیا تو پھر آگے اسے کوئی نہ روک
سکے گا۔

بجز صولت کیجئے۔ غائب سے ما اعتمادیٰ غائب! — اور
مجھے اب بھی یقین ہے کہ میری صولت کے ساتھ کوئی واردات نہ ہوگی۔
نزلِ اسلم مجھے جواب دیا۔

آپ اپنے آپ کو فوراً طور پر مدلل سمجھیں۔ آپ نے غیر ذمہ داری
کی انتہا کر دی ہے۔ نہ کروں نہ — آپ کو کبھی طرح معلوم
تھا کہ پروفسر بار کی کس قدر اہمیت رکھتے تھے اور آپ نے ذرہ برابر بھی
پر وہ نہ کی۔ ڈیفنس کونسل کے سیکرٹری نے غصے کی شدت سے
پر بیچتے ہوئے کہا اس کا چہرہ آگ بنا ہوا تھا۔ پیشل ایکشن نہ صرف
اس کے دائرہ اختیار میں تھی بلکہ اس نے ہی اس کے قیام کی تجویز بھی
صدر مملکت سے منظور کرائی تھی۔ اور پھر کرنل اسلم کا انتخاب بھی اس
نے خود کیا تھا۔ کرنل اسلم اس کا دور کا رشتہ دار تھا۔ سیکرٹ سروس کی
دمروزی کا مسئلہ بھی اس نے صدر مملکت سے کہہ کر ختم کر لیا تھا۔ اس
نے صدر مملکت کو یقین دلایا تھا کہ سروس کی ضرورت نہیں ہے
دھرا ایکسٹونے بھی اس کام میں زیادہ دلچسپی نہ لیتی تھی اس لئے صدر
مملکت نے سیکرٹ سروس کی ذمہ داری ختم کرنے اور بہ پیشل ایکشن
نور ذمہ داری سونپ دی تھی۔ اور اب جو صورت حال سامنے آئی ہے سیکرٹری
کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اپنا سر ہٹ لے۔ اپنے بال بون لے۔ اب وہ
صدر مملکت کو کیا جواب دے گا۔ اُسے اب خود اپنی سیٹ کی فکر
پڑ گئی تھی۔

آپ نہ مکر نہ کریں جناب! — میں پروفسر بار کی کو ڈھونڈ نکالوں گا۔
نزلِ اسلم نے چند منٹ خاموش رہنے کے بعد کہا =

کرنل اسلم کا چہرہ غصے کی شدت اور تھجھکا ہوا تھا۔
موج کا تھا۔ میری صولت کی تباہ شدہ جیب کا قلب اس کا مذاق اڑا رہا
میرے صولت کی یونین فیم کے شمار جتنے کے باوجود صحیح سالم موجود تھے
جیب کا قلب اس طرح ہچکچاتا تھا جیسے اسے طاقتور ہم سے اڑا
گیا ہو۔ پیشل ایکشن کے دس افراد جیب کے گروہ موجود تھے
ڈیفنس کونسل کا سیکرٹری بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ اور پیشل ڈیفنس لیبار
سے میرے جہاں کو بھی بلا لیا گیا تھا۔ جیب کے بلے سے کوئی لاشس دعا
برآمد نہ آئی تھی۔

یہ کوئی راز نہیں ہے کرنل! — آپ نے میری صولت کو اس ط
پروفسر بار کی کو لیا ہٹری سے لے جانے کی اجازت کیوں دی —
ڈیفنس کونسل کے سیکرٹری نے وائٹ پیسے ہوئے کرنل اسلم سے مخاطب
ہوتے ہوئے کہا۔

نہاں ڈھونڈ نکالو گے۔۔۔ سیکرٹری نے بری طرح چختے ہوئے کہا اور وہ تیزی سے اپنی کار کی طرف لپکا۔ جس میں ایمر جنسی ٹرانسٹیئر نصب تھا۔ وہ فوری طور پر صدر مملکت سے بات کرنا چاہتا تھا تاکہ کسی اور ذریعے سے صدر مملکت سے بات نہ بھیجے۔ ورنہ ہو سکتا تھا کہ صدر مملکت اتنی ہی معطل کر دیں۔ اس نے ہاتھ اندر کر کے ٹرانسٹیئر کا مانیٹاب ہائز نکالا اور جلدی سے مانیٹک کے ساتھ ہی لگے ہوئے میز پر مانیٹ سپیشل فرمونیسی میٹ کر لئے گا۔

جیلو۔۔۔ جیلو۔۔۔ راجت سیکرٹری کو فنیس کونسل کا ٹنگ پرینڈیٹ اٹل ازماب ایمر جنسی۔ اور۔۔۔ فرمونیسی میٹ کر کے سیکرٹری نے بار بار بدفقہہ دھرانہ شروع کر دیا۔

کیا معاملہ ہے۔۔۔ میں پرسنل سیکرٹری بول رہا ہوں۔ صدر مملکت اہم مشنگ میں مصروف ہیں۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے صدر کے پرسنل سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

موسٹ ایمر جنسی پیز۔ فوراً صدر صاحب سے بات کرائیں۔ پروفیسر باکی کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ اور۔۔۔ سیکرٹری نے تیز لپکے میں کہا۔

اور۔۔۔ پروفیسر باکی کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ میں ابھرا کر آیا ہوں اور۔۔۔ دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری نے بری طرح چوہکتے ہوئے کہا۔

جیلو۔۔۔ پرنڈیٹ انڈنگ۔ اور۔۔۔ چند لمحوں بعد صدر مملکت کی بجائے آواز سنائی دی اور سیکرٹری نے حتی الوحیح اپنے آپ کو اد

کرنل اسلم کو بچانے کی کوششیں کرتے ہوئے پروفیسر باکی کے اغوا اور جیپ کی تباہی کی کہانی مردہ تر وژ کر بیان کر دی۔

اس کا مطلب ہے کہ سپیشل ایجنسی واقعی انجمنوں کا ٹولہ ہے میں پوری ایجنسی کو معطل کر رہا ہوں۔ وہ سب ملری انٹیلی جنس کے چیف کو روک کر رہیں۔ کرنل اسلم تا حکم ثانی ملری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر میں پابند رہیں گے۔ اور کس میں بکثرت مردوں کو رانسفر کر رہا ہوں۔ اور۔۔۔ صدر مملکت نے انتہائی غصیلے انداز میں ہدایات دینے سے روکے ہوئے تھے۔

لیس سر۔۔۔ نام کی تعمیل ہوگی سر۔۔۔ دور۔۔۔ سیکرٹری نے موبائل پر اپنے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سیکرٹری نے ایک لمبیل سانس لیلتے ہوئے ٹرانسٹیئر آف کر دیا۔ اس کے دل میں مرثیہ کی ایک کہہ سی چلنے لگی تھی۔ اُسے دراصل خطہ تھا کہ کہیں صدر مملکت غصے میں نہ آکر اسے بھی ساتھ ہی معطل نہ کر دیں۔ لیکن انہوں نے صرف سپیشل ایجنسی کی معطلی تک ہی معاملہ محدود رکھا تھا اس طرح وہ خود پر کیا تھا اس کے بعد اس نے کرنل اسلم اور ایجنسی کے باقی افراد کو صدر مملکت کے احکامات بتا دیئے۔

یہاں موقع پر ایک آدمی تو رہ جائے۔۔۔ کرنل اسلم نے دھیمی لپکے میں کہا۔

کوئی ضرورت نہیں۔۔۔ سیکرٹری مردوں والے بندو ہی سنبھال لیں گے۔۔۔ سیکرٹری نے کہا اور وہ سب منہ لٹکانے اپنی جیلوں میں بیٹھ کر ملری انٹیلی جنس کے دفتر کی طرف چل دیئے۔

کے بعد اس نے بے حد کوشش کی لیکن اس لڑکی کا ہوتے نہ پہل سکا اور
ابج وہی لڑکی اسے کار میں جاتی دکھائی دے گئی تھی۔ عام حالات میں
وہ شاید اتنا خیال نہ کرتا۔ لیکن مہجڑوں کے موجودہ واقعہ کی وجہ سے
ساری بات اس کے ذہن میں آگئی۔ وہ سرخ رنگ کی کار مخالف سمت
میں چلی گئی تھی لیکن کرنل اسلم جانتا تھا کہ سرخ رنگ کی کار مخالف سمت
اس کے بعد افشاں کا بونی میں پہنچ جاتی ہے۔ یہ لڑکی لازماً افشاں کا بونی
میں جا رہی ہوگی۔

چنانچہ اس نے کار کو انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھایا اور پھر
ایک کچے راستے پر اس نے کار ڈال دی۔ اسے معلوم تھا کہ یہ کچا راستہ
جو نہر کے ساتھ ساتھ چلا جاتا تھا افشاں کا بونی تک پہنچ جائے اور
فاصلہ بھی کم پڑے گا۔ اس نے وہ اس لڑکی سے پہلے افشاں کا بونی
پہنچ جانے کا۔ وہ کار جھکاتا ہوا افشاں کا بونی کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔
اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ مہجڑوں میں اس لڑکی کو گرفتار کر کے ساتھ
لے جائے گا تاکہ کچھ تو اس کی بچت ہو جائے۔

تھوڑی دیر بعد ایک پلی کر اس کر کے وہ افشاں کا بونی میں داخل
ہو گیا۔ پھر افشاں کا بونی کے پہلے چوک پر پہنچ کر اس نے کار ایک
سائیڈ پر روک دی۔

تھوڑی ہی دیر بعد اسے دور سے سرخ رنگ کی کار آتی دکھائی
دی اور پھر اس کے سامنے سے گزر کر آگے بڑھ گئی۔ ڈرائیونگ
سیٹ پر وہ لڑکی تھی۔ اس کا کرنل اسلم نے اسے غور سے دیکھا تھا اب
اسے یقین ہو گیا تھا۔ ابھی وہ اس کے پیچھے گاڑا کھلنے ہی والا تھا کہ کرنل

کرنل اسلم اپنی کار چھوڑا ہوا مٹری امپلی جنس کے ہیڈ کوارٹر کی
طرف بڑھا جا رہا تھا۔ اس کا ذہن زلزلے کی زد میں آیا ہوا تھا اسے
معلوم تھا کہ مٹری امپلی جنس کا چیف اس کا بدترین مخالف ہے۔
وہ اسے جی بھر کر ذلیل کرے گا۔ کوئی موقع نہ چھوڑے گا لیکن معاملہ
ہی ایسا بن گیا تھا کہ صورت حال اس کے زلزلوں سے باہر ہو گئی تھی
اسے بار بار مہجڑوں کا خیال آ رہا تھا جس کی وجہ سے یہ سب کچھ
ہوا تھا۔ اسے اب تک یقین نہ آ رہا تھا کہ مہجڑوں اس قسم کی
حرکت کر سکتا ہے۔

یہی سوچتے ہوئے اس نے جیسے ہی کار ایک موڑ پر سے دائیں
طرف موڑی اس کی نظریں دایں سے گزرتی ہوئی ایک سرخ رنگ
کی کار پر پڑیں اور دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک جھٹکا کا سا
کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر جو لڑکی بیٹھی ہوئی تھی اس کا چہرہ اسے مانور
سنگا۔ اس نے کار آہستہ کر لی اور پھر اسے یاد آ گیا کہ اس لڑکی کا
رضیہ ہے اور یہ بلکہ نیک کی ایک بیٹ ہے۔ اس کی فائل اس نے دیکھ
ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ہی اسے یاد آ گیا کہ رضیہ کو بگاڑیہ اور کچا
کی سرحد پر پکڑا گیا۔ اور مٹری امپلی جنس کے ایک خفیہ آڈے
لے جایا گیا تو دایں ایک مشکوک آدمی بھی پکڑا گیا جو کہ پاکیشیا فوج کے
کیڈٹن کی یونیفارم میں تھا۔ مہجڑوں ان دونوں ویرن تھا اور پھر
صورت اس لڑکی اور اس مشکوک آدمی کو ساتھ لے کر سپیشل ایجنٹ
کے ہیڈ کوارٹر آ رہا تھا کہ چیپ کے ایکٹیوٹ میں وہ مشکوک آدمی تھم
گیا۔ رضیہ فرار ہو گئی اور مہجڑوں نے معمولی سا نہ بھی ہو کر واپس آ گیا۔

رُک کے کار ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیت پر جا کر رک گئی۔ لڑکی نے ذرا سجاوٹ تو چھوٹی کوٹھی میں سے ایک نوجوان باہر نکلا۔ لڑکی نے اس سے وقتی بات کی اور پھر وہ نوجوان واپس غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد پہاڑ تک پہنچ گیا۔ اور رُک کے اندر لے گئی۔ یہی ایک بند ہو گیا۔

کرزل اسلم نے کار آگے بڑھائی اور پھر وہ اس کوٹھی کے سیٹ کے سامنے گھڑا تو وہ رُک کر چوک بڑا کر گیت پر جا کر نہایت عجیب نشان موجود تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ کوٹھی بگاریہ کے سفارت خانے سے متعلق ہے۔ اس لئے اس کوٹھی کو سفارت خانے کا تحفظ حاصل ہو گا۔ ایسی صورت میں کرزل اسلم بغیر کسی احتیاطی کے اندر نہ جاسکتا تھا وہ کار آگے لے گیا اور پھر اس نے اسے موڑ کر کچھ فاصلے پر لے جا کر ایک سائیڈ میں روک دیا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے سوچا کہ ملٹری امیلیجی کے چیف سے بات کرے۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ ملٹری امیلیجس کے چیف نے اول تو اس کی بات نہیں ماننی اور اگر ماننی لی تو پھر سارا کرڈٹ وہ خود لے جائے گا۔ چنانچہ اس نے سیکرٹری راجست کو فون کرتے کا سوچا۔ وہ کار واپس لے جا کر ایک کیبنے کے پاس پہنچا۔ کار روک کر وہ نیچے اترا۔ اور کیبنے میں داخل ہو کر یہاں کا ڈسٹرکٹ طرف بڑھ گیا۔ چونکہ وہ فوجی یونیٹ میں تھا اس لئے کاؤنٹر پر کھڑا نوجوان اسے دیکھتے ہی نہ صرف چوک بڑا بلکہ اس نے بڑے موڈ بانہ انداز میں اسے سلام کیا۔

ایک فون کرنا ہے۔ کرزل اسلم نے سخت لہجے میں کہا۔
لیس سر۔ ضرور کریں سر۔ نوجوان نے انتہائی مودبانہ لہجے

میں کہا اور ٹیلیفون سیٹ اس کی طرف کر دیا۔

آپ ذرا دوسری طرف چلے جائیں۔ ایٹ ازیکرٹ۔
کرزل اسلم نے ریور اٹھاتے ہوئے کاؤنٹر میں سے کہا اور کاؤنٹر میں سر ہلاتا ہوا کاؤنٹر سے نکل کر ایک طرف چلا گیا۔ کیبنے والے بھی تقریباً خالی پڑا ہوا تھا۔ آگاہ کا کاب ڈور کی میزوں پر بیٹھے نظر آ رہے تھے۔ کرزل اسلم نے ایک لمحے کے لئے اوپر اُدھر دیکھا اور پھر تیزی سے سیکرٹری ڈولفنس کو اس کے نمبر گما دے۔ لیکن دفتر سے اطلاع ملی کہ وہ اپنی رائلش پر چلے گئے ہیں تو کرزل اسلم نے رائلش کا گاہ کے نمبر ڈائل کئے۔
”ہیلو۔“ دوسری طرف سے ایک آواز سنا دی۔ یہ کسی ملازم کی آواز تھی۔

سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں۔ میں کرزل اسلم بول رہا ہوں۔
کرزل اسلم نے کہا۔

لیس سر۔ بولنے کیجئے۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد سیکرٹری کی آواز گونجی۔

لیس راحت سیٹنگ۔ سیکرٹری کے لہجے میں حیرت تھی۔
سر۔ میں کرزل اسلم بول رہا ہوں۔ کرزل اسلم نے کہا اور پھر اس نے لڑکی کے بگاریہ اور پاکیشا کی سرحد پر کھڑے جانے سے اب اس کا بگاریہ سفارت خانے کی کوٹھی میں داخل ہونے تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

تم ملٹری امیلیجس کے چیف کو فون کر دو۔ وہ انتظار کر دے۔
سیکرٹری نے کہا۔

سرا۔ ایک تو وہ مجھ سے خاد کھاتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اگر یہ لڑکی کوہڑی گئی تو میرا کرڈیٹ بن جائے گا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے سرا۔ کہ میری صولت کی وجہ سے یہ لڑکی موجودہ واقعہ سے بھی ملوث ہو۔ کرنل آسم نے کہا۔

اوه ٹھیک ہے۔ بالکل ایسا ہو سکتا ہے۔ مہرباب کیا کیا جلتے۔ سیکرٹری راحت نے چمکتے ہوئے پوچھا۔

سرا۔ ملری ایشلی جنس کے مہذکوار سے میری اینجنی کے افراد کو یہاں بھیج دیں۔ اور سفارت خانے میں چھاپے کا اہتمام لیسٹریج بنالیں۔ کرنل اسم نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ میں فون کر دیتا ہوں۔ تمہارے آدمی بہت بائیں گے۔ اور تعارفی ایئر لے کر میں خود آتا ہوں۔ میں تو اس ریڈ میں شریک ہوں گا۔ انتظار کرو۔ سیکرٹری راحت کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

کرنل اسم نے سر جھاتے ہوئے سہرہ رن کیا اور پھر تیز قدم اٹھاتا کہنے سے باہر آ گیا۔ دور سے اسے دھکومتی نظر آ رہی تھی جس پر لڑکی گئی تھی۔ اس کا چہرہ بدستور بند تھا۔ کرنل اسم ایک ستون کی را میں اس طرح کھڑا ہو گیا کہ اگر کوہڑی کے اندر سے کوئی بکھے تو اس کی اس پر نہ پڑ سکے۔ البتہ وہ خود کو بھی کوچک کر رہا تھا۔

مہرباب سے بیچہ کہ اس کے آدمی پہنچتے، ایک ٹیکسی اس کو بھی گتھ گئے سامنے آکر ٹرنی اور اس میں سے ایک نوجوان بائیں کھل ٹیکسی آ سے وہاں چوڑ کر آگے چلی گئی۔ نوجوان نے کال بیل کا بین

وہ بڑے چوکنے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ مشکوک آدمی ہے اور اسی لئے کرنل اسم کو ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑا نوجوان کا قد و قامت بالکل میری صولت جیسا تھا حتیٰ کہ بالوں کا رنگ اور مثال بھی وہی تھا لیکن لباس اور شکل و صورت بدلی ہوئی تھی چند لمحوں بعد وہ نوجوان بھی کوہڑی کے اندر چلا گیا۔

اسی لمحے دو بچیں کیفے کے سامنے آکر کیں۔ سسپنشل ملری اینجنی کے افراد تھے۔ کرنل اسم آگے بڑھا اور اس نے انہیں کوہڑی کو چاروں طرف سے گھیر لینے کی ہدایت دیں اور وہ سب لوگ ایک ایک کمرے کوہڑی کی طرف چل پڑے۔ صرف دو میجر اس کے پاس ٹرک گئے۔

مقتدری در بعد سیکرٹری کی کار بھی وہاں پہنچ گئی۔ کرنل اسم نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا اور پھر اس نے وہ کوہڑی دکھائی۔

کیا اس پر رید کرو گئے۔ ایسا کارنی طور پر اندر جا میں سیکرٹری راحت نے بڑے پرجوش انداز میں پوچھا۔ وہ بھی شاید اب اپنے آپ کو سیکرٹری بخت تصور کر رہا تھا۔

سرا۔ سفارت خانے کا مسند نے اس لئے ہمیں مرکازی طور پر اندر جانا ہو گا۔ باقی آدمی ہم نے کوہڑی کے گرد پھیلا دیئے ہیں اندر سے کوئی باہر نہ جاسکے گا۔ کرنل اسم نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ سیکرٹری راحت نے کہا اور کرنل اسم کے اشارے پر دونوں میجر خود مشین گنوں سے مسلح تھے ان کے پیچھے چلے اور ہینڈ سے ہوا تک پر پہنچ گئے۔

کرنل اسم نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی اور اس وقت تک

نہ بیٹائی جب تک کہ کھڑکی کھل کر ایک نوجوان نے باہر نہ جھانکا۔ کرنل
اسلم نے کھڑکی سے سر جھکاتے ہی اسے زور سے دھکیلا اور پھر وہ سب
ایک ایک کر کے اندر داخل ہو گئے۔ وہ نوجوان دھکا کھا کر زمین پر گر گیا۔
ان سب کے اندر داخل ہوتے ہی وہ تیزی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔
"خبردار! اگر آواز نکالی" کرنل اسلم نے غراتے ہوئے کہا
اور پھر وہ اس کے پیشین گوئی کی زد میں لے تیزی سے برآمدے میں پہنچ گئے
جیسے ہی وہ برآمدے میں پہنچے، اسی لمحے ایک آدمی راہداری سے
باہر نکلا، مگر ایک میجر نے اسے گھیر لیا۔
"خبردار! ہمارا تعلق سپیشل ایجنسی سے ہے" کرنل اسلم
نے چنیتے ہوئے کہا۔

"یہ سعادت خانے کی کومٹی ہے۔ آپ اندر نہیں آ سکتے۔"
راہداری سے آنے والے آدمی نے چنیتے ہوئے کہا مگر کرنل اسلم نے اس
کے منہ پر زور دار مقبضہ مارا اور پھر وہ تیزی سے اندر راہداری کی طرف بڑھا
اسی لمحے وہ لڑکی ایک کمرے سے نکلتی دکھائی دی۔
"خبردار" کرنل اسلم نے چنیتے ہوئے کہا اور یو لاء کا رنچ اس
لڑکی کی طرف کر دیا۔ لڑکی مشکاک کر کر گئی۔
"کون ہو تم؟" لڑکی نے کہا۔

"ہمتہ امٹھالو۔ ورنہ" کرنل اسلم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے جیب میں ہمتہ ڈال کر ریڈ کاشن کا بیٹن دبا دیا۔ یہ باہر موجود مسلح
افراد کو اندر بلانے کا کاشن تھا۔ دونوں افراد کے ہاتھوں میں میچوں نے
کھپ متھکڑیاں ڈال دی تھیں۔ اور لڑکی کو کرنل اسلم نے کور کر رکھا تھا۔

میچوں کی بیٹن گولوں کا رنچ بھی لڑکی کی طرف ہی تھا۔ لڑکی نے ہونٹ
بھینچ لئے۔

"اس نوجوان کو دیکھو! پوری کومٹی کی تلاشی لو" کرنل اسلم
نے چیخ کر کہا۔

"آخر یہ کیا ہو رہا ہے" لڑکی نے اس بار چنیتے ہوئے کہا۔
"خاموش رہو! یہ سرکاری مسئلہ ہے" اس بار سیکرٹری
دعوت نے اپنا غصہ دکھایا۔ وہ ابھی تک خاموش کھڑا تھا کیونکہ اس قسم
کے جھاپے میں شمولیت کا اس کا پہلا موقع تھا۔ اب باہر موجود افراد بھی
خبردار آ گئے اور وہ سب کومٹی میں پھیل گئے۔

"یہی لڑکی ہے وہ" سیکرٹری راحت نے کرنل اسلم سے
فطرب ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں! یہی ہے" کرنل اسلم نے تیز لمبے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"سرا۔ پوری کومٹی خالی ہے۔ اور کوئی آدمی اندر نہیں ہے۔
بس میجر نے واپس آ کر کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ نوجوان کہاں ہے جو میرے سامنے
نہ آیا تھا۔ ضرور اس کومٹی میں کوئی خفیہ تہ خانہ ہے۔" تلاش

ہو۔ اور اگر وہ نوجوان کوئی غلط حرکت کرے تو گوئی مار دینا۔
نئی اسلم نے چنیتے ہوئے کہا اور پھر اس کے اشارے پر ایک آدمی نے
ٹپ بڑھ کر اس لڑکی کے ہاتھوں میں بھی زبردستی میٹھکڑی ڈال دی۔

"تمہیں ہتھکڑیاں پڑے گا۔" اس کومٹی کو رفاہی تحفظ کا نسل ہے

روٹی نے چپ چپ سے دے کہا۔
 بھتوں کا۔ کرنل اہم نے کہا اسی لمحے اُسے کو مٹی کے اندر
 سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور وہ چونک کر پڑا۔
 یہ کیا درد ہاں ہے۔ فائرنگ کیسی ہے۔ سیر سری راحت بھی
 فائرنگ کی آوازیں سن کر چونک پڑا۔

اس نوجوان سے کھڑا ہو کر کہا۔ کرنل اہم نے کہا اور میرے متوازی
 دیر بعد جب ایک بجی کے اڑاوا واپس آئے تو کرنل اہم اس بڑی طرح اچھلا کہ
 یوں لگا تھا جیسے وہ بالی جب کے دروازہ قطبے میں جھٹکے رہا ہو۔ کیونکہ
 ایک آدمی کے گاندھے پر برو فیئر بار کی لدا ہوا تھا جبکہ دو آدمیوں نے اس
 نوجوان کو پکڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں گریاں تگی تھیں۔
 "سرا۔ یہ تیرے خانے میں چھپا ہوا تھا۔ اس نے جانا ایک آدمی زخمی
 کر دیا ہے۔ وہاں تیرے خانے میں یہ بڑھا میں ایک بیڈ پر چھوٹی پڑا ہوا
 تھا۔ ایک بچہ لے گیا۔"

"اوہ! اوہ سرا۔ برو فیئر بار کی ہے۔ برو فیئر بار کی بل گیا
 ہے۔ سر۔ زندہ باد۔ کرنل اہم خوشی کے مارے ناچنے لگا۔
 واقعی کہاں ہے۔ اوہ ویری گڈ! اب میں صدر مملکت کو بتاؤں گا
 کہ میری قائم کردہ سپیشل ایجنسی کسی طرح کا کرتی ہے۔ سیکرٹری راجہ
 نے کہا اور تیری سے ہمارے کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ شاید اپنی کار کی طرف جا رہا
 تھا تاکہ ٹرانسمیٹر پر صدر مملکت کو خوشخبری خود سنائے۔ اور ایک بجی کے اڑا
 سیکرٹری کو اس طرح بچوں کی طرح دوڑتے دیکھ کر حیران ہو رہے تھے

آپ میجر بروڈ کو پہلے سے جانتے تھے۔ ہاں صدر نے
 کو مٹی سے باہر نکل کر پہلے چوک پر کھڑی عمران کی کار تک پہنچتے ہوئے
 پوچھا۔

منہیں! میں نے اس کی قابل وائس منرل کی لائبریری دیکھی تھی۔
 دن خوش قسمتی سے وہ میک آپ میں نہ تھا۔ انتہائی تیز طرار اور عیاں۔
 اچھا ہے۔ عمران نے کار کے رکتے ہی نیچے اترتے ہوئے
 کہا۔ وہ صدر کی کار میں کو مٹی سے باہر نکلے تھے۔

اب کیا پروگرام ہے۔ ہاں صدر نے پوچھا۔
 تم اس وقت تک سنا اپنی کار میرے سین میں رہی۔ جب تک اکیٹو
 لمی اور ممبر کو نہ پہنچ دے۔ میں جا کر اکیٹو کو تفصیلات بتاؤں گا۔
 میں میجر بروڈ تمہیں اور تمہاری کار کو اچھی طرح پہچانتا ہے اس لئے اگر
 میں کا تعاقب بھی کرنا پڑے تو انتہائی احتیاط سے کرنا۔ دوسرے

نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر میز کے کنارے پڑے ہوئے ٹرانسپیر پر تیزی سے فزکونی سیٹ کرنا شروع کر دی۔ فزکونی سیٹ کر کے اس نے بن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ایکٹو کا لنگ۔ اور“۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”ہیس۔ صفدر انڈنگ سر۔ اور“۔ پند ٹھوں بعد ہی دوری فون سے صفدر کی آواز سنانی دی۔

”مجھے عمران کی رپورٹ مل گئی ہے۔ میجر پرو دیا اس کا کوئی ماحولیاتی باہر تو نہیں آیا۔ اور“۔ عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔
”نہیں سر۔ اسی بات کوئی بھی باہر نہیں نکلا۔ اور“۔ صفدر نے جواب دیا۔

”انتہائی ہوشیار رہنا۔ میں جولا اور تنویر کو میچ رہا ہوں۔ تم ٹی میڈیک آپ کر کے ان کے ساتھ رہو گے۔ میجر پرو کو میرے سرے حکم کسی صورت میں بھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دینا۔“
”ہاں۔ عمران نے تیزی سے کہا۔

”ٹھیک ہے سر۔ اگر ضرورت پڑی تو میں اپنی کار میں چھوڑ چکا اور جولا کی کار میں بیٹھ جاؤں گا۔ اور“۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اور انڈ آل“۔ عمران نے کہا ٹرانسپیر آف کر کے ہٹے جلدی سے دوبارہ سیلفیون کارسیور اٹھایا اور میز سے جولا بغیر زائل کرنے شروع کر دیتے۔

انہوں نے سرکاری طور پر یکس سیکرٹ سروس کو منتقل کر دیا ہے۔ کیونکہ ہر دفعہ سرباکی اور اس کے ناموں کی بے حد اہمیت ہے اور پھر اس کے اس طرح انڈا بنانے سے شوگر ان حکام کے ساتھ تعلقات میں پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ ہر دفعہ سرباکی کے میجر مصلحت کے ساتھ جانے کے بعد انڈا ہو جانے پر شوگر ان حکام کا خیال ہے کہ ایکٹو کی نیت خراب ہو گئی ہے اس لئے اس نے جان بوجھ کر ہر دفعہ سرباکی کو چھپایا ہے۔ تاکہ وہ یہ نامور لا خود اپنے طور پر تیار کر سکے اس نے صدر صاحب بے حد پریشان ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ہر دفعہ سرباکی کو جلد از جلد ہر انداز کیا جائے۔ سر سلطان نے تقریباً ایک ہی سال میں ساری بات کہہ ڈالی۔ یہ ان کی انتہائی پریشانی کی دلیل تھی وہ جب بے حد پریشان ہونے میں تو اسی طرح بغیر سانس لے ہی بولتے چلتے جاتے تھے۔

”ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔“ عمران نے کہا اور پھر ریور رکھ دیا۔
”وہ تنویر وغیرہ جو وہاں موجود تھے۔“ عمران نے ریور رکھتے ہی بیک زید سے پوچھا۔

”آپ نے چونکہ میرے سامنے سر سلطان سے اس بارے میں بات کی تھی۔ اس نے جب تنویر کا فون یا کسی پیش مشی ایکٹیو ان ۴ چارج لینا چاہتی ہے تو میں نے انہیں واپس بلایا تھا۔“ بلیک زید نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”ہاں!۔ اس کا مطلب ہے کہ لمبی چوٹ ہو گئی۔“ عمران

”جولیا پیکیگ“۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”ایک ٹو“۔ عمران نے مخصوص لمبے میں کہا۔

”یس سر“۔ جولیا کا لہجہ یکجہت موزاں ہو گیا۔

”تم تجزیہ کو اپنے ہمراہ لے کر افشاں کا لونی کے پہلے چوک پر پہنچ جاؤ۔ صفدر وہاں اپنی کار میں موجود ہوگا۔ وہاں کوٹھی نمبر بارہ میں بمگنا زیہ کا ایک خطرناک ڈی ایجنٹ میجر رمود اپنے ساتھیوں سمیت موجود ہے۔ تم نے اس کی مکمل نگرانی کرنی ہے۔ انتہائی احتیاط سے۔ باقی تفصیلات تمہیں صفدر بتا دے گا۔ تم اور تجزیہ اپنی اپنی کار میں جاؤ گے۔ فوراً پہنچ جاؤ۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور میجر رمود رکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

”میجر رمود! کیا وہ ایجنٹ زیرو زیرو فائن“۔ ہ بلیک زیرو نے چوک کر پوچھا۔

”اس ظاہر!۔“ وجی زیرو زیرو فائن۔ لیکن اب میں اس کو زیرو زیرو ٹین کرنے کا سوچ رہا ہوں۔ اس طرح ایک تو اس کی ترقی ہو جائے گی۔۔۔ دوسرا کم از کم ایک زیرو کا اور اضافہ ہو جائے گا۔ یعنی زیرو زیرو زیرو ون جی پڑ جائے گا۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”وہ تو انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے۔ کیا وہ پروفیسر بار کی کسلسے میں یہاں آیا ہے۔“ بلیک زیرو نے پوچھا اور عمران نے لیڈی ظاہرہ کی فلیٹ میں آمد سے یکسر میجر رمود تک نگرانی کی تفصیلات بلیک زیرو

کو بتا دیں۔

”اوہ!۔ اس کا مطلب ہے کہ لیڈی ظاہرہ اس کی ساتھی ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ارے ہاں!۔ مجھے تو خیال ہی نہیں آیا۔ اس کی بھی نگرانی ہونی چاہیے تھی۔ اور اس کے لئے تجزیہ سب سے مناسب رہتا۔ لیکن جھوٹے شکیل کو کہہ دو۔ وہ شریف آدمی ہے۔ ظاہرہ اس کے ہاتھوں ظاہرہ ہی رہے گی۔ ظاہرہ بن سکے گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اختیار ہنس پڑا۔ ظاہرہ ہے عمران نے اس کے نام کو استعمال کر کے خوبصورت چوٹ کی تھی۔

”کہاں رہتی ہے یہ ظاہرہ“۔ ہ بلیک زیرو نے ٹیلیفون کے پیور پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

”ارے پتہ تو میں نے پوچھا ہی نہیں۔ وہ تو صفدر کو معلوم ہوگا۔ چھوٹو۔ ظاہرہ کی موجودگی میں ظاہرہ کی کیا ضرورت ہے۔ خواہ مخواہ ایک حرف کا بوجھ اٹھاتے پھرں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تھوڑی دیر بعد وہ ایک فائل اٹھائے واپس آیا۔ اس فائل پر زیرو فائن اور بمگنا زیہ کے لفظ نمایاں طور پر نظر آرہے تھے۔“ آپ پروفیسر بار کی کی برآمدگی کے لئے کچھ نہیں کر رہے۔“ ہ بلیک زیرو نے اس کے کرسی پر بیٹھتی جی کہا۔

”جہاں تک میرا خیال ہے میجر رمود تک پروفیسر بار کی کے اغوا کی تلاش پہنچے گی۔“ اس کے بعد کوئی لائن آف ایکشن ملے گی۔ عمران

عمران چونک پڑا۔

”کیا کوئی نئی مملکت فتح کر لی ہے۔ جو اتنا جوش سے لہجے میں
عمران نے مسکراتے ہوئے اپنی اصل آواز میں کہا۔

”اودہ عمران بیٹے!۔ اہمائی جیت اچھن خبر ہے۔ پروفیسر بارکی
کوفاشن کا کوئی کی ایک کو مٹھی سے براہد کر لیا گیا ہے۔ سلطان
نے کہا اور پھر انہوں نے تفصیل سے بتایا کہ سپیشل ایجنسی کے کرنل
اسلم نے اپنے طور پر کوشش کی اور اُسے اطلاع ملی کہ پروفیسر بارکی کو
افشاں کا کوئی مٹی رکھا گیا ہے۔ چونکہ صدر مملکت نے اُسے اور سپیشل ایجنسی
کو معطل کر دیا تھا۔ اس لئے اس نے سیکرٹری و فیض کونسل راجست
سے رابطہ قائم کر کے اس کو بھی پر جس کا تعلق بلگانہ کے سفارت خانے
سے تھا۔ ریڈی اتھارٹی حاصل کر کے چھاپا مارا اور وہاں سے پروفیسر
بارکی کو بھونٹنے کے عالم میں براہد کر لیا گیا۔ وہاں سے ایک لڑکی اور
تین افراد کو بھی گرفتار لیا گیا ہے جن میں سے ایک زخمی ہے۔ سیکرٹری

نے صدر مملکت کو اطلاع دی جس پر سردار صاحب کے احکامات پر
پروفیسر بارکی کو فوری طور پر دوبارہ لیبارٹری پہنچا دیا گیا۔ سپیشل ایجنسی
نواس کا زلے کی وجہ سے دوبارہ بحال کر دیا گیا ہے۔ لیکن صدر مملکت
نے احکامات جاری کئے ہیں کہ اب پروفیسر بارکی کی حفاظت سیکرٹ
مردن ہی کرے گی جب تک ہمارا مولا مکمل نہیں ہو جاتا۔ چنانچہ میں
نے اس سے تمہیں اطلاع دی ہے کہ تم لیبارٹری کی حفاظت کما
تھام سنبھال لو۔ وہاں احکامات مجھوا دیئے گئے ہیں۔

”جو آدمی کو مٹھی سے گرفتار نہ دے میں۔ وہاں ہاں میں۔“

نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور فائل کھول کر پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔
”اگر میجر ریوڈ اس اغوا میں موثر ہوتا تو پھر اُسے اس لیبارٹری
کا پتہ پوچھنے کی کیا ضرورت تھی جس میں پروفیسر بارکی کو رکھا گیا تھا۔
چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے چونک
کر فائل بند کر دی۔

”اودہ!۔ تمہاری بات بھی درست ہے۔ مجھے تو اس کا خیال
نہیں آیا۔ واقعی اگر میجر ریوڈ اس اغوا میں موثر ہوتا تو پھر اُسے
لیبارٹری کا پتہ پوچھنے کی ضرورت نہ تھی۔ تو پھر یہ میجر صولت
کس کے لئے کام کر رہا تھا۔“ عمران نے فائل میز پر رکھتے ہوئے کہا
”پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میجر صولت و ٹمنوں کا آدمی نہ ہو۔ بلکہ
اُسے مجھے ساتھ ہی اغوا کر لیا گیا ہو۔“ اور محرموں نے صرف معاف
ڈالنے کے لئے اس کی یونیفارم کی قمیض اتار کر جیب میں ڈال دی
”ہو۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں!۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ دوسری پارٹی کو لینی
ہو سکتی ہے۔“ عمران نے تڑپاتے ہوئے کہا اور کمرے میں چند
لمحوں کے لئے خاموشی طاری ہو گئی۔ دونوں شاید اس بارے میں سوچنے
میں مصروف تھے کہ اچانک میز پر بڑے موٹے ٹیڈیفون کی گھنٹی بج اٹھی
عمران نے اُٹھ کر ریسیور اٹھا لیا۔

”اکیس تو۔“ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے سر سلطان کی
آواز سنائی دی۔ ان کے لہجے میں عجیب سا جوش تھا جس کی وجہ سے

نے پوچھا۔

"وہ مٹری انٹیلی جنس کی تحویل میں ہیں۔ وہ ان سے پوچھ گچھ کرتے رہیں گے۔" سر سلطان نے جواب دیا۔
 "انہیں بھی ہمارے چارج میں ہونا چاہیے۔ تاکہ اس سازش کا پتہ لگا جاسکے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 "ٹھیک ہے۔ میں مٹری انٹیلی جنس کے چیف کو احکامات بھجوا دیتا ہوں۔ تم اپنے آدمی بھیج کر انہیں اپنے چارج میں لے لینا۔ لیکن عمران پلیر! اب پرو فیئر باکی کو کسی صورت میں اغوا نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ہمارے ملک کے مفاد کے لئے انتہائی ضروری ہے۔" سر سلطان نے کہا۔

"میں اسے اغوا پر وف بنا دوں گا۔ میرے پاس ایسا فارمولا موجود ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "اوکے۔" دوسری طرف سے سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔
 اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
 جنوٹا میں ٹائپس فٹش۔ پرو فیئر باکی اغوا بھی ہوا۔ برآمد بھی کر لیا گیا۔ اور ہم یہاں بیٹھے سوچتے ہی رہ گئے۔ عمران نے چسکی سی منہنی ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک با۔
 پیر مائنسٹیک کا بین آن کر دیا۔ لیکن بین آن کرنے سے پہلے اس نے جولیا کی فریجیٹری اس پریسٹ کی۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ صفدر اپنی کار چھوڑ کر جولیا کی کار میں آ گیا ہو گا۔
 "بیلو۔ بیلو۔ ایکسٹو کالنگ۔" اور۔ عمران نے مخصوص

لہجے میں کہا۔

"لیس سر! جولیا انڈنگ۔" اور۔ "دوسری طرف سے چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

"کیا پوزیشن ہے۔" اور۔ "۶ عمران نے پوچھا۔
 "سر!۔ ہم یہاں پہنچ چکے ہیں۔ صفدر میک آپ میں میرے ساتھ موجود ہے۔ کوئی بھی آدمی کو بھی سے باہر نہیں نکلا۔ اور۔" جولیا نے کہا۔
 "کو بھی کی عیبی طرف سے بھی کسی کو گمرانی کے لئے بھیجا ہے۔ اور۔" عمران نے پوچھا۔

"لیسر!۔" تویر عیبی طرف موجود ہے۔ اور۔ جولیا نے جواب دینے لگے۔
 "نصفدر سے کہو کہ وہ کو بھی کے ٹیلیفون کو ٹیپ کرنے کا بندوبست کرے۔ اس کے بار میں سامان موجود ہو گا۔ اور۔" عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"لیس باس!۔" میری کار میں سامان موجود ہے۔ میں ابھی ٹیپ کر دیتا ہوں۔ اور۔ اس بار صفدر کی آواز سنائی دی۔
 ٹیلیفون ٹیپ کرنے کے بعد تم واپس اپنے فیکٹ میں چلے جاؤ۔ جولیا اور تویر وہیں رہیں گے۔ وہاں تمہیں نئی ہدایات دیں گا۔ سوور اینڈ آل۔" عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
 "میرے خیال میں اب لیڈا مٹری کی حفاظت کے لئے کیا بین ٹیکن۔" نصفدر۔ نعمانی اور چوہان کو رنج دیا جیسے۔ کرنی تو وہاں گمرانی ہی ہے

اور تو کچھ نہیں کرنا۔" عمران ٹرانسمیٹر آف کر۔ مے ہوئے بلیک زیرو
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! وہاں تو صرف نگرانی ہی ہوگی۔ لیکن اس میجر ریوڈ
کا کیا کرنا ہے۔" بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کرن کیا ہے۔" بس نگرانی کرتے رہیں گے جب یہ پیریز سے
نکلے گا تو قیقنی لگا دیں گے۔" عمران نے براہ منہ نائے ہوئے
کہا۔ اس کے چہرے پر بنیاری کے آثار نمایاں تھے کیونکہ یہ شکیں ایسا
بن گیا تھا جس میں سوائے بریت کے اور کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ میجر ریوڈ لازماً پروفیسر بارکی کو اغوا کرنے کے لئے
آیا ہوگا۔" تو اب وہ لازماً لیبارٹری پر ہلہ بول دے گا۔" بلیک زیرو
نے کہا۔

"لیبارٹری کے انفصالات اس قدر سخت ہیں کہ میجر ریوڈ وہاں کچھ
نہیں کر سکتا۔ یہ تو میجر صولت کی وجہ سے پروفیسر بارکی نکل گیا تھا۔
عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ اس بار بھی کوئی ایسا ہی چکر چلائے۔"

بلیک زیرو نے کہا۔
"نہیں! میں اس کی فطرت جانتا ہوں۔ وہ ڈی ایجنٹ
ہے اور ایسے ایجنٹ براہ راست وار کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔
بس ٹھٹھا، ٹھٹھا اور ٹھٹس۔" جاسوسی ان کے بس کاروگ نہیں ہوتا۔
اس لئے اگر میجر ریوڈ نے ہلہ بول دیا تو بس وہ یہ کرے گا کہ اسکو لیکر
لیبارٹری پر ٹوٹ پڑے گا۔ لیکن لیبارٹری میں داخلہ ناممکن ہے۔

بس باہر لڑھکھڑ کر رہ جائے گا اور اس کے لئے صفدر اور کیپٹن شکیں
کافی ہیں۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی۔ عمران نے چونک کر ٹرانسمیٹر
کا ہٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ صفدر کا لنگ۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر
کی آواز سنائی دی۔

"ایکٹو۔ اور۔" عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سرا۔ کو مٹی خالی پڑی ہوئی ہے۔ میں ٹیلیفون ٹپ کرنے

کے لئے جب کھبے پر چڑھا تو مجھے اندر دنی صورت حال دیکھ کر خشک ہوا۔

جس پر میں اور نویر اندر گئے تو کو مٹی خالی پڑی ہے۔ وہاں کوئی

آدی موجود نہیں ہے۔ سبھانے وہ کب اور کہاں سے نکل گئے ہیں۔

اور۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر نے جواب دیا، اس کا لہجہ سہما

ہوا تھا۔ جیسے اُسے خطہ ہمرکا ایکٹو ہے اس کو تا ہی پر جھاڑ پلانے کا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ نویر کے عقب میں پہنچنے سے پہلے ہی

نکل گئے تھے۔" ٹھٹک ہے، تم سب والیں اپنے اپنے فلیٹوں میں

پہنچو۔ اور انڈیا آل۔" عمران نے کہا، اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

اس کی آنکھوں میں چمک اٹھی آتی معنی اور چہرے پر موجود بنیاری کی گرد

جیسے بکھرت چھٹ گئی تھی۔

تو جناب بلیک زیرو صاحب!۔ اب زیرو جنگ شروع ہونے

والی ہے۔ تیار ہو جاؤ۔" عمران نے مکرانے ہوئے کہا۔

"زیرو جنگ کیا مطلب۔" بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

یاد تم کبھی کبھی تو واقعی اصل بلیک زیرو بن جاتے ہو۔ بلیک زیرو
بمقابلہ زیرو زرد نشان۔ زیرو جنگ ہی تو ہو گی اور کیا ہو گا۔
عمران نے کہا۔

اچھا ٹھیک ہے۔ بلیک زیرو نے جنتے ہوئے کہا۔
اب مجھے خود لیبارٹری جانا پڑے گا۔ تاکہ میجر ہمد کا شاندار
شایان شان استقبال کیا جاسکے۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے
ہوئے کہا۔
وہ شادی جو کوکھٹی سے پکڑے گئے ہیں۔ ان کا کیا کرنا ہے۔

بلیک زیرو نے پوچھا۔
ارے ہاں!۔ انہیں تو میں بھول ہی گیا تھا۔ انہیں یہاں لانے
کی بجائے میرے خیال میں وہیں جاکر ان سے پوچھ گچھ کر لی جاتے تاکہ اگر
وہ کام کے ہوں تو انہیں یہاں لایا جاسے۔ ورنہ نہیں۔ ٹھیک ہے۔
تم باقی ٹیم کو لیبارٹری بھیجا دو۔ میں کیپٹن شکیل کو ساتھ لے کر مری اسپتال
چلا جاتا ہوں۔ تم جیت کر بطور ایکٹو ہماری آمد کی اطلاع دے دینا۔
دینے تو وہ میرا بھی ذاتی واقعہ ہے۔ پھر بھی تمہاری طرف سے اطلاع
اچھی ہے۔ عمران نے کہا اور ہرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

میجر ہمد کو کمرے میں بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ وہ بار بار
مغصیاں پھینچتا اور پھر ایک ہاتھ کی مٹھی زور سے دوسرے ہاتھ پر مارتا۔
اسی لمحے دروازہ کھلا اور توفیق کمرے میں داخل ہوا۔ وہ مفت می
ٹھیک آپ میں تھا۔

کیا ہوا۔؟ کچھ پتہ چلا۔؟ ہمد نے چوک کر توفیق سے
قلب نوکر پوچھا۔

نہیں سر! میں نے ساری تفصیلات کا پتہ چلا لیا ہے۔ افشاں
ہونی کی کوکھٹی برائٹی سپیشل ایجنسی نے حجاب مارا ہے۔ تحقیقات
سے پتہ چلا ہے کہ ان کا ایک آفیسر جو کہ کرنل کی دروی میں تھا اس نے
یشی طاہرہ کی کار اندر جانے کے بعد ایک کیفے سے فون کیا۔ اس
بعد مٹری کی جیسپس اور ایک کار جس پر مرکزی حکومت کا فلیگ تھا
انہیں نہیں۔ اس وقت تک کیپٹن طارق بھی کوکھٹی کے اندر جا چکا

لیکن باس!۔۔۔ وہ تو بہت بڑی چھاؤنی ہے اور ہمیں ملٹی ٹینک کی عمارت تک پہنچنے سے پہلے ہی گھیر لیا جائے گا۔۔۔ توفیق نے پریشان لہجے میں کہا۔

کچھ بھی ہو۔ اب مجھ سے مزید برداشت نہیں ہوتا۔ میں یہاں کمرے میں بیٹھ کر صرف رپورٹیں سننے کا عادی نہیں ہوں۔ اس لئے جو بھی ہوگا، دیکھنا چاہئے گا۔۔۔ برمودو نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

میری ایک تجویز ہے۔ اگر آپ اس پر غور کر لیں۔۔۔ توفیق نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

ہاں کہو۔۔۔ برمودو نے چونکتے ہوئے کہا۔

میں نے ملٹی انٹر لوٹ کا ایک راولڈ لگایا ہے۔ وہاں ہڑی چھاؤنی کے سیل کا پٹر موجود ہیں۔ اگر ہم وہاں سے ایک میل کا پٹر اڑالیں تو اس کے پائلٹ سے معلومات کر کے ہم یہاں ہڑی انٹیلی جنس کی عمارت میں آ سکتے ہیں۔ اور پھر وہاں سے ٹیڈی طاہرہ اور کیپٹن طارق کو پہلی کا پٹر کے ذریعے واپس لایا جاسکتا ہے۔۔۔ ہمارے ساتھی کار نے کسی بھی جگہ قہر سکتے ہیں جہاں لہجہ ملی کا پٹر اتار کر بذریعہ کار یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ توفیق نے کہا۔

دہری گتہ!۔۔۔ یہ اور بھی اچھی تجویز ہے۔۔۔ ڈراماٹر اور چھاؤنی نقشہ نگار!۔۔۔ ابھی سب کچھ طے کر لیتے ہیں۔۔۔ میجر برمودو نے جوش لہجے میں کہا، اور توفیق نے جلدی سے میز کی دواز سے ایک لفٹ نکالا اور اسے میز پر بچھا دیا۔

تھا۔۔۔ وہاں انہوں نے ریڈ کیا چونکہ اس کو مٹی میں مسلح افراد موجود نہ تھے۔ صرف کیپٹن طارق نے متبادل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ زخمی ہو کر گر پڑا اور تھن خانے سے پرو فیسر بار کی کو برآمد کر لیا گیا اس کے بعد پرو فیسر بار کی کو واپس لیڈر ٹری پہنچا دیا گیا۔ جبکہ باقی گرفتار شدگان کو ملٹی انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر لے جایا گیا۔ کیپٹن طارق ملٹی انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ہے۔ جبکہ لیڈی طاہرہ اور اس کو مٹی میں موجود دو افراد ملٹی انٹیلی جنس کی قید میں ہیں۔۔۔ منہارت خانے نے اس کو مٹی سے سرکاری طور پر لاتعلقی کا اظہار کر دیا۔۔۔ تاکہ ان پر کوئی حرف نہ آئے۔۔۔ میں نے ملٹی انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر کے متعلق بھی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ یہ شہر کے شمال حصے میں واقع چھاؤنی کے اندر خاکی رنگ کی ایک بڑی عمارت ہے۔ توفیق نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

تو پرو فیسر بار کی واپس لیڈر ٹری پہنچ گیا ہے اور اس وقت غلطی یہ ہوئی کہ کیپٹن طارق سے لیڈر ٹری کا مکمل وقوع اور تفصیلات معلوم نہ کی جاسکیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اب ہمیں پہلے کیپٹن طارق اور لیڈر طاہرہ کو چھڑانا ہوگا۔ تب ہی ہم لیڈر ٹری پر چھاپہ مار سکتے ہیں۔۔۔ میجر برمودو نے کہا۔

لیس سرا۔۔۔ اس کے بغیر طاہرہ بھی نہیں۔۔۔ توفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوکے!۔۔۔ تم انے سامتیوں کو تیار کرو۔ تمام فوجی دروایاں۔۔۔ لیں۔ ہم براہ راست انٹین کریں گے۔۔۔ برمودو نے فیصلہ کن

یہ ہے جھاؤنی۔ اور یہ عمارت ملری ایشلی جنس کی ہے۔
توفیق نے نقشے پر ایک بگڑا انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

ملری ایر لوٹ کہاں ہے۔۔۔ ہر موڈ نہ پوچھا۔
”یہ ہے۔ اور اس کے لئے جیسے اس راستے سے پہلے
جھاؤنی میں داخل ہونا ہوگا۔ تب ہی یہ ایر لوٹ نزدیک ترین
پڑے گا۔“ توفیق نے کہا۔

گڈ۔ پھر اوپر جھیل اور کھیت پھیلے ہوئے ہیں۔ یہاں کسی
بھی بگڑے میلے کا پڑا مارا جاسکتا ہے۔ ٹھیک ہے یہ پرانا زرخیز
ٹھیک رہے گا۔ تم اپنے ساتھیوں کو اچھی طرح سمجھا دو کہ وہ
وہاں دو کاریں لے کر پہنچ جائیں۔ نئے لباس اور میک اپ کا
سامان بھی ساتھ لے جائیں۔ میں اور تم لکڑی طاہرہ اور کیپٹن
طارق کو نکال کر یہاں پہنچیں گے اور پھر یہاں سے تم علیحدہ علیحدہ
کاروں میں واپس اپنی اس سی رائٹنگ گاہ میں پہنچ جائیں گے۔ ویسے
تم نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ جاری یہ رائٹنگ گاہ تو سیکرٹ سروس
کی نظروں میں نہیں ہے۔ ہر میجر ریوڈ نے کہا۔

لیس ہاں! میں نے اچھی طرح چیک کر لیا تھا۔ جب
ہم وہاں سے نکلے تھے۔ تب بھی وہاں صرف وہی نصف راستے
کے رُخ موجود تھا۔ اُسے پتہ بھی نہیں چلا کہ ہم کب وہاں سے نکل
گئے۔ اب یہاں بھی چیک کر لیا گیا ہے۔ لائن بالکل کیڑ ہے۔
توفیق نے کہا۔

اور کہ! پھر میں لباس بدلتا ہوں۔ تم بھی لباس وغیرہ بدل

لو۔ اور اپنے ساتھیوں کو اچھی طرح تیار کر لو۔ وہاں کاروں میں
دو افراد ہونے چاہئیں۔ باقی یہاں رہیں گے۔ ان کے پاس سپیشل
ریوڈ ٹرائیڈر ہوں گے۔ تاکہ ایر جنسی میں کام آسکیں۔ ہر موڈ
نے مکمل ہدایات دیتے ہوئے کہا اور توفیق جب سر ہلاتا ہوا باہر
نکل گیا تو میجر ریوڈ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے قدموں
میں بے پناہ مستعدی تھی جیسے اُسے کسی قید سے رہائی ملنے والی ہو۔
تھوڑی دیر بعد جب میجر ریوڈ ڈریسنگ روم سے باہر نکلا تو وہ
میجر کی وردی میں تھا۔ یونیفارم کے اندر اس نے مخصوص جیکٹ پہن
لی تھی جس میں برقم کا جدید نمبر ساڑھیں چھوٹا اسلحہ موجود تھا۔ مقامی
میک اپ کے چمچر جہرے رنگ لگانے کے بعد اب اسے میجر ریوڈ کے
کے لحاظ سے نہ پہچانا جاسکتا تھا۔

اسی لمحے توفیق اندر داخل ہوا۔ وہ بھی کیپٹن کی وردی میں ملبوس
تھا۔ اور مکمل طور پر تیار تھا۔

سب تیار ہیں سر۔ توفیق نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور کہ۔ آؤ۔ میجر ریوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور
پھر چند لمحوں بعد وہ ایک نیلے رنگ کی کار میں بیٹھ کر مٹی سے نکلے
اور تیزی سے ایر لوٹ سے ملحقہ علاقے کی طرف بڑھنے لگے۔
توفیق فوراً رنگ سیٹ پر تھا جب کہ میجر ریوڈ ساتھ والی سیٹ پر
اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔

مختلف منزلوں سے گزرنے کے بعد توفیق کار کو جھاؤنی کی سائیڈ
روڈ سے گذارتا ہوا اس کے عقب میں لے گیا۔ اور پھر انہیں دور سے

چیک پوسٹ نظر آنے لگی۔
 "میرا نام میجر ظفر ہے۔ تم کیپٹن توفیق ہی رہو گے۔" پرود
 نے چیک پوسٹ دیکھتے ہی سنبھل کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور توفیق نے
 سر ہلادیا۔

چند ہی لمحوں بعد کارچیک پوسٹ کے ہرڈل راڈ کے سامنے
 پہنچ کر رُک گئی۔ وہاں موجود ایک کیپٹن اور دو سپاہی تیزی سے
 کار کی طرف بڑھے۔

"کیپٹن! — ہم پیش ڈیوٹی پر ہیں۔ اسٹانڈاپ سیکرٹ سکی
 مشن۔" پرود نے بڑے باوقار اور حکمانہ لہجے میں قریب آتے
 ہوئے کیپٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پاس سر۔" کیپٹن نے پھرتی سے سیوٹ مارتے ہوئے کہا۔
 "نوپاس — آئی سے۔ اسٹانڈاپ سیکرٹ سکی مشن۔"
 پرود نے سخت لہجے میں کہا۔

"نام سر! — تاکہ جبر میں اندراج کیا جاسکے۔" کیپٹن نے
 ہچکچاتے ہوئے کہا۔

میجر ظفر اور کیپٹن توفیق آف آرٹری — اس کے سکی مشن ٹاپ
 سیکرٹ کھ دینا۔ پرود نے جواب دیا اور کیپٹن نے سر ہلادیا
 ہوئے سیوٹ کیا اور ساتھ ہی اس نے ہرڈل راڈ بٹانے کا اشارہ کیا
 ہرڈل راڈ اٹھتے ہی توفیق نے کار آگے بڑھا دی اور کیپٹن تیزی سے
 سائیڈ کیمن کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ سکی مشن کیا ہوا سر۔" توفیق نے ایرپورٹ کی طرف

جاتے ہوئے ہنس کر کہا۔

"یہ پاکستان کی فٹری کا سپیشل کوڈ ہے۔ ٹاپ سیکرٹ مشنز
 کے لئے انہوں نے یہی جنرل کوڈ رکھا ہوا ہے۔" میجر پرود
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

چند لمحوں بعد ان کی کار ایرپورٹ کی حدود میں داخل ہو گئی۔
 "وہ سامنے رن وے پر ایک ہیلی کاپٹر موجود ہے۔" کار
 سیدھی وہیں لے جاؤ۔ ورنہ ہم بے چکر میں چھنس جائیں گے۔"
 میجر پرود نے کہا۔

اور توفیق نے سر ہلادیا ہوئے کار کو سائیڈ گیٹ کی طرف
 موڑ دیا۔ سائیڈ گیٹ پر ایک مسلح سپاہی موجود تھا۔ لیکن گیٹ کھلا ہوا
 تھا۔ سپاہی نے یہ سمجھا کہ کار گیٹ کے پاس آ کر رُک جائے گی۔
 لیکن توفیق کار آگے بڑھاتا گیا۔

"ٹاپ سیکرٹ سکی مشن۔" میجر پرود نے سپاہی کے قریب
 سے گزرتے ہوئے اپنے منہ سے حکمانہ لہجے میں کہا اور سپاہی بے اختیار
 سیوٹ مار کر رہ گیا۔

میجر پرود چونکہ ڈی ایجنٹ تھا اس لئے اُسے فوجیوں کی لفٹ
 اور طریقہ کار کا بھی اچھی طرح علم تھا۔

گیٹ کراس کرتے ہی توفیق نے کار کی رفتار پچھت تیز کر دی
 کیونکہ اب یہاں سے ہی ان کا اصل مشن شروع ہوتا تھا۔

چند ہی لمحوں میں وہ ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ گئے۔ ہیلی کاپٹر
 کا پتلا چل رہا تھا۔ وہ شاید پرواز کے لئے تیار تھا۔ لیکن پائٹ

اس طرح کار کو تیز رفتاری سے اپنی طرف آتے دیکھ کر رک گیا تھا۔
توفیق نے جیسے ہی کار روکی۔ میجر رموڈ تیزی سے دروازہ
کھول کر باہر نکلا اور پھر اچھل کر ہیلی کاپٹر کی پچھلی سیٹ پر چڑھ
گیا۔ اس کے انداز میں بے حد تیزی تھی۔
”سر آپ“ پائلٹ نے حیرت بھرے انداز میں ٹرکر میجر رموڈ
کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
مگر دوسرے لمحے کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی پائلٹ کے
منہ سے اودھ کی آواز نکلی اور وہ ہیملٹ سمیت آگے مشینری سے
جاکھڑا ہوا۔ گردن کی پشت کے پچھلے حصے میں بڑے والی ایک ہی
ٹوہری قوت سے مخصوص ضرب نے اسے ہوش و حواس سے غاری
کر دیا تھا۔

اسی لمحے توفیق بھی ہیلی کاپٹر پر چڑھ آیا۔ میجر رموڈ نے انتہائی
پھرتی سے پائلٹ کا ہیملٹ اتارا۔ ہلیٹ کھولی اور دوسرے لمحے
اسے اٹھا کر سمیسی سیٹوں پر پٹختے دیا۔ اور اچھل کر اس کی سیٹ پر بیٹھ
گیا۔ توفیق نے جلدی سے سائیڈ سیٹ سنبھال لی۔

”ہیلو۔ ہیلو۔“ ارجی سی مٹری زیر و دون! — یہ کار کس کی ہے
اور کون لوگ اور پر چڑھے ہیں۔ اور — اچانک ہیلی کاپٹر کے
ٹرینسٹور سے ایک تیز آواز نکلی۔

”ارجی سی مٹری زیر و دون! انڈنگ — میجر ظفر اودھ کیپٹن توفیق آں
سپیشل ڈیوٹی ایمر جنسی ٹاپ سیکرٹ سکریٹن میں ہیں۔ اور —“ رموڈ
نے تیز لہجے میں جواب دیا۔ ساتھ ہی اس نے ہیملٹ سر پر چڑھالیا۔

”کون میجر ظفر اودھ کیپٹن توفیق — کیڈاشن — تفصیل بتاؤ۔ اور —“
دوسری طرف سے انتہائی کمرخت لہجے میں کہا گیا۔ لیکن میجر رموڈ نے
بغیر کوئی جواب دیئے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا۔
”ہیلی کاپٹر نیچے آتا رہے کون لوگ ہو تم — فوراً نیچے آنا رہے۔ ورنہ
ہٹ کر دیئے جاؤ گے۔ اور —“ دوسری طرف سے بولنے والا ترقی
درج چہنچنے لگا۔ لیکن میجر رموڈ کوئی جواب دیئے بغیر ہیلی کاپٹر کو انتہائی
تیز رفتاری سے اڑاتا ہوا غلطی ایٹلی جنس کی عمارت کی طرف لے گیا۔
اس کے ذہن میں نقشہ موجود تھا۔ اور چند ہی لمحوں بعد وہ اس خانہ گرجہ
کی عمارت کے اوپر پہنچ گیا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے ہیلی کاپٹر کو
پس کے مین گیٹ کے سامنے وسیع میدان میں اتارتے ہوئے توفیق سے
جھانک بھڑک رہا۔

”تم ہیلی کاپٹر میں ہی رہو گے۔ صرف میں اندر جاؤں گا۔“
میجر رموڈ نے کہا اور پھر ہیلی کاپٹر کو میدان میں اتار دیا۔

یہ لگی ڈنڈا ٹیم کے کیپٹن بنے ہوئے ہیں۔ بات تو ایک ہی ہے
بندوں والے کیپٹن نہ سہی۔ ڈنڈے والے سہی۔ اور لگی اور
بروالو میں مہی مناسبٹ ٹوہنڈی جاسکتی ہے۔ عمران کی زبان
پتل پٹری تھی۔

تمہاری زبان کبھی رگے گی مہی۔ پتہ نہیں کتنی تو اُمّی اللہ تعالیٰ
نے اس میں بھردی ہے۔ کرنل بختیار نے منبتے ہوئے کہا۔ اور
پھر انہیں لئے ہوئے اپنے دفتر میں آگیا۔

واہ! بڑا اٹھا مٹھ وار دفتر بنا رکھا ہے۔ ایک عمارت جیٹ
ہے جو ہمیں فلیٹوں کی ریڑھیاں چڑھا چڑھا کر مار ڈالتا ہے۔ عمران
نے دفتر کی شان و شوکت دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ مہیں سمارٹ رکھنا چاہتا ہے۔ بہر حال تم ان قیدیوں سے
کیا معلوم کرنا چاہتے ہو۔“ کرنل بختیار نے اصل موضوع پر
آتے ہوئے کہا۔

”میں نے سنا ہے کہ انہیں مونگ کی وال اور مچھلی کی فرنی کی ترکیب
آتی ہیں۔ اور میں آج کل کھانے پکانے کے سینڈ لین پاتے جانے
والے نسخوں پر کتاب لکھ رہا ہوں۔“ عمران نے بڑے سادہ
سے لہجے میں کہا۔

”ادہ اچھا۔“ واقعی میرا سوال غلط تھا۔ بہر حال تم ان سے
مہاں ملنا چاہو گے۔ یا گارڈ روم میں جاؤ گے۔ کرنل بختیار
نے بخیدہ لہجے میں کہا۔

”نیکن ان میں سے ایک تو ہسپتال میں ہو گا۔“ عمران نے پوچھا۔

عمران نے کار ملٹری انشٹی جنس کے ہیڈ کوارٹر کے وسیع پورچ
میں روکی۔ وہاں پہلے سے کئی بیسپن کھڑی تھیں اور پھر ساتھ ہی گئے ہوئے
کیپٹن شکیل کو نیچے اترنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ دروازہ کھول کر
نیچے اتر آیا۔

پھر جیسے ہی وہ دونوں ریڑھیاں چڑھ کر بارڈے میں پہنچے ملٹری
انشٹی جنس کا سینڈ جیٹ کرنل بختیار تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔
ارے اصل بختیار! تم تو اب بوڑھے ہو گئے ہو۔“ عمران
نے کرنل بختیار کو دیکھتے ہی کہا۔

”جب سے تم جیسے بوڑھے جوان ہونے لگے ہیں۔ ہمیں بوڑھا
ہونا پڑا ہے۔“ کرنل بختیار نے منبتے ہوئے جواب دیا۔ عمران
اور کرنل بختیار کے درمیان خاصی بے تکلفی تھی۔

”یہ میرے ساتھی کیپٹن جمیل ہیں۔ پہلے ملٹری کے کیپٹن تھے اب

"نہیں! ابھی ایک گھنٹہ پہلے وہ ٹھیک ہو کر گاڑوم میں پہنچ گیا ہے۔ اب وہ چاروں گاڑوم میں ہیں"۔ کرنل بختیار نے جواب دیا۔
 "ان سے کچھ پوچھ گچھ کی گئی ہے۔ ابھی صرف مہمان نوازی کا ہی رد ہے"۔ بہ عمران نے کہا۔

"نہیں! اس رنجی کا انتظار تھا۔ اس لئے ابھی کچھ نہیں پوچھا گیا"۔ کرنل بختیار نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! پھر ان چاروں کو یہیں بلاؤ۔ پس دو تیار باتیں ہی کر دیں گا"۔ عمران نے کہا اور کرنل بختیار مے سر ہلاتے ہوئے میز پر رکھے ہوئے انشراکام کا بیٹن دبا دیا۔ اور پھر قیدیوں کو دفتر میں سے آئے کی ہدایات دینے لگا۔

"اچھا اب بتاؤ کیا بیٹو تھے"۔ کرنل بختیار نے انشراکام کا بیٹن آٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارے پاس تو اب مشروب بڑھا چاہی ہوگا۔ مشروب جوانی تو تم ختم کر چکے ہو گے"۔ عمران نے کہا۔

"اچھا تو اب تمہیں بھی مشروب جوانی پینے کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ کرنل بختیار نے کہا۔

"ارے وہ تو میں کیپٹن جمیل کے لئے منگوا رہا تھا"۔ میرے لئے صرف مشروب ہی کافی ہے۔ تم تو جانتے ہو کہ ڈیڑی کی پشاور چیل کے نیچے مارا رسول لگا ہوتا ہے جو ٹوٹنے میں ہی نہیں آتا۔ عمران نے جلدی سے کہا اور کرنل بختیار قہقہہ مار کر منہس پڑا۔

کرنل بختیار نے انشراکام کا بیٹن دبا دیا اور کوک لانے کے لئے کہا۔ میرا اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور بات کرتا۔ اچانک باہر برآمدے میں بجھوت تیز فائرنگ اور چیخوں کی آوازیں ابھریں۔ اس کے ساتھ ہی بے تحاشا دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

"ارے یہ کیا ہوا"۔ کرنل بختیار کے ساتھ ساتھ عمران اور کیپٹن شکیل بھی چونک پڑے۔ اور دوسرے لمحے عمران کبھی کی سی تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف لپکا۔

مگر اسی لمحے فائرنگ کی تیز آوازیں ایک بار پھر ابھریں اور اس بد بند دروازے سے گولیاں ٹکرائی گئیں اور آوازیں سنائی دیں اور عمران بھگت بھگت کر بھاگ گیا۔ کیونکہ اس طرح گولیوں کی بارش میں اچانک بھڑکنے کا نتیجہ غلط ہی نکل سکتا تھا۔

چند لمحوں بعد دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں دروازے کے سلفے سے ہو کر آگے جاتی سنائی دیں تو عمران نے جھپٹ کر دروازہ کھولا اور پھر عمران کیپٹن شکیل اور کرنل بختیار کیے بعد دنگے کھلی کی سی تیزی سے باہر نکلے۔ کمرے کے پیچھے راہداری میں دو آدمی اور دو فوجیوں کی دھمکی پڑی ہوئی تھیں جب کہ کئی فوجی بے تحاشا انداز میں آگے کی طرف دوڑتے ہوئے جا رہے تھے۔

کہا ہوا کیا ہوا"۔ کرنل بختیار نے باہر نکلتے ہی پچھتے ہوئے کہا۔

سرا۔ قیدیوں کو آپ کے کمرے میں لایا جا رہا تھا کہ ایک فوجی راہداری میں چل رہا تھا اس نے کبھی کی سی تیزی سے۔ یہ تو انکال

میلی کا پٹر کا رخ تھا۔

پوری چھاؤنی میں خطرے کے سائرن بج رہے تھے۔ میلی کا پٹر ابھی تک عمران کی نظروں میں تھا۔ لیکن ظاہر ہے اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔ اس نے وہ لمحہ بہ لمحہ دور ہوتا جا رہا تھا۔

ابھی عمران چھاؤنی کی حد سے باہر نہ نکل پایا تھا کہ اس نے چار جنگی جہازوں کی دھماکہ خیز آوازیں سنیں اور دوسرے لمحے چاروں جہازوں نے فضا میں اڑتے ہوئے میلی کا پٹر کو گھیرے میں لے لیا اور عمران نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ ایک سڑک پر مڑتے ہی ایک بڑی عمارت کے سامنے آجانے کی وجہ سے میلی کا پٹر اور جنگی جہاز اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تھے۔ لیکن جنگی جہازوں کی تھر تھراہٹ کی آوازیں فضا میں ویسے ہی ارتعاش پیدا کر رہی تھیں۔

عمران کی کار اب چھاؤنی کے بیرونی گیٹ تک پہنچ چکی تھی اور ظاہر ہے یہاں اسے چند لمحے کیئر لسن کے لئے ضرور گٹنے ہٹنے۔ لیکن وہ مطمئن تھا کہ ایئر فورس کے جنگی جہاز اب میجر ریوڈ کو پرنج کر نہ جانے یوں گئے۔

کران دو قیدیوں اور دو محافظوں کو گولی مار دی اور پھر چیخ کر کہا کہ زیر وزیر ومانن — بھاگو — باہر میلی کا پٹر موجود ہے — چنانچہ ایک قیدی اور لوہکی بے تحاشا دوڑتے ہوئے باہر کی طرف پکے — وہ فوجی بھی جو میجر کی وردی میں تھا بے تحاشا فائرنگ کرتے ہوئے اٹھے پاؤں دوڑا۔ اور راہداری سے باہر نکل گیا — ایک فوجی نے تیز تر پہلے میں کرنل بختیار سے کہا۔ اس دوران عمران اور کیپٹن شکیل باہر کی طرف لپک چکے تھے۔ قیدیوں اور محافظوں کی لاشیں دیکھ کر وہ سمجھ گئے تھے اور پھر زیر وزیر ومانن کے الفاظ بھی عمران کے کانوں تک پہنچ گئے تھے۔

جب عمران باہر برآمدے میں پہنچا تو اس نے سامنے وسیع میدان میں سے ایک فوجی میلی کا پٹر کو فضا میں بلند ہوتے دیکھا۔ میلی کا پٹر پر اوپر اوپر سے فائرنگ کی جا رہی تھی۔ لیکن یہ فائرنگ یہ لوالوروں سے کی جا رہی تھی اور ظاہر ہے یہ لوالوروں کی فائرنگ سے میلی کا پٹر کا کیا بگڑنا تھا۔ وہ دیکھتے ہی دیکھتے فضا میں کافی بلند ہوا اور تیزی سے ایک سائڈ پر اڑنے لگا۔

عمران تجلی کی سی تیزی سے کار میں بیٹھا اور اس نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔ کیپٹن شکیل ووڈر کے ساتھ والی سیٹ پر مشکل سے بیٹھ پایا تھا۔

”یہ کون لوگ ہیں“ — کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ملگاریہ کا ذی ایجنٹ میجر ریوڈ زیر وزیر ومانن — عمران نے کہا اور کار کو انتہائی تیز رفتار سے اس طرف بھگانے لگا۔ جدھر

اس لئے اس کے پاس زیادہ وقت نہ تھا۔ قدرت نے واقعی اس کی مدد کی تھی۔

میجر برمودان دو آدمیوں کو اچھی طرح جانتا تھا جو افشاں کا لونی کی کونٹھی میں رہتے تھے۔ اس لئے وہ انہیں دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ ان دو کے علاوہ باقی دو لیڈی ظاہرہ اور کیپٹن طارق ہی ہو سکتے ہیں۔ اس نے بجلی کی تیزی سے ریوالوز کھلا اور دوسرے لمبے راہداری فائرنگ کی نیز آوازوں سے گونج اٹھی۔ برمودا نے کونٹھی والے دونوں افراد اور پھر دونوں محافظوں کو گولی مار دی۔ اور ساتھ ہی اس نے چپختے ہوئے کہا۔

زیر وزیر ذمان۔ بھاگو۔ باہر جلی کا پٹر موجود ہے۔ اور اس کے اس فقرے کے ادا کرتے ہی لیڈی ظاہرہ اور کیپٹن طارق اس طرح باہر کی طرف بھاگ پڑے جیسے ان کے پیروں میں کسی بڑائی جہاز کا ایجنٹ لگا دیا گیا ہو۔

میجر برمودا مسلسل فائرنگ کرتا ہوا اٹھ پاؤں باہر کی طرف دیکھے بٹھا گیا۔ اور چند ہی لمحوں بعد وہ آرام سے میں پہنچا اور پھر اس نے ادھر ٹوٹ کر فائرنگ کی اور بجلی کی سی تیزی سے اچیل کر پورٹ میں سے ہوتا ہوا جیلی کا پٹر تک پہنچ گیا۔ لیڈی ظاہرہ اور کیپٹن طارق کو تو تین اس دوران مہاراجے کے بجلی کا پٹر میں بٹھا چکا تھا۔

جب میجر برمودا بجلی کا پٹر کے پاس پہنچا تو توفیق نے اُسی لمبے بجلی کا پٹر کو فضا میں بلند کر دیا۔ اور میجر برمودا نے لمبی چھلانگ لگائی اور ہر ایک جھپکنے میں بجلی کا پٹر پر چڑھ گیا۔ توفیق نے انتہائی تیز رفتاری سے بجلی کا پٹر کو فضا میں بلند کیا۔ اور پھر کافی لمبی پر پہنچ کر اس نے

میجر برمودا جینان سے پورچ کر اس کے راہداری میں داخل ہو کر آگے بڑھتا گیا۔ چونکہ وہ فوجی وردی میں تھا اور اس کی چال ڈھال بھی فوجیوں جیسی تھی اس لئے کسی نے اس سے کچھ نہ کہا۔ وہ ذرا آگے گیا کہ اچانک ٹھٹھک کر رُک گیا۔ اور اُسے لیڈی ظاہرہ ایک اور نوجوان اور دو وہ آدمی جو افشاں کا لونی کی کونٹھی میں تھے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ان سب کے ہاتھوں کو پشت کی طرف کر کے ٹھٹھکے پائیاں ڈال دی گئی تھیں اور دو مسلح محافظ دایں بائیں ان سے ذرا ہٹ کر چل رہے تھے۔ ان کا رخ ادھر ہی تھا جہاں سے میجر برمودا اندر جا رہا تھا انہیں دیکھتے ہی میجر برمودا کی آنکھیں جھپک اٹھیں۔ مسئلہ خود بخود حل ہو گیا تھا۔ ورنہ اسے خطرہ تھا کہ سچانے اُسے کہاں کہاں پہنچ کر اور کن کن حالات سے گذر کر انہیں اغوا کرنا پڑے گا۔ ادھر بجلی کا پٹر کی چوری کے سلسلے میں بھی ظاہر ہے اطلاعات اعلیٰ حکام تک پہنچ چکی ہوگی

اس کا رخ اس طرف موڑ دیا جدھر ان کی کاریں ایک زرعی فارم میں موجود تھیں۔ ہیلی کا پٹر پر نیچے سے ریلواریوں سے فائرنگ کی گئی۔ لیکن ہیلی کا پٹر پر اس فائرنگ کا کیا اثر ہونا تھا۔ تیز صداؤ!۔ ابھی ایئر فورس کے جہاز ہمیں گھیر لیں گے۔ میجر پرمود نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ریلواریوں سے فائرنگ کے ان دونوں کی کھلب کھلب پتھریلوں کے درمیانی جوڑ توڑ ڈالے اور ان دونوں کے باہر آزاد ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی میجر پرمود اچھل کر پابلیٹی کی طرف بھاگا۔ کیونکہ اس کے کانوں میں عقب سے جنگی جہازوں کی تیز آوازیں آتی سنائی دے گئی تھیں اور اسے معلوم ہوا کہ چند لمحوں میں ہیلی کا پٹر کو یہ جنگی جہاز گھیر لیں گے۔ اور پھر ان کا پتہ نہ ملنا ناممکن ہو جائے گا۔

سیٹ سے مٹو۔ میجر پرمود نے بازو پکڑ کر توفیق کو ایک طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ کیونکہ توفیق نے نہ ہی جلیٹ باندھی تھی اور نہ ہی جلیٹ پہن رکھا تھا۔ اس لئے وہ تیزی سے ایک طرف بھاگا اور میجر پرمود نے سبکی کی سی تیزی سے نہ صرف سیٹ سے بھاگ کر لڑو ل بھی بھٹکا لیا۔ اس دوران ہیلی کا پٹر کو بس ایک معمولی سا جھٹکا لگا تھا۔ اسی لمحے چار جنگی جہازوں نے ہیلی کا پٹر کو گھیر لیا۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے اس کے قریب سے ہوتے ہوئے آگے بڑھے۔ اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے واپس پلٹے۔

ہیلی کا پٹر واپس چھاؤنی ایئر لوٹ لے چلو۔ ورنہ اسے ہٹ کر دیا جائے گا۔ جلدی کرو۔ میں صرف تین بمک گنوں کا اور۔

اچانک ٹرانسمیٹر پر ایک کڑخت آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی چاروں جنگی جہاز ایک مخصوص فائریشن بنا کر اس کے عین سامنے آگئے تھے۔ میجر پرمود نے بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کا پٹر کی بلندی کی پیمائش کی اور ہیلی کا پٹر اس طرح نیچے گرنے لگا جیسے اس کا انجن بند ہو گیا ہو اور اس کے ساتھ ہی جہاز زوردار آوازیں نکالتے ہوئے ان کے سروں کے اوپر سے گذر گئے۔

واپس پلٹو واپس!۔ ورنہ ہٹ کر شینے ہاؤ گے۔ اور۔ ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر چھٹی ہوئی آواز سنائی دی۔ لیکن پرمود نے کوئی جواب دیئے بغیر ہیلی کا پٹر کو انتہائی تیز رفتاری سے نیچے اتارنا شروع کر دیا۔ وہ چھاؤنی سے باہر آ چکے تھے۔ لیکن ابھی اس جگہ تک نہ پہنچے تھے جہاں ان کاریں موجود تھیں۔

آس! کیا یہیں اترنے کا ارادہ ہے۔ توفیق نے ہیلی کا پٹر کو اس طرح تیزی سے زمین کی طرف ہلاتے دیکھ کر پوچھا لیکن پرمود نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ ہیلی کا پٹر اب زمین کے بالکل قریب پہنچ گیا تھا۔ اور جنگی جہاز اب کافی بلندی پر رہ گئے تھے۔ ظاہر ہے جنگی جہاز اتنی کم بلندی پر نہ اڑ سکتے تھے ورنہ سامنے موجود چھاؤنی چھوٹی پہاڑیوں سے بھی ٹکرا سکتے تھے۔

زمین کے قریب پہنچتے ہی ہیلی کا پٹر کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور ہیلی کا پٹر تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ پرمود نے جان بوجھ کر اس کا رخ شہر کی طرف کر دیا تھا۔ شہر ہیکم بالکل نزدیک تھا اس لئے چند ہی لمحوں میں وہ شہر کی سڑکوں پر پرواز کر رہے تھے۔ ہیلی کا پٹر صرف

زرعی فام ویران سا تھا۔ اور دو کاریں اس کے بڑے سے بڑے کے نیچے کھڑی تھیں۔

”سب لوگ لباس بدل لیں۔ اور نیا میک آپ کر لیں۔ ہم نے فوراً یہاں سے نکلا ہے۔“ ورنہ ابھی لمٹری کی ٹیمیں یہاں سا علاقہ گھیر لیں گی۔ جلدی کرو۔“ مچر پرود نے چہیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی تیزی سے اپنی یونیفارم اتارنے لگا۔

توفیق نے عقلمندی کی جتنی کہ وہ لیدی طاہرہ، کپٹن طارق اور ان دو آدمیوں کے لئے جو کونھیں میں موجود تھے، چاروں کے لئے بھی نئے لباسوں کا بندوبست کر آیا تھا۔

”ان دو آدمیوں کا کیا ہوا جو ساتھ گرفتار ہوئے تھے؟“ توفیق نے اپنی یونیفارم اتارتے ہوئے پوچھا۔

”وہ ہمارے کام کے نہیں تھے۔ اس لئے میں نے انہیں وٹین لولی ماروی بھی“۔ پرود نے جواب دیا۔ اب وہ نیا لباس پہن رہا تھا۔

لیدی طاہرہ لباس لے کر ایک کمرے میں چلی گئی جتنی اور پھر چند ہی منٹوں بعد وہ سب نئے لباسوں میں آچکے تھے۔

توفیق نے ٹاسا میک آپ کس کار سے نکالا اور پھر ان کے ہتھکڑیوں سے چلنے شروع ہوئے۔ وہ سب حتی الوسع میجر فی اور تیزی سے کام لے رہے تھے۔ جنگی جہازوں کا اب شور سنائی نہ دے رہا تھا۔ لکڑی والے چلے گئے تھے۔

چند لمحوں بعد وہ سب دو کاروں میں بیٹھ کر زرعی فام سے باہر

آتی بلندی پر تھا کہ سڑکوں پر موجود سبکی کی تاروں سے ڈرا سا اونچا تھا البتہ کئی بڑی بڑی عمارتیں اس سے زیادہ بلند تھیں۔ جنگی جہاز بھی ان کے اوپر پرواز کر رہے تھے۔ لیکن پرود جانتا تھا کہ ایک تو وہ اس سے زیادہ نیچے نہیں آسکتے تھے اور دوسری اہم بات یہ تھی کہ شہر کے اوپر ہونے کی وجہ سے وہ ہیلی کاپٹر کو ہٹ نہ کر سکتے تھے۔ ورنہ ظاہر ہے نیچے موجود عمارتیں اور بے گناہ شہری بھی ہلاک ہو جاتے۔ اور اسی وجہ سے پرود ہیلی کاپٹر کو شہر میں لے آیا تھا وہ اسے انتہائی مہارت اور تیز رفتاری سے اڑاتا ہوا آگے بڑھائے چلا جا رہا تھا۔

مقدوری دیر بعد وہ ایک ناک شہر کی حدود سے نکلا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بلندی اور بھی کم کر دی۔ اور پھر جب تک جنگی جہاز موڑ کاٹ کر اس کو دوبارہ کور کرتے۔ اس نے انتہائی مہارت سے کھیتوں کے درمیان ایک درختوں کے ذخیرے کے پاس ہیلی کاپٹر اتارا اور دوسرے لمحے وہ سبکی کی سی تیزی سے نیچے اترے اور پچھلے چھکے انداز میں کھیتوں کی فصلوں کے درمیان دوڑتے ہوئے آئے۔ زرعی فام کی طرف بڑھتے گئے جو دور سے انہیں نظر آ رہا تھا۔ جنگی جہاز اب درختوں کے اس ذخیرے کے اوپر پرواز کر رہے تھے۔ پرود اور اس کے ساتھی اس مہارت سے دوڑ رہے تھے کہ تیز رفتار جنگی جہازوں پائلٹوں کو وہ نظر نہ آ سکے۔

مقدوری دیر بعد زرعی فام کے سامنے پہنچ گئے۔ وہاں ان ساتھی پہلے سے موجود تھے۔ وہ شاہ ہیلی کاپٹر کو اترتا دیکھ چکے تھے۔

آگئے۔ دونوں کاروں کی ڈرائیونگ سیٹوں پر توفیق کے وہ دونوں آدمی موجود تھے جو کاریں لے کر یہاں آئے تھے۔ چونکہ انہیں راستے کا صحیح علم تھا اس لئے پرمود نے انہیں ہی کاریں ڈرائیونگ کرنے کے لئے کہہ دیا تھا۔

پہلی کاریں میجر پرمود اور لیڈی طاہرہ۔ جب کہ دوسری میں ڈرائیور کے ساتھ کیشین طارق اور توفیق موجود تھے۔ لیڈی طاہرہ پچھلی سیٹ پر تھی جب کہ پرمود ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ اسی طرح دوسری کاریں ڈرائیور کے ساتھ توفیق بیٹھا تھا جب کہ پچھلی سیٹ پر کیشین طارق براجمان تھا۔ میجر پرمود والی کار آگے تھی ۵ توفیق والی کار پیچھے۔

دونوں کاریں خاصی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی آگے بڑھتی گئیں۔ یہ کچا راستہ تھا جو آگے جا کر پختہ ٹرک سے مل جاتا تھا۔

پھر جیسے ہی وہ پختہ ٹرک کے قریب پہنچے۔ انہوں نے ملٹر فائر کی ایک جیب کو تیزی سے اس ٹرک پر ٹرٹے ہوئے دیکھا۔ ان کا ڈراما کو دیکھتے ہی ملٹری ٹی آئے والی جیب کے ڈرائیور نے دونوں ہینڈلر ایک مار جلا کر انہیں رکنے کا اشارہ کیا اور پرمود کے اشارے پر ڈرائیور نے کار کو رنڈ آجسٹ کر کے اُسے روک دیا۔ پیچھے آنے والی کار بھی ٹرک چلی تھی۔

کار رکنے ہی میجر پرمود و رواڑہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ ملٹری جیب بھی ان کے سامنے پہنچ کر ٹرک چلی تھی۔ اور پھر اس جیب میں سے دو آفیسر اور چار مسلح سپاہی نیچے اتر آئے۔

”کون ہو تم۔ اور کہاں جا رہے ہو؟“ ایک آفیسر نے پرتی سے قدم بڑھاتے ہوئے پرمود کے قریب پہنچ کر کہا۔ دوسرا آفیسر اور سپاہی تیزی سے پچھلی کار کی طرف بڑھ گئے۔

میراٹم نواب قدرت علی خان بنے۔ اور یہ ساری زمین میری ملکیت ہے۔ میں اپنے بھانوں کے ساتھ تیر کا شکار کیسے آیا تھا۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟ پرمود نے بڑے باوقار اور لؤباناہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

سرا۔ ایک لڑکی بھی پچھلی کاریں موجود ہے۔ اسی لمحے اُسے آفیسر کی آواز سنائی دی۔

کیوں۔ لڑکی کا کار میں موجود ہونا جرم ہے۔ وہ میری بھتیجی شیری رضوانہ ہے۔ پرمود نے چونک کر کہا۔

سب لوگ کاروں سے باہر آجائیں۔ بہت تلاشی لیں گے۔ ادھر ملازم جرم چھپے ہوئے ہیں۔ پہلے آفیسر نے اُنکے لیے میں کہا اور اُن کی آواز سن کر کاروں میں موجود سب افراد باہر آ گئے۔

خطرات ختم چھپے ہوئے ہیں۔ کیا کہہ رہے ہو آفیسر۔ پرمود نے چونک کر کہا۔ اب ان کی کاروں کی تلاشی شروع ہو گئی تھی۔

سرا۔ فوجی یونیفارمز۔ اچانک ایک سپاہی کی آواز سنائی دی۔ ادھر فار۔ پرمود نے اچانک صرخہ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی

نہنے انتہائی تیزی سے ریو اور نکال کر فائرنگ شروع کر دی اس کی داڑھ سے ہی توفیق اور اس کے ساتھ بولنے والی بھی وہی حرکت دہرائی۔ دھک جھپکنے میں دونوں آفیسر اور چار سپاہی زمین بوس ہو چکے تھے۔

”جلدی کرو۔ کاروں میں بیٹھو۔“ پر مود نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے وہ واپس اپنی کاروں میں بیٹھے۔ اس بار پہلی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر مود نے خود سنبھال لی تھی۔ اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھائی اور ملٹری کی جیب کی سائیڈ سے کار نکالتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ پہلی کار بھی تیزی سے آگے بڑھی اور پھر چند لمحوں بعد وہ پختہ نرک پر پہنچ چکے تھے۔

نڑک پر پہنچ چکے تھے۔
پختہ نڑک پر پہنچتے ہی پرمود نے انتہائی تیزی سے کار کو شہر
کی طرف لے جانے کی بجائے اس طرف کو موڑ دیا جہاں شہر سے
باہر ایک بڑا قصبہ آتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ شہر کی طرف زیادہ نگرانی
ہو رہی ہوگی جب کہ دوسری طرف نگرانی کا مسئلہ نہ ہوگا۔ اور وہی ہوا۔
نڑتے ہوئے انہوں نے دیکھا کہ عسکری کی کئی جہیں شہر کی طرف سے
آکر ادھر سائید روڈ پر نڑ رہی تھیں۔ چونکہ یہ جہیں خاصی دور تھیں اس
لئے شاید وہ فائرنگ کی آوازیں نہ سُن سکے تھے۔

مرکب پر نصابی ٹریفک تھتی کیونکہ یہ باتی وے تھا جو شہر کی سائیڈ سے ہوتی مرکب آگے جا رہی تھی۔ وہ کچھ فاصلہ دیتے ہوئے آگے وچھے چلتے رہے۔ اور مقوڑی دیر بعد وہ اس قصبے کی حدود میں داخل ہو گئے۔

پرمود نے ایک سائیڈ روڈ پر کار موڑ دی۔ اس موڈ پر ایک بورڈ لٹکا ہوا تھا جس پر پرائیویٹ راستے کے الفاظ نمایاں تھے۔ اور اس بورڈ کو دیکھتے ہی پرمود نے کار اوجھڑی تھتی۔ یہ راستہ خالی پڑا ہوا تھا۔ اور مقوڑی دیر بعد ان کی کار میں ایک وسیع و عریض کو تھتی کے بڑے سے چھانک کے سامنے جا کر رک گئیں۔ چھانک کی سائیڈ میں ایک نیم پلٹ

موجود تھی جس پر پتیل سے بنے ہوئے حروف سے گلشن آباد لکھا ہوا تھا اور نیچے پروفیسر لیاقت علی کا نام اور ڈوگریوں کی طویل قطار موجود تھی جہانگ کے باہر ایک مسخ دربان موجود تھا۔

کار روکتے ہی میجر رمپوڈ نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے دربان بھی چلتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔

پروفیسر ریاضت علی سے کہو کہ نواب قدرت علی خاں آف چکھلا گئے
ہیں۔ پر مودوں نے بڑے تسکیناً لہجے میں دربان سے مخاطب ہوتے
جوئے کہا۔

”اوہ لیں سر۔۔۔ دیوان شاہد نواب اور سیٹھ کا نام سن کر مرعوب ہو گیا تھا اس لئے وہ تیزی سے چھانک کی سائیڈ میں بنے ہوئے کیبن کی طرف بڑھا لیکن اس دوران پرمودا غلغلہ لگا چکا تھا کہ چھانک پر دربان کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہ ہے۔ اس لئے جیسے ہی وہ مڑا، پرمودا کی عقاب کی طرح اس پر چھٹا اور دربان کے منہ سے ادغ کی آواز نکلی اور اس نے تیزی سے پلٹ کر سیدھا ہونا چاہا۔ لیکن پرمودا کی گرفت بھد سخت تھی۔ اس نے ایک بازو اس کی گردن کے گرد ڈال دیا تھا دوسرے ہاتھ لٹکنا کی آواز ابھری اور دربان کا جسم پرمودا کی گرفت میں ڈھیل پڑ گیا۔ پرمودا نے بڑی مہارت سے اس کی گردن توڑ ڈالی تھی۔ دربان کے ختم ہونے ہی پرمودا نے تیزی سے گھوم کر دربان کی لاش کو کھینٹ کر ایک طرف چھانکوں میں چھپایا دیا۔

”توفیق! — اند جا کر پھاٹک کھولو — جلد ہی کرو“ — پر مودنے
 اپنی کار کی طرف واپس دوڑتے ہوئے چیخ کر توفیق سے کہا جو اس

ہے۔ اس نے تو اطلاع نہیں دی۔ میرا ہنگامہ گلشن سے اور میں
 پروفیسر کی بھتیجی ہوں۔ لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی
 نظریں پھاٹک اور وہاں سے آتے ہوئے توفیق پر جھبی ہوئی تھیں۔

دربان! لیکن وہاں پھاٹک پر تو کوئی دربان نہ تھا۔ میں
 نے اپنے سامتی سے پھاٹک کھلوایا ہے۔ پر مود نے اس کے
 قریب جاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ پر مود کے سامتی بھی اب برآمد سے کی
 بیڑھیاں چڑھ آئے تھے۔

حیرت ہے۔ وہ تو انتہائی فرض شناس آدمی ہے۔ کہاں
 لیا وہ؟ خیر آئیے تشریف لائیے۔ لیکن کیا آپ سب پروفیسر
 سے ملیں گے۔ وہ بے حد تنہائی پسند ہیں۔ اسی لئے تو آپ کو
 یہاں کوئی ملازم نظر نہیں آتا۔ پروفیسر کا سارا کام میں خود کرتی ہوں
 صرف ایک دربان پھاٹک پر رکھا ہوا ہے۔ نگہن نے کہا وہ
 لورت سے زیادہ ہی باتونی لگتی تھی۔

صرف میں ان سے ملاقات کروں گا۔ پر مود نے سر ہلاتے
 ہوئے کہا اور نگہن نے بھی اطمینان سے سر ہلادیا۔ پھر اس نے باقی
 لڑکوں کو ایک وسیع و عریض ڈرائنگ روم میں بیٹھنے کے لئے کہا اور میجر
 ہو کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔

انہوں نے تو مجھے نہیں بتایا کہ آپ کی ملاقات ان سے طے ہے؟
 فی نے ایک راہداری میں چلتے ہوئے کہا۔

اس بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے۔ پر مود نے کندھے اچکا
 دئے کہا۔ اسی لمحے نگہن ایک کمرے کے بند دروازے پر رُک گئی۔

دوران کار سے باہر نکل چکا تھا۔
 توفیق دھڑکا ہوا اس یلبہ کی طرف بڑھا۔ اند جانے کا راستہ اس
 کیمن سے ہو کر جاتا تھا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور دونوں کا ریں اندر
 داخل ہو گئیں۔

پھاٹک بند کر کے آجائو۔ پر مود نے توفیق کے قریب سے
 گزرتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ کار سیدھی پورچ کی طرف لٹا گیا جہاں ایک
 بڑی سی سفید رنگ کی کار موجود تھی۔ اس کا اندازہ تھا کہ کوشی میں زیادہ
 افراد موجود نہ ہوں گے۔ کیونکہ پروفیسر ٹاپ کے لوگ تنہائی پسند ہوتے
 ہیں اور پھر اس کا اندازہ درست نکلا۔ پورچ میں پہنچے تک انہیں
 کوئی ملازم نظر نہ آیا۔

جبے ہی دونوں کا ریں پورچ میں جا کر رکیں برآمد سے میں ایک خوبصورت
 سی حیدت نمودار ہوئی۔ اس نے بڑا دلکش لباس پہن رکھا تھا اور وہ وقت
 کچھ لحاظ سے وہ لٹیڈی طاہرہ سے ملتی جلتی تھی۔ کار روک کر میجر پر مود
 باہر آ گیا۔ اس کے باقی سامتی بھی باہر آ گئے۔ البتہ توفیق پھاٹک بند کر کے
 اب پیدل ہی ادھر آ رہا تھا۔ برآمدے میں کھڑی لڑکی حیرت سے
 انہیں دیکھ رہی تھی۔

میرا نام نواب قدرت علی خان ہے اور میں ریاست چھاگلہ کا نواب
 ہوں۔ پروفیسر صاحب سے میری اپائنٹ طے ہے۔ وہ
 تشریف رکھتے ہیں۔ پر مود نے برآمدے کی بیڑھیاں چڑھتے ہوئے
 بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

ہاں! وہ اپنی لائبریری میں ہیں۔ مگر وہ دربان۔ وہ کہاں

نے آہستہ سے دستک دی اور پھر دروازے پر دباؤ ڈال کر اس کو کھول دیا۔

”آئیے۔“ گلشن نے پرمودے سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور کر کے اندر داخل ہو گئی۔ پرمودہ جی اس کے پیچھے اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک وسیع و عریض لائبریری تھی جو تمام کی تمام انتہائی قیمتی کتابوں سے بھری ہوئی تھی۔ سامنے ایک میز کے پیچھے ایک بوڑھا سا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر کتابیں کھلی ہوئی پڑی تھیں اور ایک ٹیبل لیمپ جل رہا تھا۔

کیا بات ہے گلشن! — یہ کون صاحب ہیں؟ — بوڑھے پروفیسر نے غصہ سے جواب دیا۔

”نہیں، ایک دوست کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ مگر اس سے پہلے کہ گلشن کوئی جواب دیتی۔ اس کے پیچھے چلنے والے پرمودہ کا ہاتھ

بھلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور گلشن چیخ مار کر اچھپی اور منہ کے بل نیچے پچھے ہوئے قالین پر جا گرئی۔ اور بے حس و حرکت ہو گئی۔

گردن کی اپٹ پر پڑنے والی ایک ہی ضرب اسے کافی ہولناکی تھی۔

گلشن — کیا مطلب؟ — پروفیسر نے بڑی طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھنے کی کوشش میں کرتے ہوئے کہا۔

”خبردار اگر حرکت کی تو۔۔۔ پرمودہ گلشن کے گرتے ہی اچھل کر اٹھتے ہوئے پروفیسر کے سر پر پہنچ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ریلوور تھا۔ اور

پھر پروفیسر اسی طرح اٹھ کھڑی نہ سکا تھا کہ پرمودہ نے ریلوور کا دستہ پوری قوت سے اس کی کھوپڑی پر جما دیا اور پروفیسر چیخ مار کر میز کے

اوپر گر گیا۔ پرمودہ نے دوسری ضرب لگائی اور پروفیسر کا جسم بے حس و حرکت ہو گیا۔ پرمودہ نے پھرتی سے ریلوور واپس جیب میں ڈالا اور پروفیسر کو

گھسیٹ کر قالین پر پھینک دیا۔ اس کے بعد اس نے ان دونوں کی باری باری بغض چپک کی اور اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ دونوں طویل عرصے کے لئے بیہوش ہو چکے تھے۔ پرمودہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ ڈرائیگ روم میں واپس پہنچ چکا تھا۔ جہاں اس کے سامنے موجود تھے۔

”اس دربان کا کیا ہوا توفیق؟ —“ پروفیسر پرمودہ نے ڈرائیگ روم میں داخل ہوئے ہی کہا۔

”میں اس کو گھسیٹ کر اندر لے آیا تھا۔ میں نے سوچا کہ میں ہر کوئی اسے دیکھ نہ لے۔“ توفیق نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔“ لائبریری میں پروفیسر اور اس کی بیعتی بیہوش تھے۔ پروفیسر کا جسم اور قد و قامت تو نسق جیسا ہے۔ اس نے

اپنی! — تم فوراً اس کا لباس اٹا کر پہنواد اس کا میک اپ کر لو۔ اب آپ انتہائی احتیاط سے کرنا۔ کوئی کمی نہ رہ جائے۔ اور

بی طاہرہ! — تم نے گلشن کا رُوپ دھارنا ہے۔ میں پروفیسر کی کمرٹری آفتاب ہوں جب کہ کیمپٹن طارق دربان کا میک اپ کرتے

ہیں۔ کا جسم اس سے ملتا ہے اور باقی افراد کا ریس لے کر واپس اپنی فٹنگ گاہ پر چلے جائیں گے۔“ پروفیسر پرمودہ نے انہیں ہدایات

دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے میک اپ باکس اور دوسرا ضروری اسلحہ نکال کر ایک

جے میں منتقل کر دیا گیا۔ اور توفیق کے دونوں ساتھی کام میں لگے۔ کیمپٹن طارق نے ایک سائینڈ میں پڑی ہوئی دربان

باہر چلے گئے۔ کیمپٹن طارق نے ایک سائینڈ میں پڑی ہوئی دربان

کی لاش اٹھا کر کا ندھے پر ڈالی اور اُسے لے کر اندر عمارت میں آ گیا۔ اس نے اس کی پونیغلام اُٹا کر نحو پہن لی۔ اور توفیق اور لیڈی طاہرہ بھی لباس بدل چکے تھے۔ اور اب میک اپ میں مصروف تھے۔ پرورد نے بھی میک اپ تبدیل کر لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب نئی شخصیتوں میں ڈھیل چکے تھے۔

اب ان کا کیا کرنا ہے میجر۔ کیپٹن طارق نے گلشن پر و فیروز اور دربان کی طاق اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"تم گٹ پر پہنچو۔ باقی تم سنبھال لیں گے۔ پرورد نے کیپٹن طارق سے کہا اور کیپٹن طارق سر ہلانا ہوا بائیکل گیا۔

"توفیق! تم پر و فیروز کو اٹھاؤ۔ میں گلشن کو اٹھاتا ہوں۔ اور طاہرہ! تم باورچی خانے میں جاؤ اور چائے لے کر کافی تیار کرو۔ پرورد نے کہا اور پھر اس نے جھک کر قالین پر پڑی ہوئی بیہوش گلشن کو اٹھا کر کا ندھے پر لا دیا۔ گلشن نے اس وقت طاہرہ والا لباس پہن رکھا تھا توفیق نے پر و فیروز کو اٹھایا اور پھر وہ انہیں لے ہوئے وسیع و عریض کوشی میں گھومتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں ایک تہ خانے کا راسخ مل گیا۔

سم نے یہاں زیادہ دیر نہیں بٹھرنا۔ اس نے انہیں ہلاک کرنے کی ضرورت نہیں۔ بس ابھی طرح باندھ کر مرنے میں مدد ملے گا۔
پرورد نے گلشن کو تہ خانے کے فرش پر لٹاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد توفیق نے ان دونوں کو رسیوں سے اس طرح باندھ دیا کہ وہ دونوں ہوش میں آنے کے باوجود حرکت نہ کر سکیں۔ دونوں کمرے میں کپڑے مٹھوس کر وہ تہ خانے سے باہر آ گئے۔

"اگر انہیں ختم کر دیا جاتا تو زیادہ بہتر تھا۔" توفیق نے تہ خانے سے باہر نکلے ہوئے کہا۔

عزیز زوری قتل و خون اچھا نہیں ہوتا توفیق۔ پرورد نے سر دبا لیا۔ "جیسے میں کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ لاٹری میں پہنچ گئے۔ لیڈی طاہرہ کافی لمبے دہان پہلے سے موجود تھی۔

اب کیا کرنا ہے میجر۔ توفیق نے پوچھا۔
"ارے ہاں۔ کیپٹن طارق سے میں نے سی بارٹری کا اتہ پتہ بھی نہیں پوچھا۔ اسے سیلفیون کرو۔ میں اس سے رہیں بیٹھے بیٹھے تفصیلات حاصل کر لوں۔ میجر پرورد نے چونکتے ہوئے کہا اور توفیق نے میز پر پڑے ہوئے اسکرکام کا ریسور اٹھایا اور مختلف نمبر لکھ کر لگا۔ اور پھر تین نمبر لکھ کر کے بعد کیپٹن طارق سے رابطہ قائم ہو گیا اور توفیق نے ریسور میجر پرورد کی طرف بڑھا دیا۔

میں نے اُسے دانتوں کے جھنڈ میں اترتے دیکھا ہے سر۔
 ہمیں ان دانتوں پر بم برسانے چاہئیں۔ اور۔۔۔ ایک آواز سنائی دی۔
 نہیں!۔۔۔ جب تک انتہائی ضروری نہ ہو، میلی کا پٹر سٹ نہیں
 کیا جاسکتا۔ تم سب ارگرو کے علاقے پر رادو بند کر کے چیک کرو۔
 وہ لوگ ضرور میلی کا پٹر سے نکل کر دوڑیں گے۔ ایسی صورت میں ان
 پڑھین گن فائر کھول دینا۔ اور۔۔۔ ایک ٹھکانہ آواز سنائی دی اور
 اس آواز کا لہجہ تاراج تھا کہ یہ گراؤنڈ کنٹرول آفیسر کی آواز ہے۔

ہیلو۔۔۔ ہیلو گراؤنڈ کنٹرول۔۔۔ میں سیکرٹ سروس کے چیف
 اکیٹو کا نمائندہ عمران بول رہا ہوں۔۔۔ مجھوں نے میلی کا پٹر کہاں
 آمارا ہے۔ ہم ان کے پیچھے ہیں۔ اور۔۔۔ عمران نے ایک اور
 جمن دبا کر مدافعت کرتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب!۔۔۔ میں گروپ کیپٹن جعفری بول رہا ہوں۔
 مجرم میلی کا پٹر کو کے کر شہر پر پہنچی پرواز کرتے ہوئے شمالی حصے کے
 لمبیتوں کی طرف گئے ہیں۔ اور ابھی رپورٹ ملی ہے کہ انہوں نے
 میلی کا پٹر دانتوں کے تہک جھنڈ میں آمار دیا ہے۔ اور۔۔۔ دوسری
 طرف سے گروپ کیپٹن نے جواب دیا۔

”آپ فوراً وہاں عرشی کیپٹن کریں۔ ورنہ وہ لوگ نکل جاتیں گے
 مجھے بتائیے کہ وہ کونسا علاقہ ہے جہاں میلی کا پٹر آمارا گیا ہے۔
 عذر۔۔۔ عمران نے کہا۔

یہ شہر کی شمالی چوٹی ہے۔ ایئر نقصے کے مطابق زیر و علاقہ۔
 اسی دے کے شمال کی طرف۔۔۔ میرا خیال ہے کہ دسویں میل کے نزدیک

عمران کی کار جب فوجی چھاؤنی سے باہر آئی تو اس نے جنگی
 جہازوں کو تیزی سے شہر کے اوپر جاتے دیکھا۔
 ”اوہ!۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ میجر ریوڈ میلی کا پٹر کو شہر کی طرف
 لے گیا ہے۔“ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور کار کا رٹ
 شہر کی طرف موڑ دیا۔
 ”بڑی دیدہ دلیری دکھائی ہے اس کیپٹن نے۔“ کیپٹن ٹیکمیل
 نے کہا۔

”کام اسی طرح ہوتے ہیں کیپٹن۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے
 جواب دیا اور پھر اس نے ڈائش بورڈ کے نیچے لگے ہوئے ایک بٹن
 کو پیش کیا تو ایک خانہ کھل گیا۔ اس خانے میں جدید قسم کا رائیفر نصب
 تھا جس کا حیطہ عمل بے حدود تھا۔ عمران نے رائیفر کے دو تین بٹن
 دبانے تو اس میں سے ایک آواز سنائی دی۔

طرف کی زمین کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔

اور اسی وہ تھوڑی سی دور پہنچا ہوگا کہ اچانک سائیڈ سے یکے بعد دیگرے دو کاریں برآمد ہوئیں اور سڑک کر تیزی سے نہر کی طرف چلنے لگیں۔ عمران انہیں دیکھ کر چونک پڑا۔ اس کی نظر میں ان کے ہاتھروں پر جھبی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک کار نیوٹا اور دوسری کار شیورلیٹ تھی۔ دونوں کاریں نئے ماڈل کی تھیں۔ اسی لمحے وہ دونوں کاریں اس کے قریب سے ہو کر گزر گئیں۔ ان میں صرف ڈرائیونگ سیٹوں پر ایک ایک آدمی تھا۔ جو بمقامی افراد لگ رہے تھے۔

میرے خیال میں یہی دونوں کاریں ہیں۔“ کیپٹن ٹیکل نے کہا۔
ہاں۔ یہی ہیں۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کہا۔
آگے بڑھاتے لئے گیا۔ اور پھر اس نے کار اس سائیڈ والے روڈ پر جا کر روک دی جہاں سے دونوں کاریں مکمل کر سڑک پر آئی تھیں۔
پروفیسر ریاضت علی۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کہنے لگا۔
ساتھ ہی اس نے کار ایک طرف روک کر ڈرائیونگ کا بیٹن آن کر دیا۔
جیلو۔ جیلو عمران کا ٹھٹھ اکھٹو۔ اور۔“ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

لیس۔“ اکیٹو انڈنگ۔ اور۔“ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے اکیٹو کی آواز سنی دی۔

سر!۔“ میجر رمبو نے ملٹری چھاونی سے کوٹھی سے گرفتار ہونا والے اپنے دوستوں کو بڑی ویدہ دلیری سے اغوا کیا اور ایک جیلو کا کمرے لے کر وہ شمالی کھیتوں میں اترا۔ جہاں شاید اس کے دوست بھی کار

لئے موجود تھے۔ میں نے ان کاروں کو تو ٹریس کر لیا ہے۔ لیکن وہ مشہر کی طرف خالی جا رہی تھیں۔ اس کا مطلب ہے کہ میجر رمبو اپنے ساتھیوں سمیت کہیں چھپ گیا ہے اور میں نے ان کے چھپنے کی جگہ کا اندازہ کر لیا ہے۔ میں انہیں ضرور ڈھونڈ نکالوں گا۔ بہ حال آپ دونوں کاروں کے نمبر نوٹ کر لیں اور جو لیا سے کہہ کر ان کے مکان کا پتہ کر آئیں تاکہ بعد میں ان کو ٹریس کیا جاسکے۔ اور۔“ عمران کا لہجہ نے حد تو بڑھانے تھا۔ کیپٹن ٹیکل عمران جیسے شخص کو اس طرح مودب دیکھ کر ہلکی دلی میں مسکرا رہا تھا۔

نوٹ کراؤ۔ اور۔“ دوسری طرف سے اکیٹو نے سرو لہجے میں کہا اور عمران نے دونوں کاروں کا رنگ، ماڈل اور نمبر بتا کر رابطہ ختم کر دیا۔

اور یہی کیپٹن ٹیکل!۔“ آج اس میجر رمبو سے جتنی دودو ملتا ہے جو بھی جاتیں۔“ عمران نے ڈرائیونگ آف کرتے ہی مسکرا کر کیپٹن ٹیکل سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی سیٹ کے نیچے چھ کھدہ کسی مفرقوں کے ٹھکان کی طرح کھولا اور ایک چٹا سا میک آپ باکس بر نکال لیا۔

تھیں تو وہ نہیں جانتا۔ لیکن میں ایک بار بروکھا دے کے لئے اس کے پاس جا چکا ہوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے میک آپ باکس کھول کر کہا۔

بروکھا دے کے لئے۔ لیکن وہ تو مرد ہے۔“ کیپٹن ٹیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں اپنا میک اپ چیک کرنے لگا۔ بڑی بڑی سفید مونچھوں اور سیاہ مہنوں اور سر پر کچھ بھی بالوں کی وجہ سے وہ کوئی ریٹائرڈ فوجی لگ رہا تھا جس کی تمام عمر جنگوں میں حصہ لیتے گزری ہو۔ اس کے جسم پر کٹمشی لگ لگ کا خوبصورت سوٹ تھا۔

”ان سفید مونچھوں پر تو لیدی طاہرہ رکھنے سے رہی۔ کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

”یاد تم ایسا کرو کہ سیکرٹ مروس سے استعفیٰ دے کر عورتوں کی نفسیات پر کچھ عرصہ ریسرچ کرو۔ تمہیں تو ان کی نفسیات کی الف ب بھی معلوم نہیں۔ بڑے بھائی! اہ سو ری! سفید مونچھوں کے بعد تو تم چھوٹے بھائی ہو گئے ہو۔ تو چھوٹے بھائی! سمجھاؤ عورتیں جوانوں کی بجائے ادھیڑ عمر مردوں کو زیادہ پسند کرتی ہیں۔ کیونکہ جوانوں میں لا ابالی پن بھی ہوتا ہے اور ان کا دوسری عورتوں پر عاشق ہونے کا سکوپ بھی۔ جب کہ ادھیڑ عمر آدمی میچور بھی ہوتا ہے۔ آئندہ اس کے کسی پر عاشق ہو جانے کا سکوپ بھی نہیں ہوتا۔ اور پھر دولت بھی خاصی کم چکا ہوتا ہے۔ اب سمجھے۔ تو تمہاری ہنسنے میرا سکوپ بہر حال زیادہ رہے گا۔ دیکھ لیا۔ عمران نے کہا۔ اس کے سامنے ہی اس نے کارڈ شارٹ کی اور اسے بیک کر کے آئینہ روڈ پر موڑ دیا۔

”کیا یہ لوگ پروفیسر لیاقت علی کی کوٹھی میں چُپے ہوئے ہیں؟“ چٹشکیل نے چونک کر بورڈ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جس پر پاپوٹ راستہ لے ہوئے ہوئے الفاظ کے نیچے پروفیسر لیاقت علی کا نام لکھا ہوا تھا۔

”تو رہا دوسرے کے لئے مردوں کے پاس ہی جایا جاتا ہے آخر انہیں اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے لئے پردیکھنے کا حق تو ہے۔“ عمران نے کہا۔ اور کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے باکس کھول کر اب تیزی سے میک اپ کرنا شروع کر دیا تھا۔

”جو کیا کونہ بنانا۔۔۔ لیدی طاہرہ بڑی خوبصورت چیز ہے۔ اگر مان جائے تو۔۔۔“ عمران نے بڑے سرگوشانہ انداز میں کہا۔ ”مان جائے تو کیا کریں گے۔“ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”تو تمہاری شادی کر دوں گا۔“ عمران نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا اور کیپٹن شکیل بار بھر بے اختیار ہنس دیا۔ ”آپ نے کیم پریڈی بدل لی۔“ کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے ”یار کیا کروں۔ لیدی طاہرہ مانتی ہے یا نہیں۔ یہ تو بعدا مسئلہ ہے۔“ جولیا ناراض ہو جائے گی۔ کم از کم ایک تو اتحاد میں نہ عمران نے مصنوعی مسکرتے ہوئے کہا۔ ”جولیا مجھ کی ناراض ہوگی۔ اسے کیا پتہ کہ ہم کیا باتیں کرتے ہیں۔“ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم عورتوں کو نہیں جانتے۔ یہ عورتیں اس معاملے میں بڑی نیلی پیچہ ہوتی ہیں۔“ تم ہزاروں میل دور ان کے خلاف سازش انہیں فوراً پتہ چل جاتا ہے۔ عمران نے سہمے ہوئے لہجے ”کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میک اپ باکس بند کر کے اسے واپس سیٹ کے نیچے جی ہوتی جگہ میں ڈال دیا۔ اس کے بعد بیک

لہجے میں کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے کار اندر کی طرف بٹھادی پورچ میں ایک سفید رنگ کی بڑی سی کار موجود تھی۔ عمران نے اس کے ساتھ جا کر کار روکی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ برادر سے میں ایک خوبصورت سی لڑکی بڑا شوخ سالکس پہننے کھڑی تھی۔

"تشریف لائیتے خواب۔۔۔ لڑکی نے آگے بڑھتے ہوئے بڑے بے تکلف سے لہجے میں کہا اور عمران نے ایک لمحے کے لئے چوک کر اُسے دیکھا اور پھر اس کا چہرہ بے اثر ہو گیا۔

"ہم پہلی بار پروفیسر سے ملنے آئے ہیں۔ آپ کی تعریف؟" عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام گلشن ہے۔ اور میں پروفیسر کی بھتیجی ہوں۔ لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا نام ہے۔ لیکن پورا نام ہونا چاہیے۔ گلشن بہار۔ ایسے گلشن کا کیا فائدہ جس میں بہار ہی نہ ہو۔" عمران نے کہا اور گلشن بے اختیار ہنس دی۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر آ گیا۔

"یہ پروفیسر کے سیکرٹری آفتاب احمد ہیں۔" گلشن نے آنے والے نوجوان کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ماشاء اللہ! میں حمد خانہ آفتاب است۔ ہمارا نام رانا تھو علی احمد تھی ہے۔ اور یہ ہمارے سیکرٹری عالی جاہ ہیں۔ ہم پروفیسر سے ایک اہم مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے پہلے فون کیا تو

پہلے سے کوئی جواب نہ ملا۔ عمران نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔

"میرا اندازہ ہے کہ میجر پرودہ وغیرہ یہیں چھپے ہوئے ہیں۔ کیونکہ ان کی خالی کابریں اسی راستے سے ہی واپس آتی ہیں۔ اور ادھر پروفیسر کی ہی رہائش گاہ ہے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ چند لمحوں بعد کار ایک وسیع وسیع پھیلائی پھاٹک کے سامنے پہنچ گئی جس پر پینٹیل کی نیم پلٹ پر گلشن آباؤ کے نیچے پروفیسر لیاقت علی کا نام اور اس کے ساتھ ڈگریوں کی لمبی قطار موجود تھی۔ ایک سرخ دربان ملنا کیبن کے باہر بڑے مستعدانہ انداز میں کھڑا تھا۔ اس کی نظریں عمران کی کار پر جمی ہوئی تھیں۔

"ارے ادھر آؤ۔ عمران نے بڑے حکمانہ لہجے میں دربان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور دربان منہ بناتا ہوا پھل کر اس کے پاس پہنچا۔

"تم کتنا عرصہ فوج میں رہے ہو؟" عمران نے دربان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

فوج میں کیا مطلب؟" دربان نے بری طرح چونکنا شروع کیا۔

"تمہاری چال تیار ہی ہے کہ تم فوج میں رہے ہو۔ جہاں پروفیسر کو اطلاع کر دو کہ رانا تھو علی صندھو بھی تشریف لاتے ہیں۔" عمران نے جان بوجھ کر اپنے نام کے ساتھ تشریف لانے کے الفاظ کہے۔

دربان پر پورا غصہ قائم رہے۔

"ٹھیک ہے۔" دربان نے کہا اور واپس کیبن کی طرف مڑا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے اندر سے پھاٹک کھول دیا۔

"تشریف لے جاتیے جاب۔" دربان نے اس بار قدر مودتا

”ٹھیک ہے۔ آپ ڈرائیگ روم میں تشریف رکھیں۔ میں پروفیسر کو اطلاع کر تا ہوں۔“ گلشن۔ آپ مہمانوں کے لئے کچھ تیار کر لیجئے۔“ سیکرٹری آفتاب نے بڑے مودبانہ انداز میں کہا اور گلشن بھلائی ہوئی ایک راہدار کی طرف بڑھ گئی۔ اور سیکرٹری آفتاب انہیں ڈرائیگ روم میں جھکا کر خود دروازے سے باہر نکل گیا۔

”ٹریس ہو گئے کیپٹن!۔ ہوشیار رہنا۔“ یہ گلشن لیدی طائرہ نے میں نے اسے آواز سے پہچان لیا ہے۔ یہ سیکرٹری صاحب میجر پرورد ہیں۔ گو میک آپ تو بہت اچھا کیا ہے لیکن رانا تھور علی حسد و نفی کی نظروں سے کیسے چھپ سکتے ہیں۔“ عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن ٹیکس کا جسم پکیختن کیا۔

”ارے اتنا بھی تنے کی ضرورت نہیں ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن ٹیکس کیل مسکرا دیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور بوڑھا پروفیسر اندر داخل ہوا۔ اس نے سیلنگ گاؤن پہنا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے سیکرٹری تھا۔

”پروفیسر لایق علی۔“ سیکرٹری نے اندر آتے ہوئے کہا۔
”اوہ پروفیسر!۔ آپ تو خاصے بوڑھے ہو گئے ہیں۔“ آپ کو ہم نے خواہ مخواہ تحلیف دی۔“ عمران نے اچھک کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب!۔ کیا بوڑھا ہونا جرم ہے۔“ پروفیسر نے تنہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں!۔ آپ جیسے پروفیسر کا بوڑھا ہونا تو واقعی زیادتی ہے جس

کے پاس مشروب جلائی ہو۔ وہ خود بوڑھا ہو جائے تو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مشروب جلائی۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔“ پروفیسر نے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ سیکرٹری آفتاب ایک سائڈ پر کھڑا رہا۔ ہمیں معلوم ہوا تھا کہ آپ نے کوئی مشروب جلائی تیار کیا ہے جسے پینے کے بعد آدمی بوڑھا نہیں ہوتا۔ ہم تو اسی لئے حاضر ہوئے تھے لیکن آپ تو ہم سے بھی بوڑھے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ!۔ آپ کو غلط اطلاع دی گئی ہے۔“ ہمارا مشروب جلائی سے کیا تعلق۔“ پروفیسر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے گلشن اندر داخل ہوئی۔ وہ ایک ٹرالی دھکیلتی ہوئی لائی تھی جس پر کافی کی دو سیالیاں موجود تھیں اس نے دونوں سیالیاں اٹھا کر باری باری عمران اور کیپٹن ٹیکس کے سامنے رکھ دی۔

”یہ میری پیچھے ہے گلشن۔“ میجور گلشن!۔ یہ رانا صاحب کہیں نہیں ملازمہ سمجھ لیں۔“ پروفیسر نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے۔“ بہر حال اطلاعات غلط نہیں ہو سکتی پروفیسر!۔ یہ اطلاعات مجھے پروفیسر باری کی نے دی ہے۔ اور آپ تو جانتے کہ پروفیسر باری کھوٹ نہیں ہوتے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پروفیسر باری کے الفاظ سننے ہی وہ سب چونک پڑے۔

”پروفیسر باری!۔ وہ کون ہے۔“ پروفیسر نے کہا۔
”اگر آپ انہیں نہیں جانتے پروفیسر!۔ تو میرے یہی کہہ سکتا ہوں کہ تم پروفیسر لایق علی نہیں ہو سکتے۔“ عمران نے اس بار ٹریس

اور رولوروں کی ذرا برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

”کیا ضرورت ہے۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تمہاری باتیں سن رہوں۔ اس کوٹھی سے تو تم بچ نکلے تھے۔ لیکن اب میجر پرودے منہ نہاتے ہوئے کہا۔

”تو تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم نواؤں کی میں یہاں آ بیٹھنے میں میجر صاحب! میں نے تمہاری دونوں کاریں خالی جاتی دیکھ لی تھیں۔ اور وہ اسی رات سے گئی ہیں۔ پھر یہ دربان صاحب تو بھی جال چلتے ہوئے آئے۔ اس کے بعد لیڈی ظاہرہ صاحبہ اپنی آواز نہ چھپا سکیں۔ اور تم نے میک آپ تو اچھا کر لیا ہے۔ لیکن رانا تھور علی صندوچی سے اچھا میک آپ نہیں کر سکتے۔ میں نکلو صرف اس لئے تمہارا کچھ وقت لے لیا تاکہ معلوم ہو کہ یہاں تم کتنے افزاؤ ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”فائر۔“ اچانک میجر پرودے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی دربان نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔

لیکن جیسے ہی پرودے کے حلق سے فائر کی آواز نکلی۔ عمران کے جسم نے ٹکھٹک جھٹکا کھایا اور جس صوفے پر وہ بیٹھے تھے بجلی کی سی تیزی سے دھچکے الٹ گیا۔ اور مشین گن کی گولیاں اس صوفے کے نیچے حصے میں پھنس کر رہ گئیں۔ کیونکہ صوفہ پرانے زمانے کا تھا اور اس زمانے میں صوفے کی گدیوں کے نیچے کپاس بھری جاتی تھی۔

میجر پرودے تیزی سے آگے بڑھا ہی تھا کہ اچانک فائر بڑا اور دوسرا لمحے پرودے کے اعضاء سے بڑا اور نکلا کر دور بڑھا۔ اور اسی لمحے صوفہ

میں کہا۔

”کیا مطلب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟“ پروفیسر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

”اب وقت ضائع کرنا فضول ہے۔“ اندر آ جاؤ کیپٹن۔“ اچانک سیکرٹری آفتاب نے تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے دربان مشین گن لے اچھل کر اندر گیا۔ اس کے ساتھ ہی سیکرٹری کے ہاتھ میں بھی رولور نظر آنے لگا۔ پروفیسر اور گلشن بھی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ اب ان کے اعضاء میں بھی رولور تھے۔

کیپٹن ٹیکل کا جسم سیدھا ہوا۔ لیکن عمران نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔

”چلو اچھا ہوا۔ آپ لوگ مزید منافقت سے بچ گئے۔ بہر حال آپ نے جگہ اچھی تلاش کر لی ہے۔ وہ اصل پروفیسر اور گلشن وغیرہ کہاں ہیں۔“ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”وہ زندہ ہیں۔“ نکل کر دے۔ لیکن تم یہاں سے زندہ واپس نہیں جا سکتے عمران۔ میں نے تمہاری کار بھجانی لی ہے۔ میں نے اسے ملٹری انیشی جنس کے برآمدے میں کھڑے دیکھا تھا۔“ سیکرٹری آفتاب نے کہا۔

”اچھا۔ کمال ہے میجر پرودے! بڑی تیز نظریں میں تمہاری۔ اب میں بتاؤں کہ میں نے تمہیں کیسے چک کیا۔“ عمران نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے اسے ان مشین گنوں

اور یہ اس وقت تو واقعی کمال بن گیا جب کہ درمیان میں صوفہ ہونے کی وجہ سے عمران اس کی پوزیشن بھی نہ دیکھ سکا تھا۔

چلو ٹھکر ہے۔ تم نے تعریف تو کی۔ ایک تو تم ذرا سی بات کرنے کا بھی وقت نہیں دیتے۔ فوراً گولیاں چلانا شروع کر دیتے ہو۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تم کیا باتیں کرنا چاہتے ہو۔۔۔“ یہ میجر رمود نے سنجیدہ لہجے میں لوجھا۔

بٹشکپٹن شکیل!۔۔۔ یہ اسلحہ اکٹھا کر کے ایک طرف ڈال دو۔ اگر اس دوران کسی نے حرکت کی تو میجر وہ ہمیشہ کے لئے بے حرکت ہو جائے گا۔۔۔ اس کے بعد اطمینان سے بات کریں گے۔ عمران نے کپٹن شکیل کے ساتھ ساتھ وہاں موجود افراد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

”کوئی حرکت نہ کی جائے۔۔۔“ پر رمود نے اپنے ساتھیوں سے لہا اور اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے ماتھی بھی اس کی پیروی میں پیچھے ہٹ گئے۔ اور کپٹن شکیل نے ٹھوکروں کی مدد سے اسلحہ اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔

اور پھر جیسے ہی وہ کپٹن طارق کے سامنے سے مٹیں گن اٹھانے کے لئے جھکا، کپٹن طارق نے بجلی کی سی تیزی سے لات گھمائی اور کپٹن شکیل اچھل کر پیچھے کھڑے عمران سے جا ٹکرایا۔ ضرب اس قدر زوردار تھی کہ کپٹن شکیل واقعی کسی گیند کی طرح اچھلا تھا اور اچانک ٹکرائے کی وجہ سے وہ عمران کو بھی اپنے ساتھ ہی لے گیا۔ کپٹن شکیل کولات

اڑتا ہوا ان کے اوپر آگرا۔ میجر رمود تو تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہو گیا لیکن لگش، پروفیسر اور دربان صوفے کی زد سے نہ بچ سکے۔

”اب بولو میجر رمود صاحب۔۔۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اب وہ اور کپٹن شکیل ہاتھوں میں ریوا اور لئے کھڑے تھے۔ عمران کے بولنے سے پہلے ہی کپٹن شکیل نے بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ لگائی اور اس نے صوفے سے ٹھکر کر اٹھتے ہوئے ان عینوں کو کور کر لیا۔ ”تم نے میرا ریوا اور کیسے ہٹ کر لیا۔۔۔“ یہ پر رمود نے بڑے

حیرت جبرے لہجے میں کہا۔ وہ اب بھی حیرت جبرے انداز میں اپنے خالی ہاتھ کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی اس کے ہاتھ سے ریوا اور کھل چکا ہے کیونکہ درمیان میں تو صوفہ تھا جس میں سے مٹین گن کی گولیاں کراس نہیں ہو سکتیں تو ریوا اور کی گولی کیسے کراس ہو گئی۔ ”ایسے۔۔۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے داسا ہاتھ اکٹھا کر فائر کر دیا۔ دو ٹھکرے کپٹن طارق کے حلق سے چرچ نکلی گئی۔ وہ بڑی خاموشی سے فرش پر پڑی مٹین گن کی طرف ہاتھ بڑھا رہا تھا۔

عمران کے ریوا اور سے بچنے والی گولی چھت سے ٹھکر کر ساتھ ڈبے کا نوازیہ بنا کر بنوئی خشک کپٹن طارق کے ہاتھ سے اکھرائی تھی۔ ”اوہ کمال ہے۔۔۔“ واقعی ہاں نشانہ باز ہو۔۔۔ میجر رمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران نے واقعی کا زائما اٹھا دیا ہے کہ صوفے کی دوسری طرف سے فائر کیا اور گولی چھت سے ٹھکر کر تلپی اور یہی رمود کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوا اور سے آٹھرا لیا

اس نے گلشن کو ایک طرف اچھالا لیکن اس کے اٹھتے ہی پر مود نے
چھلانگ لگائی اور اس کی فلائنگ بالک پوری قوت سے عمران کے
سینے پر پڑی اور اس کے ساتھ ہی پر مود نے قلابازی کھائی اور اس بار
اس نے اپنے سر کی زوردار کرکیٹین شکیل کی پلپسوں پر ماری اور پھر وہ
میدھا کھڑا ہو گیا۔

عمران اور کرکیٹین شکیل دونوں ہی تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے
لیکن اب پر مود کے ہاتھ میں خنجر چمک رہا تھا۔
تمہاری موت میرے ہاتھوں ہی لکھی ہوئی ہے عمران۔
یہ مجھ پر مود نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

اچھا۔۔۔ کاش تم صنف نازک ہوتے۔ کم از کم شہید نازک
تو کہلا سکتا۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”ابھی تمہاری یہ جھلکی ہوئی زبان بند ہو جائے گی۔“ میجر پر مود
نے کہا۔ وہ خنجر بڑے مہارتانہ انداز میں دونوں ہاتھوں میں الٹ لیٹ رہا
تھا۔ اس کے ہاتھوں میں اس قدر تیزی تھی کہ خنجر پر آنکھ نہ ملکتی تھی۔
”سنو۔۔۔ مجھے مرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن

ایک شرط ہے کہ تمہارے ساتھی مداخلت نہ کریں۔ ورنہ اس بار
ان کی ردِ حین ان کے جھول میں نہ رہ سکیں گی۔“ عمران نے بھینٹ
سنبھالنے میں کہا۔

”کوئی مداخلت نہ کرے۔“ میں اس شیطان کو جہنم میں پہنچا دوں۔
پر مود نے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک ایک قدم
اُگے بڑھنے لگا۔ خنجر اس طرح بجلی کی سی تیزی سے دونوں ہاتھوں

ماتے ہی کیپٹن طارق بجلی کی سی تیزی سے پیش کن اٹھانے کے لئے جھکا
ہی تھا کہ کیپٹن شکیل ایک بار پھر اس طرح اچھل کر کیپٹن طارق سے آ
ٹکرایا جیسے گیند کسی دیوار سے ٹکرا کر واپس لوٹتی ہے اور وہ دونوں
ایک دوسرے سے ٹکرا کر فرش پر گر گئے۔

عمران نے کیپٹن شکیل کو واپس تو اچھال دیا تھا لیکن اچانک ٹکراؤ
کی وجہ سے رولور اس کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ چنانچہ اس موقع
سے میجر پر مود نے فائدہ اٹھایا اور اس نے چھلنے کی طرح چھلانگ لگائی
اور فرش سے اٹھتے ہوئے عمران سے آٹکرایا۔ عمران نے بجلی کی سی
تیزی سے کروٹ بدلی اور پھر جسے ہی پر مود کے ہاتھ فرش سے ٹکرائے
عمران کی ٹانگیں کسی پرکار کی طرح ٹھوہیں اور پر مود اچھل کر پروفیسر اور
گلشن سے جا ٹکرایا۔

”بس اب ہاتھ اٹھا دو تو!۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھپا سا رولور نکال لیا۔
ادھر کرکیٹین شکیل اور کیپٹن طارق دونوں ایک دوسرے سے اُٹھے

ہوئے تھے۔
”بٹ جاؤ شکیل!۔“ ابھی ریسنگ کا وقت نہیں ہوا۔
عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ لیکن جسے ہی
وہ پیچھے ہٹا۔ پر مود کا داؤ چل گیا۔ اس نے پاس کھڑی گمشدہ کو بھینٹ
عمران پر اچھال دیا اور گلشن پیچھے ہٹتی ہوئی عمران سے جا ٹکرائی۔

”اے باپ رے۔“ بکروڈی رے۔ بڑا خوف ناک
ٹکراؤ ہے۔“ عمران نے نیچے گرتے ہی کہا اور اس کے ساتھ ہی

نواخواہ پر دل خالص کرنے کا نامہ — عمران نے ٹھنڈے لہجے پر کہا اور کیمین ٹیکس ٹھنک کر رگ گیا۔

”آپ۔ انہیں جان بوجھ کر ڈھیل دے رہے ہیں۔“ کیپٹن نے

نے جوت صلیبی ہوئے کہا۔
 "تو اور کیا کرتا۔ جب کہان ہی ایک عورت کی لات کھا کر چھڑ
 شروٹ کر دے تو باقی کھلاڑی تو ڈھیلے پڑنے ہی میں"۔ علم
 نے سہلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ! وہ تو اچھا کہ اس نے کائنات مار دی تھی“ — کیا آپ نے

تو ادر کیا وہ چھپے اخبار میں اشتہار دیتی۔ — موصول بجاتی۔ تب
لات مارتی۔ — عوان نے کہا اور پینٹن لیگل ظاہر ہے کیا جو
دستا۔ نظرس جیکار کر خاموش گس گیا۔

دیتا۔ نظریں جھک کر خاموش ہو گیا۔
دراصل میں چاہتا ہوں کہ میجر پرودہ جیسے آدمی کو کچھ بھگ دوڑ کر
مل جاتے۔ غروب یہ نہ سوچے کہ عمران کے ملک میں گئے بھی
اس نے مہمان نوازی نہ کی۔ بہر حال آؤ۔ پروفیٹر اور اس کا
جھپکی گلشن زندہ ہیں تو انہیں ڈھونڈیں۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اور واپس پلٹ پڑا۔

ہم اندامیں زیادہ تھے میجر۔۔۔ محمد نضر و الزہرا دونوں کو مار گرتے۔
 لیکن طارق نے تو انہیں بچھڑتے ہوئے کہے۔

وہ تو ہم جس وقت جاہیں گے۔۔۔ انہیں مار گرامیں گے کیسٹین
 راق!۔۔۔ ایکسٹو انواہ وقت نسلخ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔
 مارا اصل مشن ویسے ہی بڑا ہوا ہے۔۔۔ میجر ریوڈ نے مونٹ
 مجھے بوسے کہا۔ وہ اس وقت ایک چھپوٹی سی کونٹری کے کمرے میں
 بیٹھ رہے تھے۔

پروفیسر کی کوٹھنی سے نکلتے ہی انہوں نے شہر میں سفید کار چھوڑ
ناکھی اور پھر میکسی کے ذریعے وہ گارڈن ٹاؤن کی اس کوٹھنی میں
تھے تھے۔ توفیق کے پوچھنے پر پرہود نے اسے بتایا تھا کہ اس کی
ہدایت پر دونوں کاریں شہر میں تباہ کروئی گئی ہوں گی۔ لیکن پھر بھی
منا ہے کہ ان کی رہائش گاہ سیکرٹ سروس کی نظروں میں آچکی ہو

اس لئے فی الحال وہاں جانا خطرے سے خالی نہ تھا۔ اور پھر اس نے دوسری دلیل یہ دی تھی کہ عمران وغیرہ نے ان کا تقاب نہیں کیا۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اسے معلوم تھا کہ ہم لوگ اپنی رہائش گاہ پر ہی جائیں گے۔

ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنے ساتھیوں سے رابطہ قائم کر کے صورتحال معلوم کر لیں۔۔۔ توفیق نے کہا۔

”ابھی نہیں وہیں رہنے دو۔۔۔ عمران اور اس کے ساتھی یقیناً اب پورا زور اس رہائش گاہ کی تلاش پر لگا دیں گے۔۔۔ اور میں اس دوران اصل مشن پر کام کر لینا چاہتا ہوں۔“ میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اس لیبارٹری میں تو اب داخل ہونا ناممکن ہے میجر۔۔۔ ائذ تو سارا سلسلہ ہی کمپیوٹر کنٹرول ہے۔۔۔ کمپیوٹر طاری نے کہا۔

”پرواہ نہ کرو۔۔۔ جب پرمود کام کرنے پر آئے تو کمپیوٹر اس راستہ ہمیں روک سکتے۔۔۔ تم اس لیبارٹری کا لفظ نہ بتاؤ۔۔۔ میں اتے دوران اس لیبارٹری پر ریڈ کرنے کے لئے اس کے اور کاروں کا بندوبست کروں۔۔۔ پرمود نے کہا۔ اس نے سلیفین اپنی طرف کھسکایا۔

یہ رہائش گاہ بھی بگنازیہ کے سفارت خانے سے متعلق تھی اور یہاں آنے سے پہلے میجر پرمود نے سفارت خانے کی معرفت ایسی کئی جگہوں کا بندوبست کر لیا تھا کہ ضرورت پڑنے پر وہ انہیں استعمال کر سکے۔

لیس۔۔۔ پنی لے نوکینڈ سیکرٹری۔۔۔ نمبر گھما تے ہی دوسرے طرف سے ایک مہجاری آواز سنائی دی۔

”زیر و زرو ناؤں۔۔۔ سیکنڈ سیکرٹری سے بات کراؤ۔“ میجر پرمود نے کراخت بچے میں کہا۔

”لیس سر۔۔۔ ہولڈ ان کیجیے۔“ دوسری طرف سے بولنے والے لہجہ کی کھنٹ مودبان ہو گیا۔

”لیس سبطین سپیکنگ۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بگنازیہ سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری سبطین کی آواز سنائی دی۔

زیر و زرو ناؤں بول رہا ہوں سبطین صاحب۔۔۔ پرمود نے شک بچے میں کہا۔

”لیس فرمایتے۔۔۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔“ سیکنڈ سیکرٹری نے پوچھا۔

”میں اصل مشن پر ریڈ کرنے والا ہوں۔۔۔ آپ پوائنٹ نمبر نوے پر فہرہ انجن کی کاپیوں۔۔۔ الیون تھری کیل کے بلاسٹ بم کم از کم دو درجن فہرہ دیں۔۔۔ چار سپر گیس ماسک۔۔۔ چار سٹین گنیں مع فالتو میگزین

ہواؤں اور اس کے ساتھ وہ سامان بھی جس کی لسٹ آپ کو کرنل مونی معرفت مل چکی ہوگی۔“ پرمود نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ کس وقت چاہیئے۔“ سبطین نے پوچھا۔

”کتنی دیر میں بندوبست ہو سکتا ہے۔“ پرمود نے پوچھا۔

”زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے لگیں گے۔“ سبطین نے جواب دیا۔

”اوسکے۔۔۔ ٹھیک وقت ہے۔“ کوڈ زیر و زرو ناؤں ہی ہو گا۔

تہائی احتیاط سے ہونا چاہیئے۔“ میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریور رکھ دیا۔

توفیق!۔۔۔ ہم اور کیپٹن طارق دونوں نے میک آپ میں لیبارٹری
چلے جاتے اور وہاں باکر حالات کا جائزہ لیا تاکہ ریڈ کر تے وقت کوئی ناگہانی
صورت حال نہ آجائے۔۔۔ سپیشل زیرو پر مجھے رپورٹ دے
دیں۔ میں اور طاہرہ آجائیں گے۔۔۔ پر مود نے کہا۔
"میں وہاں کے سیکورٹی انچارج میجر جمال کا میک آپ کر لیتا ہوں
میں اسے چھاپ لوں گا۔۔۔ اس کے بعد ہمیں بے حد آسانی ہو
جائے گی۔۔۔ کیپٹن طارق نے اٹھتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے۔۔۔ پر مود نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کیپٹن
طارق اور توفیق دونوں اٹھ کر اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ تاکہ
نئے میک آپ کے ساتھ ساتھ لباس بھی بدل لیں۔
کار توڑے نہیں۔۔۔ یہ جائیں گے کیسے۔۔۔ ہاں کے
جاتے ہی لیڈی طاہرہ نے پوچھا۔
توفیق کار جوڑی کرنے میں ماہر ہے۔ بے مکر رہو۔۔۔ پر مود نے
کہا اور لیڈی طاہرہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلادیا۔
میجر!۔۔۔ اگر لیبارٹری پر چمک کرنے سے پہلے ہم سیکورٹی مروس خال ہو
پر عمران کا صفحا کر دیتے تو ہمیں جہد آسانی ہو جاتی۔۔۔ لیڈی طاہرہ
نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔
اس میں خاصا وقت ضائع ہو سکتا ہے اور پھر مری عادت کہ مجھے
براہ راست کام کرنے میں لطف آتا ہے۔۔۔ یہ جاتوسی قسم کی حرکتیں
میرے پس کاروگ نہیں میں۔۔۔ پر مود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
وہ تو ٹھیک ہے۔۔۔ ہماری تربیت ہی اس قسم کی ہوتی۔ لیکن میں۔

محسوس کیا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی جہد نوشار اور تیز میں اور مجھے
یقین ہے کہ انہوں نے لیبارٹری پر خصوصی نگرانی کر رکھی ہوگی، انہوں نے وہاں
موسکابے جارے لے کوئی جالی بھی بچھا رکھا ہو۔۔۔ لیڈی طاہرہ نے کہا۔
میں اس جالی کو توڑنے کی ہمت رکھتا ہوں طاہرہ!۔۔۔ میں نے اے
میکروں کوں جال پہلے بھی توڑے ہیں۔۔۔ ہاں اگر میں نے وہاں محسوس کیا کہ
لوگوں کا صفحا کئے بغیر اہل مشن پورا نہیں ہو سکتا تو پھر ان پر موت بن کر
پھنسون گا اور دیکھوں گا کہ یہ میرے اٹھوں سے کس طرح بچ سکتے ہیں۔
مود نے با اعتماد لہجے میں کہا۔
"اب آپ کا کیا پروگرام ہے میجر! کیا آپ واقعی مشین گنیں چلاتے اور
چمکتے ہوئے لیبارٹری میں گھس جائیں گے اور پرو فیسیرار کی کو امٹھا کر
لاؤں گے۔۔۔ لیڈی طاہرہ نے کہا۔
نہیں ایسی بات نہیں ہے اس طرح تو سوائے نقصان کے اور کچھ
فی نہیں ہو سکتا۔ کیپٹن طارق اور توفیق وہاں جا کر پہلے پوزیشن سنبھالیں
پھر وہ لیبارٹری کے کسی کمزور پہلو کی نشاندہی کریں گے اور اس کے بعد ہم
مزدور پہلو پر حملہ کریں گے۔ لیکن یہ کام عام جاسوسوں کی طرح محسوس میں
نے کی بجائے گھنٹوں میں ہو گا پس فرق صرف اتنا ہی ہے۔
پر مود نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار لیڈی طاہرہ نے اطمینان بھر
زمیں سر ہلادیا۔

بگاریہ یا کوئی اور ملک اس بنیادی فارمولے کی تیاری تک پہنچے گا جہاں
اور شوکران کے سائنسدان اسے اور زیادہ ایڈوائس کر چکے ہوں گے
اس طرح یہ صورت حال ہمیشہ جاری رہے گی اور چونکہ مجھے یقین ہے
کہ میجر برمودس کی طرح بھی ایسا بارٹری کے اندر داخل نہ ہو سکے گا۔ بس
وہ جکے کرتا رہے گا۔ مگر انا رہے گا۔ اس طرح بگاریہ والے
اسی راکٹ بنا کرتے رہیں گے اور اگر وہ لیبارٹری میں گھسنے میں کامیاب
ہو بھی گیا تو پھر ہم اسے جرم کرتے ہوئے پکڑ لیں گے اور پھر اس کے
بدلے میں ہم اپنے کسی دھمی ایجنٹ بگاریہ کی قید سے چھٹوا لیں گے
دووں ہی صورتوں میں جہاں فائدہ ہے۔ میجر برمودس کی موت سے
یہ سارے فائدے ختم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے یوں سمجھو کہ بس میں اسے
جھکا جھکا کر تھکانا چاہتا ہوں۔ عمران نے بڑے سنجیدہ ہلچے
میں اپنی لائن آف ایکشن بتاتے ہوئے کہا۔

”مطلب یہ کہ آپ میجر برمودس کے ساتھ جلی چور ہے والا کھیل کھیل
رہے ہیں۔“ بلک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”ایک تو ہمیں آج تک مذکر مونث کی تمیز ہی نہیں آئی۔“ مہلے
آدمی! — اب میں اپنے آپ کو چونا سمجھوں یا برمودس کو۔ اگر ایسی
ہی بات ہے تو پھر مجھے جو لیا کہ پر دوڑ چھوڑنا پڑے گا اور آج کل
ایچی دوسرے۔ اگر جلی چور ہے میں صلح نہ کر سکتی تو سو دو دنوں بلکہ
نورہیمت یتیموں کی کس گلی میں گھنٹی باندھنے کے لئے کھینچی اٹھائے
پھر تے نظر آئیں گے۔“ عمران نے کہا اور بلیک زیرو قہقہہ مار کر
ہنس پڑا۔

”میلے“ نے جان اوجھ کر میجر برمودس اور اس کے ساتھیوں کو ڈھیس
وے دی تھی۔ ورنہ وہ اتنی آسانی سے وہاں سے نہ نکل سکتے
تھے۔ لیکن میرا مقصد اور تھا۔ میں میجر برمودس کو ایسے وقت پکڑنا چاہتا
ہوں جب اس پر جرم ثابت ہو سکے۔ کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ ڈی بی جی
کے خلاف بی بی الاوامی طور پر ہمارے سول ضابطوں سے مخالفت ہیں اگر
ابھی انہیں پکڑ لیتے یا مار ڈالتے تو ہمیں کچھ بھی حاصل نہ ہو سکتا اور بگاڑیہ
والے کوئی نیا ڈی ایجنٹ بھیج دیتے۔ میں انہیں اس سے
ڈھیس وے رہا ہوں تاکہ یہ اس دھند سے میں اُلجھے رہیں۔ مجھے
بتایا گیا ہے کہ پروفیسر بارکی کے فارمولے کی تیاری میں زیادہ سے زیادہ چند
ہفتے لگیں گے۔ اس کے بعد پروفیسر بارکی یا اس کا فارمولا جاسے نہ
بگاریہ ہو جائے گا۔ اس کے بعد اگر پروفیسر بارکی کو اغوا کر لیا جاتا ہے تو اس
سے کوئی فخر نہ پڑے گا۔ کیونکہ بنیادی ہتھیار تیار ہو چکا ہوگا اور جب تک

”کیپٹن ٹیکس نے تو بڑی شکایت کی تھی کہ عمران نے جان بوجھ کر میجر پرود کو جانے دیا۔ ورنہ وہ اس کا تعاقب کر کے اُسے لازماً گھیر لیتے۔“

بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔
”وہ تو ایک عورت کی لات کھا کر فرش پر پڑا چیاؤں چیاؤں کر رہا تھا اور شکایت کرتے وقت تو اس کا انداز ایسا سوگا جیسے وہ رستم زمان ہو۔ اور عمران بے چارہ مٹی کا مادھو مو“۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں نے اُسے کہہ دیا تھا کہ عمران نے میری ہدایت پر عمل کیا ہے ظاہر ہے اس کے سوا اور کیا کرتا۔“ بلیک زیرو نے جواب دیا۔
”صفدر کی طرف سے کوئی رپورٹ ملی ہے۔“ عمران نے بیکھرت بخیرہ مواتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں!۔۔۔ انہوں نے لیبارٹری کی سیکیورٹی کا مکمل چارج سنبھال لیا ہے۔“ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”اور ان کاروں کا کیا ہوا؟“ عمران نے پوچھا۔
”وہ کاریں شہر میں روک دی گئیں اور پھر دونوں کاریں دھماکے سے تباہ ہو گئیں۔“ نمبر پینٹیس جلی تھیں۔“ بلیک زیرو نے جواب دیا۔
”اودہ اس کا مطلب ہے کہ اب پرود اور اس کے ساتھیوں کا انتظار لیبارٹری پر ہی کیا جائے۔“ عمران نے کہا۔

”ظاہر ہے ان کا اصل ٹارگٹ تو وہی ہے۔“ بلیک زیرو نے ہر دھاتے ہوئے کہا۔

”میجر پرود کی فطرت ایسی ہے کہ وہ یقیناً فوری طور پر لیبارٹری پر حملہ

کرنے کی کوشش کرے گا اور ہو سکتا ہے کہ آج رات ہی وہ حملہ کر دے اس لئے ہمیں آج رات اس کے لئے دہاں جال بھادینا چاہیے۔“ عمران نے میز پر پڑے ہوتے کاغذ کا پتہ اپنی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔ اور پھر بال پوائنٹ اٹھا کر اس نے تیزی سے اس پر لکھنا شروع کر دیا۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا رہا۔

کافی دیر تک کھٹنے کے بعد عمران نے بال پوائنٹ بند کر کے واپس رکھا اور کاغذ بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔

”اسے پڑھو۔۔۔ اور اس کے مطابق مارا انتظام کر لو۔“ اس آرٹیشن کو تم نے خود ڈیل کرنا ہے۔ انچارج تم خود دے گے میں نے ایک اور کام کرنا ہے۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو کی آنکھیں میز سے چمک اٹھیں۔ کیونکہ عمران نے اُسے خود فیملی میں کام کرنے کا موقع دے دیا تھا۔

”کوئی مسئلہ ہو تو لی ایون ٹرینسٹریٹر پر مجھ سے بات کر لینا۔“ عمران نے کہا اور اچھڑ کر آرٹیشن روم سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد آکسس کی کار وائش منزل سے نکل کر تیزی سے رانا ڈاؤس کی طرف بڑھی جا رہی تھی اس نے جان بوجھ کر بلیک زیرو کو اس مہم کا انچارج نہ دیا تھا کہ ان کے ذہن میں ایک اور پلاننگ ابھر رہی تھی۔ ایسی پلاننگ جس سے وہ میجر پرود کو دل جھک کر کھینچ کر سکتا تھا۔

”مارٹن!۔۔۔ اب جو ناکا شادی کرادو۔۔۔ رانا ڈاؤس میں پہنچتے ہی حوزف نے سرگوشیاں لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیوں۔۔۔ کیا وہ کسی کام کا لایا ہے۔“ عمران نے بھی اسی انداز

میں پوچھا۔ جو ان اس وقت وہاں موجود نہ تھا۔
 بھنگا لانا تو بھر تمہیں کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ سارا دن کمرے
 میں بیٹھا آہیں بہتا رہتا ہے اور ڈسکو میوزک سناتا رہتا ہے۔
 جوزف نے کمرے میں نہ گئے۔
 ڈسکو میوزک تو جیلو قابلِ برداشت ہے۔ لیکن یہ آپیں بھرنے
 والا مسئلہ البتہ خراب ہے۔ پہلے زمانے میں لوگ چمپیں بھرا کرتے
 تھے خوش رہتے تھے۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے جو انہی وہاں
 پہنچ گیا۔
 اے ہاس! آپ کب آئے۔ جو انہی نے مسرت بھر سے

لہجے میں کہا۔
 تمہیں آپیں بھرنے سے فرصت ملے تو پہلے چلے کر اس دنیا میں ہاس
 کام کی کوئی چیز بھی رہتی ہے۔ عمران نے روکھ جانے والی بیوی
 کے سے انداز میں کہا اور جو انہی نے اختیار نہیں پڑا۔
 "آپیں بھرنے" کیا مطلب۔ میں کیوں آپیں بھروں؟
 جو انہی نے چونکتے ہوئے کہا۔

مجھے تو معلوم نہیں۔ جوزف کہہ رہا ہے کہ جو انہی کی اب شادی
 کرادو۔ بے چارہ بالغ ہو گیا ہے۔ آہیں بہتا رہتا ہے اور ڈسکو میوزک سناتا
 ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ہاس! ایک تو اس کا لے نے میرا جنیہا حرام کر رہا ہے سارا دن
 شراب پیتا رہتا ہے اور سینے پر کلاس ناٹا رہتا ہے۔ میں ذرا لمبے
 لمبے سانس لے کر یوگا کی مشقیں کروں تو کہتا ہے کہ تمہیں عشق ہو گیا ہے

بس تم کسی کام کے نہیں رہے۔ اور سنا کہ کس کس دیوتا کے حوالے
 دے دیکھ مجھے ڈرانے کی کوشش کرنا رہتا ہے۔ جو انہی نے جواب
 دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ تم دونوں کو مغفّت کی روٹیاں مل رہی ہیں اس لئے
 تم دونوں ہی بے کار ہو گئے ہو۔ چلو تیار کی کرو تاکہ تمہاری اہل ورزش
 نوکے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوہ ہاس ویری گڈ! واقعی میں تو بے کار رہتے رہتے اب
 مرنے کی حد تک تنگ آچکا ہوں۔ جو انہی نے مسرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔
 "جسم تو تمہارا اسی طرح وسیع و عریض ہے۔ تنگ تو کہیں سے
 نہیں ہوا۔ بہر حال آؤ۔ میں تمہارا میک اپ کر دوں۔ ذرا تم دونوں تو
 رات کو نظر ہی نہ آؤ گے۔ عمران نے کہا اور وہ دونوں کو لے
 ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

تقریباً ایک گھنٹہ مصروف رہنے کے بعد جب عمران ان دونوں سمیت
 ڈرائنگ روم سے باہر نکلا تو عمران سمیت فیمنز کا ٹیلیکمر بدل چکا تھا۔
 جوزف اور جو انہی دونوں گور سے چٹے سرخ ہاس والے غیر ملکی لگ رہے
 تھے۔ ان دونوں کے جہوں پر سلیپی اور گھرے راؤن رنگ کے سوٹ ٹھے
 اور دھرتی لگ رہے تھے جب کہ عمران خود بھی کوئی غیر ملکی لگ رہا تھا۔
 "کرا کیا۔ جے ہاس۔ جو انہی نے خوشیلے لہجے میں کہا۔

"شادی۔ اور کیا کر سکتے ہو۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "شادی کس کی ہاس۔ تمہاری۔ اسے فار گاڈیک۔ یہ ظلم
 کرنا۔ خداوند جو شوا کا غضب شادی کی صورت میں ہی ڈالتا ہے۔

جو حنف نے فخر فرمایا ہے میں کہتا ہوں۔
 تمہارا۔۔۔ جو سناؤ کہ کونسا رہ گیا ہو گا۔۔۔ عثمان نے غصے
 سے کہا اور پھر اس نے شیعہوں کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نبر ڈال
 کرنے شروع کر دیتے۔

ہیں۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔
 "عمران بول رہا ہوں۔ اپنی کار کے رانا کو اس پہنچ جاؤ۔ میں
 انتظار کر رہا ہوں۔" عمران نے کہا اور رسور رکھ دیا۔
 "اب پروگرام سن لو" عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے جوان اور جوزف
 سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ تفصیل سے اپنی پلاننگ بتانے لگا۔
 دیر ہی ٹیم ڈسٹراب۔ اب مزہ آئے گا۔ جوزف اور جوان دونوں
 ہی ہلانگ ٹیم کے کراچیل بن گئے۔

چند لمحوں بعد کال میں بھی اور ٹائیگر اندر آ گیا۔ ٹائیگر پہلے تو ان مینوں کو دیکھ کر چونک پڑا۔

کمال ہے عمران صاحب!۔۔۔ یہ تو میک آپ نہیں بلکہ جادوگر ہے۔
مجلوں کی تصویر کشائی کے جوڑ اور جانا بھی اسے گور سے ہو کر
ہیں۔۔۔ آئیگر نے میک آپ کا پتہ چلنے پر حیرت کھر لہجے میں کہا۔
کہ تو تمہیں نیگرو بنا دوں۔۔۔ عمران نے منکرانہ ہنسنے کہا
اور پورے ساتھ لئے وہ ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

لیبارٹری کے اوپر بنی ہوئی پینٹ فیکٹری بند ہو چکی تھی اور نالٹو
 قسم کا علمہ چھٹی کر کے باجھکا تھا جب کہ ٹیکورنی کا علمہ ویسے ہی موجود تھا۔
 صفدر نیکٹری کی سائیز میں سے ہوسے ایک ملینا کی چوٹی پر چڑھا
 موڈورین آنکھوں سے لگائے بیٹھا تھا۔ اس کے پاس ایک رٹائیز
 لٹا ہوا تھا۔ ڈورین کے لینز خاص قسم کے تھے جن کی وجہ سے گہرے
 ڈھیرے میں بھی آسانی سے کسی کی نقل و حرکت چپک کی جاسکتی تھی۔ ایک
 ٹین کی مدد سے لبرٹری پورٹیشن بدلی جاسکتی تھی۔

معدن جس رنج پر بیٹھا ہوا تھا وہاں سے نیکیری کے ارد گرد کا تقریباً
 بن چوتھائی حصہ آسانی سے چپکایا جاسکتا تھا۔ اس اعداد کے پورے کرنے
 کے لیے نظر سے صاف تھا اس لئے معدن نے ایک طویل سالیں لیتے ہوئے
 زمین کو ایک طرف رکھا اور جب سے سگرٹ کا ٹکٹ نکال کر اس نے
 ٹکٹ نکالا اور پورے لائٹر سے اسے جلا کر لمبے لمبے کش لینے لگا۔ عام طور

پہلے کی خبر کیسے ہو سکتی تھی۔ جب کہ اس سے پہلے اکیٹھو کے متعلق اس کا ہم خیال تھا کہ وہ دانش منزل میں بیٹھا ہوگا۔ لیکن اب اس کا حال کے بعد وہ پوری طرح غماض ہو گیا۔ اس نے دوبارہ دور بین آنکھوں سے لگائی اور سامنے ہی اندھیرے میں دیکھنے والا بن بھی پر لیس کر دیا کیونکہ پہلے کی نسبت اب ماحول پر اندھیرے کی گرفت زیادہ تیز ہو گئی تھی۔

دور بین آنکھوں سے لگاتے ہی وہ بری طرح چونک پڑا۔ اُسے اور شہر کی طرف سے آنے والی ٹرک پر ایک کار کا میلو سا فیکٹری کی لفٹ آگیا دکھائی دے رہا تھا۔ کار کی ہیڈ لائٹس بند تھیں اس بات پر صفر چونکا تھا۔ اگر مخصوص قسم کے لینز دور بین میں فٹ نہ ہوتے تو اتنی موٹی کار اُسے کسی صورت بھی نظر نہ آ سکتی۔ وہ چند لمحے کار کو دیکھتا رہا اور پھر اُسے ایک اور رابطہ ٹرک سے ایک جیب بھی اسی پولیشن میں آتی دکھائی دی۔

صفر نے جلدی سے ٹرانسپیر اٹھایا اور اس کا بین آن کر دیا۔

ہیلو۔۔۔ میلو صفر کا ٹنگ۔ اور۔۔۔ صفر نے تیز تیز بولے

ہی کہا۔

لیس۔ جولیا آئندہ ٹنگ۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز مانی دی۔

میں جولیا! پوائنٹ ایک سے ایک کار اور پوائنٹ دوس سے ایک جیب آ رہی ہے۔ دونوں کی ہیڈ لائٹس بند ہیں۔ اور ان کا رنگ فیکٹری طرف ہی ہے۔ اور۔۔۔ صفر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں انہیں چیک کرتی ہوں۔ تم بھی ان پر

پر وہ سگریٹ نہ رہتا تھا۔ لیکن جب کبھی نگرانی جیسے اور کام سے اس کا واسطہ پڑتا تو پھر اُسے سگریٹ کی طلب ہوتی تھی۔ البتہ سگریٹ جلد سے پہلے اس نے اپنا رٹن اس طرح کر لیا تھا کہ دور سے سگریٹ کا جھل ہوا سرا نظر نہ آ سکے۔

ابھی اس نے دو بین کش می لئے تھے کہ پاس پڑے ہوئے ٹرانسپیر سے مکی سی سی کی آواز سنی دی اور صفر نے چونک کر ٹرانسپیر کا بین آن کر دیا۔

"ہیلو۔ اکیٹھو۔ اور۔۔۔" ٹرانسپیر سے اکیٹھو کی آواز سنی دی۔
"لیس سرا۔ صفر بول رہا ہوں سرا۔ اور۔۔۔ صفر نے نوہ موڈ بانہ لیے ہیں جواب دیا۔

تم نے سگریٹ کیوں سنگایا ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ گزرا۔ وقت سگریٹ پینا ناقابل معافی جرم ہے۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے اکیٹھو کی انتہائی گزشت آواز سنی دی اور صفر نے بری طرح چونک کر سگریٹ کو فرش پر مصل دیا۔

آئی ایم سوری سرا۔ میں نے تو حتی الوسع کوشش کی تھی کہ سگریٹ نظر نہ آ سکے۔ اور۔۔۔ صفر نے سچے موئے لہجے میں جواب دیا۔
آئندہ احتیاط رکھنا۔ ورنہ ٹرانسپیر کا ل کی سبائے گولی بھی تمہارے

پیشانی میں راستہ بنا سکتی ہے۔ اور آئندہ آن۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا کہ اور صفر نے سر ہلاتے ہوئے ٹرانسپیر کا بین آن کر دیا۔
کے تہہ پر شدید حیرت کے آثار نمایاں تھے۔ اکیٹھو کی یہ کال بتا رہی کہ اکیٹھو کہیں قریب ہی موجود ہے۔ ورنہ جھلا اُسے صفر کے سگریٹ

نظر رکھنا۔ اور اینڈ آف۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور صغدر نے ٹرانسیر آف کر کے نیچے رکھ دیا۔ اور دوہین دوبارہ آنکھوں سے لگائی۔ اور ایک بار پھر جوہک پڑا۔ کار کا رنخ بدل گیا تھا اور اب وہ ایک بائی روڈ پر سے گذر رہی تھی اور اس بائی روڈ کا اختتام اسی شہر پر ہوتا تھا جس پر جیب موجود تھی۔ اور جیب بھی اب شہر کی ایک سائید پر شہر کی بجلی تھی۔ لیکن جیب میں سے کوئی باہر نہ آیا تھا البتہ اندر کچھ بیوٹے سے بیٹھ نظر آ رہے تھے۔ کار کی رفتار خاصی تیز تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد کار بائی روڈ سے گذر کر اس شہر پر پہنچی اور پھر جیب کے قریب پہنچ کر رکنے لگی۔ کار کے دروازے کھلے اور اس میں سے دو افراد نکل کر جیب میں چڑھ گئے۔ کار کے دروازے بند ہوئے اور کار شہر کے واپس اسی بائی روڈ پر دوڑنے لگی۔ جب کہ جیب اب تیز سے آگے بڑھنے لگی۔

صغدر بڑی حیرت سے یہ جھاگ دوڑ دیکھ رہا تھا۔ کار بائی روڈ سے گذر کر بجائے آگے آنے کے واپس شہر کی طرف مڑ گئی۔ جب کہ جیب کافی آگے آکر ایک مکان کے چھانکے کے اندر جا کر غائب ہو گئی۔ صغدر نے ٹرانسیر اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

”یس صغدر سپیکنگ۔ اور“۔۔۔ صغدر نے ہٹن دبا کر کہا۔
”جولیا بول رہی ہوں۔۔۔ کار واپس چلی گئی ہے اور جیب ایک مکان میں غائب ہو گئی ہے۔۔۔ میرے خیال میں یہ کوئی اور چکر ہے اور“۔۔۔ جولیا کی آواز سنائی دی۔

میرے خیال میں اس مکان کو چیک کر لینا چاہیے اور“۔۔۔ صغدر نے کہا۔

”جھک ہے۔۔۔ میں تنویر۔ نعمانی اور چوہان کو بھیجتی ہوں۔ تم ان کی نگرانی کرتے رہنا۔ اور اینڈ آف۔۔۔ جولیا نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

صغدر نے ٹرانسیر رکھ کر دوہین دوبارہ آنکھوں سے لگائی۔ آتے جولیا کی پوریشن کا علم تھا۔ جولیا ٹیکسٹری سے کچھ فاصلے پر ایک مکان کی چھت پر لیٹی ہوئی تھی۔ جب کہ تنویر۔ نعمانی اور چوہان ٹیکسٹری کے اندر تھے۔ اس لئے وہ ان میں ایک تلاش سی پیدا ہوئی کہ ان تینوں کو لیبارٹری سے باہر بھیج دیا کہیں حمایت کے سبب نہ بن جائے۔ لیکن پھر وہ ناموس ہو گیا۔ کیونکہ ان تینوں کے علاوہ وہاں لیبارٹری کا اپنا سکیورٹی سٹاف بھی موجود تھا جس کا انچارج میجر جمال تھا۔ جو خاصا مستعد اور فرض شناس آفیسر تھا۔

تھوڑی دیر بعد صغدر نے ایک جیب کو ٹیکسٹری سے نکل کر تیزی سے اس علاقے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا جس میں وہ مکان تھا جس میں وہ جیب گئی تھی۔ صغدر ہونٹ جھپٹنے جیب کو جانا دیکھتا رہا۔ جس میں یقیناً تنویر۔ نعمانی اور چوہان موجود تھے۔

تھوڑی دیر بعد جیب اس مکان کے بندگیٹ پر پہنچ گئی اور پھر اس میں سے تین بیوٹے اچھل کر باہر آئے۔ وہ تینوں چھانک پر پہنچے اور پھر ان میں سے ایک نے جیسے ہی چھانک کو دیا ہی ٹپک کھٹک چلا گیا۔ وہ اندر سے بند نہ تھا اور پھر وہ تینوں ہی اندر غائب ہو گئے۔ صغدر کے

کی کار موجود تھی۔

چند لمحوں بعد اس کی کان فیکٹری کے گیٹ سے نکلے۔ وہاں میجر جمال نے اس سے پوچھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ لیکن صغدر نے اسے مشتارہ رہنے کا کہہ کر کار آگے بڑھنے لے گیا۔

مقدوری دیر بعد وہ اس مکان تک پہنچ گیا جہاں چٹانک کے پاس ہی تنویر اور اس کے ساتھیوں کی جیب موزوم تھی۔ چٹانک اسی طرح کھلا ہوا تھا۔ صغدر نے جیب سے ریواور نکالا اور تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ عمارت کے پورے میں وہی جیب کھڑی تھی جو سب سے پہلے اندر داخل ہوئی تھی۔ لیکن عمارت خالی محسوس ہو رہی تھی۔

صغدر اچھل کر برآمدے میں داخل ہوا اور پھر وہ جیسے ہی ایک لمبے میں داخل ہوا تو وہ چونک پڑا۔ فرش پر تنویر، لٹخالی اور جو حنا بڑے لیٹرے میٹرھے انداز میں بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ صغدر تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ اُسے کسی گیس کی بمکی سی بو محسوس ہوئی۔ اس نے سامنے دوکار اور پھر آگے بڑھ کر اس نے سامنے پڑے ہوئے تنویر کی نبض چیک لی۔ تنویر بے ہوش تھا۔ باقی دونوں کی بھی یہی حالت تھی۔ اس نے عبدی سے جیب سے رائیفر نکالا اور اس کا پٹن دبا دیا۔

”ہیلو۔“ صغدر نے کہنا۔ ”اور۔“ صغدر نے تیز لہجے میں کہا لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ بار بار ہاتھ دوسرا مارا، لیکن دوسری طرف سے خاموشی طاری رہی۔ صغدر کے نوٹ بجھ گئے۔ اس نے رائیفر ہٹا کر کے جیب میں ڈالا اور پھر اس نے سب سے پہلے تنویر کو اٹھا کر باہر آمد سے میں لاکر لٹایا تاکہ اُسے داخل سے اس کے بعد اس نے

ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے۔ اُسے تنویر کی عادت کا علم تھا کہ تنویر کسی قسم کی پشیم ہندی کا قائل نہیں ہے۔ وہ لازماً ان سے براہ راست ٹکرا جائے گا۔

مقدوری دیر بعد رائیفر جاک اٹھا۔
”لیں صغدر انڈنگ۔“ اور۔“ صغدر نے عبدی سے رائیفر کا پٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

”جولیا بول رہی ہوں۔“ تنویر اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے کوئی کال نہیں آ رہی۔ حالانکہ انہیں مکان میں گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی ہے۔ اور۔“ جولیا نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

”تو پھر۔“ اور۔“ صغدر نے نوٹ کھٹکتے ہوئے پوچھا۔
”میرا خیال ہے کہ تم خود وہاں جا کر دیکھو۔“ میں اس دوران گرائی کر دی۔ اور۔“ جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ دوچار منٹ اور دیکھ لیتے ہیں۔ اس کے بعد میں جاؤں گا۔ اور۔“ صغدر نے جواب دیا۔

”اور انڈ آل۔“ دوسری طرف سے جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی صغدر رائیفر بند کر دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ اسٹور کی دوبارہ کال نہ آئی تھی۔ حالانکہ اُسے یقین تھا کہ اسٹور نہ صرف انہیں کہیں سے دیکھ رہا تھا بلکہ ان کی بات چیت بھی سن رہا تھا۔ پھر ایسی مشکل صورت حال میں اس نے ہدایت کیوں نہیں دیں۔ بہر حال اس نے مزید دوچار منٹ انتظار کیا اور پھر دوسریں وہیں رکھ کر رائیفر اس نے جیب میں ڈالا اور تیزی سے بیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آیا جہاں اس

نعمانی اور چوہان کو بھی باہر لاکر لایا۔ اور پھر جلدی سے تنویر کو ہوش میں لانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ اور چند لمحوں بعد ہی تنویر نے آنکھیں کھول کر بتائی۔ تنویر کیا بڑا متعجب۔ جس کا تباہی۔ صفر نے اس کے ہوش میں آتے ہی کہا۔

اودھ صفر!۔ جیسے ہی تم دے میں داخل ہوئے، اچانک ایک مادیات کو ڈرا اور پھر مجھے نہیں معلوم کر گیا تھا۔ تنویر نے جواب دیا۔ اچھا جلدی سے باقی ساتھیوں کو ہوش میں لاکر واپس پہنچا دیتا۔ جویا کا پتہ نہ تھا۔ اس کی طرف سے کال کا جواب نہیں آ رہا۔ صفر نے کہا اور پھر تقریباً دوڑتا ہوا وہ چھا گیا۔ باہر نکلا اور اپنی جیب میں بینہ کر اس نے جیب کو اس مقام کی طرف دوڑا دیا جہاں جویا موجود تھی۔ بینہ سے فوراً بے کر ایک اونچی عمارت تھی جسے منیٹ کے گودام کے نعرے پر استعمال کیا جاتا تھا۔

چند لمحوں بعد صفر وہاں پہنچ گیا۔ اور پھر وہ ایک ایک قدم میں یہ دوڑنے لگا جیسا چڑھتا ہوا اور چھت پر پہنچا تو ہششک کر ٹک گیا۔ سامنے چھت پر لٹھی ہوئی جویا کے سر کی پھلپی جانب ایک گول سا آئینہ ہوا تھا اور وہ بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھی۔ ساتھ ہی ایک گول پتھر بڑا ہوا تھا۔ صفر نے جلدی سے جویا کو سیدھا کال اس کی منہ پر چمک کی اور پھر اطمینان کا گداسا لیا۔ اس نے وہی پرانی ترکیب جویا کو ہوش میں لانے کے لئے آزمائی اور چند لمحوں بعد جویا ہوش میں آگئی اور آنکھیں کھول دیں۔ کیا ہوا تھا جویا۔ ہاتھ باری طرف سے کال کا جواب نہ ملنے کی وجہ سے مجھے یہاں آنا پڑا۔ صفر نے کہا۔

اودھ صفر! کیا تباہی۔ عجیب سی بات ہے۔ سائیں کی آواز سے کوئی چیز اچانک میری کھوپڑی سے ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی میرے دماغ پر اندھیرا چھا گیا۔ جویا نے بے اختیار سر کی پٹ پر اپنا ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

اودھ! تو یہ پتھر مارا گیا ہے۔ یہ یقیناً کسی بڑی غلیل سے چلا گیا ہوگا۔ لیکن کہاں سے۔۔۔ صفر نے اودھ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر جویا کے سر اور زخم کی پوزیشن کو دیکھتے ہوئے اس کی نظر میں ساتھ ہی ایک درخت پر جم گئیں۔ خاصا اونچا اور گھٹا درخت تھا۔ اس کے علاوہ او کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں سے ایسی حرکت کی جاسکتی۔

لیکن یہ کیا کیا ہے۔ تمہیں پتھر مارنے کی سبائے گولی بھی ماری جاسکتی تھی۔ جب کہ تنویر۔ نعمانی اور چوہان کو بھی صرف یہ ہوش کیا گیا ہے۔ صفر نے ہوش بھینپتے ہوئے کہا۔

میرا خیال ہے کہ یہ سارا پتھر ہماری توجہ ہٹانے کے لئے چلایا گیا ہے۔ مجھے کیا پٹری میں چنگاگ کے لئے جانا ہوگا کوئی خاص ہی چکر ہے۔ جویا نے منہ نہاتے ہوئے کہا اور اندھ کھڑی ہوئی اور پھر دونوں ہی میٹر حیاں اتر کر کھینچے نہانے لگے۔

سائنس میز پر رکھی ہوئی گنزد و لگ مشین حکومت شوگران کی طرف سے خاص طور پر اس لیے بارٹری کی سیکورٹی کے لئے بھیجی گئی تھی۔ اس مشین کے ذریعے لیبارٹری کے ہر اندرونی حصے سے لے کر باہر کے ایک موگز علاقے کو چاروں طرف سے چیک کیا جاسکتا تھا۔

بلیک زیرو کو معلوم تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبران کہاں کہاں موجود ہیں۔ اس لئے وہ بار بار ناب گھبرا کر ان کی نوکیش اور کارکردگی کو چیک کر رہا تھا۔ ویسے اسے معلوم تھا کہ پروفیسر بار کی تک میجر بریوڈ کسی صورت ہی نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ یہاں آکر اس نے سیکورٹی کا جو کمپیوٹر نظام دیکھا نا وہ بے خطا تھا۔ اسے کسی صورت بھی شکست نہ دی جاسکتی تھی اور اس ناکرے میں اس کے خود موجود ہونے کے بعد تو اندجانے کی گنجائش ہی نہ رہتی رہی تھی۔ اس لئے وہ دلی طور پر مطمئن تھا۔ ایک بار جب اس نے اند کو چیک کیا تو مصدعہ سگریٹ سلگا رہا تھا۔ جس پر اس نے الزمیر پر ہر حد کو ڈانٹ پلا دی تھی۔ کیونکہ ایک نوگمرانی کے وقت سگریٹ پینا بیکریٹ فقط نظر سے انتہائی غلط تھا اور دوسرا وہ ان لوگوں کو یہ بتا دینا چاہتا تھا لیٹوان کی ہر حرکت کی نگرانی کر رہا ہے۔ اس لئے وہ لوگ اور زیادہ بے اور محتاط ہو جائیں گے۔

مصعدہ سے بات کر کے اس نے رانڈ آف کیا ہی تھا کہ دروازہ کھلا ل شہاب الدین اندر داخل ہوئے۔ وہ اوپر سر کے انتہائی اوقار شخص مفید سوٹ میں ان کی شخصیت اور وجاہت دوالا ہو گئی تھی۔ بینڈ میں وقت لٹاؤ اکیٹھواں ہوا۔ ہوش کے بجائے صرف اکیٹھواں ایک ہوش میں تھا۔ اس لئے اسے کڑی شہاب کے استقبال کے لئے حشد بڑا

بلیک زیرو لیبارٹری کے اندرونی حصے کے ایک چھوٹے سے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر ایک کافی بڑی مشین موجود تھی۔ جس پر دس اپنی مربع کی سکرین نصب تھی۔ یہ لیبارٹری کا کمپیوٹر سیکورٹی کنٹرول کا آپریشن روم تھا اور بلیک زیرو نے اکیٹھو کے خاص اختیارات استعمال کرتے ہوئے اپنے مخصوص اکیٹھ کے لئے یہ کمرہ حاصل کیا تھا۔ لیبارٹری کے انچارج کرنل ڈاکٹر شہاب الدین بڑی مشکل سے اس کمرے میں کسی کی موجودگی کے لئے مانے تھے اور وہ بھی صرف اکیٹھ کی وجہ سے۔ کیونکہ لیبارٹری کی کمپیوٹر سیکورٹی کا تمام نظام اسی کمرے سے منسلک تھا۔ گو یہ نظام آٹو میٹک تھا۔ لیکن پھر بھی کوئی ذہین شخص یہاں موجود رہ کر سامنے نظام کو آسانی سے ہٹ کر سکتا تھا۔ لیکن وہ اکیٹھ کی وجہ سے مجبور ہو گئے اور پھر بلیک زیرو ایک خفیہ راستے سے اس کمرے تک پہنچ گیا۔ سکرین شہاب کے علاوہ اور کسی کو اس کی یہاں موجودگی کا علم نہ تھا۔

ارے آپ کز و لوگ مشین آن کئے ہوئے ہیں۔ ٹوٹ وری
یہاں کسی کے داخلے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ کرنل شہاب الدین
نئے سکرانے ہوئے کہا۔

”بس ویسے ہی ذرا فارغ بننا تھا اس لئے۔“ بلک زرو نے
مکراتے ہوئے جواب دیا اور ہاتھ بڑھا کر شین آف کر دی کیونکہ بظاہر
اس کی ضرورت نہ تھی اور دوسری بات یہ کہ وہ کرنل شہاب الدین کے ساتھ
سیرٹ سروں کے ممبران کی نشاندہی بھی نہ کرنا چاہتا تھا۔

آپ کا نام اکثر سونے نہیں آیا۔ اور نہ ہی آپ نے اپنا تعارف
کرایا ہے۔ آخر آپ کے صرف کو ڈنبر ہی تو نہ ہوں گے نام بھی تو
آپ کا۔ کرنل شہاب الدین نے ایک طرف رکھی ہوئی کرسی گھسیٹ
بیٹھتے ہوئے کہا۔

بلک زرو نے کرنل شہاب کو صرف ایک نمبر تعارف کے طور پر
تعارف ہی نمبر۔ الیوان تقری۔ اور کرنل شہاب اسی بات کا تذکرہ کر رہا تھا
میں ان دنوں آفتاب ہے۔ بلک زرو نے والہہ ایک فون
بتاتے ہوئے کہا۔

اوہ! اچھا نام ہے۔ تو رضا آفتاب صاحب آپ ایک
انتہائی خصوصی نمائندہ ہیں۔ آپ کو تو یقیناً معلوم ہوگا کہ ایک سو دو جن
ہے۔ کرنل شہاب الدین نے بڑے جیسے سرائے بلکے میں پوچھی
وقت اس کا انداز بالکل اس پچکے کی طرح تھا جو کسی پر ہی سے ملا تھا
نوجوان نمندہ اور ایک زرو نے ایک عمیل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا کہ کرنل
اسی شخص کے ہی بنا پر ہی اس وقت اس کے پاس آئے ہیں۔

”میں نہیں جانتا جناب!۔ صرف فون پر ہی بات ہوئی ہے۔“
بلک زرو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ تو آپ بھی نہیں جانتے۔“ میرے خیال میں اسے دنیا کا کوئی
شخص بھی نہیں جانتا۔ کمال کی شخصیت ہے۔ تجھے اس قدر
خفیہ وہ رہ کیسے لیتا ہے۔ کرنل شہاب الدین نے بڑا ہاتھ دے دیا۔
کرنل!۔ معافی چاہتا ہوں۔ لیکن میں یہ پوچھنے بغیر نہیں رہ سکتا
کہ آخر آپ کو ایک سو دو کے بارے میں اتنا تجسس کیوں ہے۔ حالانکہ
آپ کا دوران کا فیصلہ قطعی غلط ہے۔ بلک زرو نے پوچھا۔

”اوہ ہاں!۔ آپ کا سوال بالکل درست ہے۔“ وہیل میں نے
شروع میں غلطی اٹھائی جنس میں نوکری کی مٹی۔ لیکن میرا تہان چوکھا سانس
کی طرف راہ دہ تھا اس لئے میں اس نوکری کے ساتھ خجماہ نہ کر سکا اور پھر
میں ان مکس کی اعلیٰ تعلیم کے لئے بیرون ملک چلا گیا۔ اور واپس آکر لیبارٹری
میں سیٹ ہو گیا۔ اور آج اس اہم ترین لیبارٹری کا انچارج ہوں۔ لیکن

آپ جانتے ہیں کہ چور چوری سے جاتا ہے۔ میرا پھر یہی سے نہیں جاتا۔ بس
یہی بات میرے ساتھ ہے۔ ایک بار ڈیفنس لیبارٹری سے ایک اہم
فارمولا غائب ہو گیا۔ غلطی اٹھئی جس جب اس کی برآمدگی میں آگاہ ہو گئی
تو کیس سیرٹ سروں کو ریفر کیا گیا اور اس طرح پہلی بار ایک سو دو نام پر حکام نے

ایک نام۔ میں اس لیے بارٹری کا انچارج تھا۔ پھر ایک انتہائی اہم سالو جان
ایک سو دو نمائندہ بن کر سامنے آیا۔ اس کا نام علی عمران تھا اور وہ نیشنل انٹیلیجنس
کے ڈائریکٹر جنرل سرداران کا اکھڑا صاحب زادہ ہے۔ سامس میں ڈائریکٹ کر
لکھا ہے۔ لیکن بے تعلق اہم اور ہنگامہ۔ میں نے پہلے چل تو اسے

گھاس نہ ڈالی۔ لیکن اس احمق نے انتہائی حیرت انگیز انداز میں وہ فارمولا برآمد کر لیا۔ اس وجہ سے مجھے تجسس ہوا کہ آخر یہ ایکسٹو کون ہے جس نے اس جیسے احمق نوجوان پر اس قدر بھروسہ کیا اور احمق نوجوان واقعی کام کا نکلا۔ چنانچہ میں نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح ایکسٹو کی شخصیت سے واقف ہو جاؤں۔ لیکن بے انتہا کوشش کے باوجود ناکام رہا۔ پھر میں نے اس علی عمران کو ٹوٹونا چاہا۔ وہ شہر کے ایک فلیٹ میں اپنے باورچی کے ساتھ رہتا ہے اس کے ساتھ اچھی خاصی دوستی سی ہو گئی اور میں نے اپنی طبیعت پر جبر کر کے اس کی انتہائی عزتیں جی برداشت کیں لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ آخر کار میں خاموش ہو گیا اور اب جب ایکسٹو سے بات ہوئی اور آپ انتہائی خاص نمائندہ کی حیثیت سے سامنے آئے تو میرا تجسس ایک بار پھر جگمگ پڑا۔ میں نے سوچا کہ شاید آپ انہیں جانتے ہوں۔ کرنل شہاب الدین نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو وی دل میں ہنس پڑا۔ اب وہ کرنل شہاب الدین کو کیا بتا کر جسے ڈھونڈنے کے لئے وہ اتنے عرصے سے پیٹا ہے۔ دونوں سے ہی مل بیٹھتا ہے۔ اصل ایکسٹو عمران سے بھی اور اب بلیک

بہتر ہے۔
کرنل! آپ نواخواہ پریشان نہ ہوں۔ آپ تو خیر اسے کیسے جان سکتے ہیں۔ ایک میا اور دروہا جیسی شہر باز نہ آج تک نہ کرنا مارا کر سکیں لیکن وہ ایکسٹو کو بے نقاب نہ کر سکیں اور یہی ایکسٹو ہے۔ بلیک زیرو نے کہا۔
پھر تو میرا تجسس فضول ہے۔ بہر حال میں کیا

کی دل سے قدر کرتا ہوں۔ اچھا آپ کام کریں اور مجھے اجازت دیں۔ کرنل شہاب الدین نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ بلیک زیرو سے مسافر کے باہر چلے گئے۔

بلیک زیرو ان کے جانے کے بعد کافی دیر تک ہنسنا رہا پھر وہ دوبارہ کزن ولگ مشین کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے سب سے پہلے صفدر والا سوچا آن کیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بڑی طرح چونک پڑا۔ صفدر اپنی جگہ سے غائب تھا۔ اس کی دور بین وہاں موجود تھی لیکن وہ خود وہاں موجود نہ تھی۔ اس نے جلدی سے تنویر لغمانی اور جوحان کو چیک کیا کیونکہ وہی اس ہارینچ میں تھے۔ جولا تو کافی لمبے پر ایک مکان کی چھت پر تھی اور اسی تک اس مشین کی رینج نہ تھی۔

اور پھر بلیک زیرو یہ دیکھ کر ایک بار پھر چونک پڑا کہ سیکورٹی روم کا تنویر لغمانی اور جوحان کے ساتھ ساتھ صفدر اور جولا بھی موجود تھے۔ اس کے سر پر سفید رنگ کی پٹی ایسے بندھی ہوئی تھی جیسے اس کا سر ڈھونڈا ہو۔ بلیک زیرو کے دل میں پٹکنے سے لگ گئے۔ اسے خیال نہ تھا کہ کرنل شہاب الدین کے ساتھ گفتگو کے دوران ضرور کوئی ایسی بات کہے جس سے وہ بے خبر رہا ہے۔

میں جولا! آخر ایکسٹو کیوں خاموش رہا ہے۔ یہ بات میری ہی نہیں آئی۔ صفدر نے کہا۔

مجھے کیا معلوم ہو سکتا ہے۔ ویسے میرا خیال ہے کہ ہمیں ایکسٹو مداری وادرات کی اطلاع دینی چاہیے۔ جولا نے جواب دیا۔
یہی اطلاع دیں۔ صفدر کے کہنے کے مطابق وہ تو یہاں

تھے۔ یہ بات البتہ سوچنے کی ہے۔ — نعمانی نے تفصیل سے
تجزیہ کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کے لئے یہ تجزیہ کافی بہتر ثابت
ہوا کیونکہ صورت حال اس کی سمجھ میں آگئی تھی۔ لیکن نعمانی کی بات بھی
درست تھی مقصد اس کے ذہن میں بھی نہ آ رہا تھا۔

میرا خیال ہے کہ یقیناً کچھ لوگ میری عدم موجودگی میں لیبارٹری میں
داخل ہوئے ہوں گے۔ ہمیں اسی لئے وقتی طور پر بٹھایا گیا ہوگا۔
اس بار چوان بے کہا جواب تک خاموش بیٹھا۔ دانتھا۔

ادو ا۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ — میں جہاں تک ریٹ پر موجود تھا اور باقی
ٹیکورٹی والے بھی۔ اگر کوئی ایسی بات موقی تو ہمیں ضرور پتہ چل
پالتا۔ صفدر نے کہا اور باقیوں نے بھی سر ہلادیا۔ لیکن بلیک زیرو
لے ذہن میں ایک بات آگئی۔ اب کم از کم وہ اپنی خاموشی کو کسی لائن آف
یشن میں بدل سکتا تھا۔ اس نے میشن کے مختلف پلن والے شروع
دیتے۔ جلد ہی اس کے سر سے رابطہ قائم ہو گیا جس میں یہ سب
لے موجود تھے۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا مین دیا اور دوسرے لئے صفدر
کا طرح چونک پڑا۔ بلیک زیرو نے صفدر کے ٹرانسمیٹر کو جی آن کیا
اور صفدر نے جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے آن

ایکٹو۔ اور۔ — بلیک زیرو نے محض جیب میں کہا۔
یہ سر۔ — صفدر بول رہا ہوں سر۔ اور۔ — صفدر نے
دیا۔

تم سب اس کمرے میں اکٹھے بیٹھ کر صرف باتیں ہی کرتے رہو گے

قریب ہی موجود ہے۔ پھر وہ فون کیسے اُنڈ کرے گا۔ اور اس واردات
کی بھی سمجھ نہیں آ رہی۔ ہم تینوں کو لیبارٹری سے نکال کر مکان تک لے
جانا۔ اور وہاں صرف بیہوش کر دیا۔ — میں جولیا کے سر پر غلیل سے
پتھر مار کر اسے بیہوش کر دیا اور اس کے بعد خاموشی۔ آخر اس سارے
ڈرامے کا مقصد کیا ہے۔ — تنویر نے کہا۔

میرا خیال ہے کہ یہ سب کچھ ہمیں اس لیبارٹری سے آؤٹ کرنے
کی غرض سے کیا گیا ہے۔ — نعمانی نے کہا۔
اس کا مطلب۔ — صفدر تنویر اور جولیا تینوں نے چونک کر کہا۔

دیکھو۔ — سوائے میں جولیا کے ہم چاروں یہاں لیبارٹری میں موجود
تھے۔ صفدر اور ٹیکورٹی کر رہا تھا اور میں جولیا باہر۔ اب جس
میں یہ ڈرامہ کیا ہے پہلی بات تو یہ کہ وہ ہم سب کی چونکشن اچھی طرح
تھی۔ حتیٰ کہ صفدر اور جولیا کی چونکشن بھی۔ اس کے بعد ایک ڈرامہ
نظارہ ہے صفدر اور جولیا نے ان دونوں

کو میڈن نہیں بند ہونے کی وجہ سے چپکے کرنا تھا اور یہی ان کا مقصد
تھا۔ چنانچہ انہیں چپکے کر دیا گیا اور میں جولیا کے کہنے پر ہم تینوں
توڑ پھوٹ چکے اور میں لیبارٹری سے نکال کر اس مکان تک گئے۔

اس کے جا
ہمیں کسی زود انگلیس کی وجہ سے بیہوش کر دیا گیا۔ اس کے جا
پتھر توڑنے کے صفدر گیا۔ اس لیبارٹری سے ہم چاروں نکل گئے۔
جولیا کو بھی بیہوش کر دیا گیا۔ اس طرح وقتی طور پر ہم سب لیبارٹری
سے غافل ہو گئے۔ اب اس دوران مجرم کیا مقصد خاصا
چاہتے تھے۔ — وہ کیوں ہمیں کچھ وقت کے لئے آؤٹ کرنا

چوہان کی لئے درست ہے۔ صفدر! تم والپس اپنی جگہ پر جاؤ۔
 جو لیا جی واپس اپنے مقام پر چلی جائے اُسے خالی نہیں چھوڑا جاسکتا۔
 البتہ نعمانی اب میوہ جہاں کی نگہ رانی کرے گا۔ انتہائی محتاط انداز میں۔ اُسے
 علم نہ ہو سکے۔ اور اندازاً — بلیک زیرو نے کہا اور ساتھ ہی
 رابطہ ختم کر دیا۔ ظاہر ہے اس کے سوا وہ اور کمرہ بھی کیا سکتا تھا۔ اس نے
 ٹرانسمیٹر آف کیا اور خاموش ہو رہا۔ اُسے مہر جہاں اطمینان تھا کہ لیبارٹری
 محفوظ ہے۔

ابھی اُسے وہاں بیٹھے کچھ سی دیر ہوئی تھی کہ اچانک دروازہ کھلا
 اور بلیک زیرو چونک پڑا۔
 دروازے پر کرنل شہاب الدین موجود تھے۔ اس سے پہلے کہ بلیک زیرو
 کچھ سمجھتا۔ اچانک کرنل شہاب کا ہاتھ جو اس کی پشت پر تھا سامنے آیا
 ہاتھ میں ایک عجیب ساخت کا ریلو اور تھا۔ دوسرے لمحے اس عجیب ساخت
 کے ریلو اور سے نارنجی رنگ کا شعاع نکلا اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہوا
 جیسے وہ یکایک اندھا ہو گیا ہو۔ اس نے جلد ہی سے اٹھنے کی کوشش کی
 لیکن پھر اس کا ذہن بھی آنکھوں کی طرح تاریک ہوتا چلا گیا۔

عمران نے اور ٹائیگر دونوں لیبارٹری کے مشرقی حصے کی طرف پھیلے
 ہوئے کھیتوں کے درمیان ایک زرعی فارم کی صحبت پر موجود تھے رات
 کا اندھیرا پھیل چکا تھا۔ عمران اور ٹائیگر دونوں کی آنکھوں سے ٹائٹلی
 ٹکوپ لگی ہوئی تھیں اور وہ دونوں مختلف سمتوں میں دیکھ رہے تھے۔
 عمران کے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا بی۔ ایون ٹرانسمیٹر پڑا ہوا تھا اور ساتھ ہی
 ایک دو دروازے بھی موجود تھے جس پر دو درمیں نصب تھی۔
 عمران کی نظریں ایک جیب پر جمی ہوئی تھیں۔ جیب کی بیڈ لائٹس
 بند تھیں اور وہ تیزی سے سرک کے کنارے دوڑی چلی جا رہی تھی۔
 ایک باقی روڈ پر ایک کار دوڑ رہی تھی اور اس کی بیڈ لائٹس بھی بند تھیں
 عمران صاحب! — صفدر اور جولیا دونوں اس کار اور جیب
 دھچک کر رہے ہیں۔ — ٹائیگر نے کہا۔

مجھے معلوم ہے۔ بس تم دیکھتے جاؤ۔ — عمران نے سرگوشیاں

لبے میں کہا۔

مقہوری دیر بعد کار بائی روڈ سے ہوتی ہوئی جیب والے روڈ پر پہنچ گئی جیب وہاں پہلے سے رکی ہوئی تھی چھر کار کے دروازے کھلے اور اس میں سے دو افراد نکل کر تیزی سے جیب میں بیٹھ گئے اور کار واپس چلی گئی جب کہ جیب پر آگے بڑھ کر ایک مکان کے چھانک میں داخل ہو گئی۔

عمران صاحب اب لیبارٹری کے گیٹ سے ایک جیب نکل کر اس مکان کی طرف جا رہی ہے۔ جس میں وہ پہلی جیب گئی ہے ٹائیگر نے کہا۔

”اچھا۔ جیب میں کون ہیں؟“ عمران نے پوچھا۔
”میں انہیں پہچان نہیں سکتا۔“ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”اوکے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور مقہوری دیر پر اُسے بھی لیبارٹری سے نکلنے والی جیب نظر آگئی۔ جیب اس مکان کے پاس گرک گئی اور پھر اس میں سے تین افراد نکل کر اس مکان کے اندر چلے گئے۔ ان کے چلنے کے انداز سے عمران سمجھ گیا کہ وہ سیکرٹ روم کے رکن میں تنویر نعمانی اور چوہان۔ عمران نے ہونٹ پیچھنے لگے۔
”عمران صاحب!۔“ صفدر کی کار لیبارٹری کے گیٹ سے نکل جا رہی ہے۔ میں اس کی کار پہچانتا ہوں۔“ ٹائیگر نے اس طرف کہا جیسے کرکٹ میچ کی کنٹری کر رہا ہو۔

”ہوں۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر مقہوری دیر پر اس نے صفدر کو بھی کار سے نکل کر مکان کے چھانک میں داخل ہوتے

”ارے۔“ اچانک ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔
”کیا ہوا؟“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”عمران صاحب!۔“ جولیا کوہٹ کیا گیا ہے۔ کمال ہے۔
اوہ!۔ انہیں پتہ چلا گیا ہے۔ ایک شخص کو میں بڑی سی غیبل اٹھائے سامنے والے درخت سے نیچے اترتے دیکھ رہا ہوں۔“
ٹائیگر نے کہا اور عمران نے جلدی سے اپنا رخ موڑ لیا۔ واقعی جس طرف جولیا موجود تھی اس کے سامنے ایک گھنے درخت سے ایک سایہ پلانیچے اتر رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بڑی سی غیبل تھی جب کہ جولیا مکان کی چھت پر بے حس و حرکت پڑی تھی۔

اسی لمحے آپس پر سے دو تڑپنے والے آدمی کی آواز نکلی اور عمران نے جلدی سے اپنا بڑھاکر ٹرائسٹر کا بٹن آن کر دیا۔
”ہیلو۔“ ہیلو۔“ جو مانا لنگ۔ اور۔“ دوسری طرف سے جو مانا کی آواز سنائی دی۔

”ہیں۔“ عمران انڈنگ۔ اور۔“ عمران نے کہا۔
”عمران صاحب!۔“ میں آپ کی ہدایت کے مطابق لیبارٹری کے مشرقی حصے کی طرف ہوں۔ ابھی ابھی ایک سیاہ رنگ کا لباس پہنے ایک شخص درختوں سے نکل کر لیبارٹری کی طرف گیا ہے۔ وہ عمارت کے ساتھ جا کر کاتو عمارت کا ایک حصہ کسی دروازے کی طرح مل گیا ہے اور وہ شخص اندر چلا گیا ہے۔ اب دروازہ غائب ہو گیا ہے۔ اور۔“ جو مانا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم وہیں رکو۔“ اور اینڈ آل۔ عمران

نے کہا اور ٹرانسپیرٹ آف کر دیا۔

”عمران صاحب! ایک جیب لیبارٹری کے گیٹ کی طرف
بڑھ رہی ہے۔ اوه ہاں!۔ وہ لیبارٹری کے گیٹ کے اندر
داخل ہو گئی ہے۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”یہ جیب کہاں سے آئی ہے؟“ عمران نے سنجیدہ لہجے
میں پوچھا۔

”معلوم نہیں جناب!۔ اچانک ہی نمودار ہوئی ہے۔“
ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ صورت حال خراب ہے۔
سیکڑت سروس مارکھا گئی ہے۔“ عمران نے ہلکا سا بھرتے ہوئے
کہا اور تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”آؤ ٹائیگر!۔ جلدی کرو۔ اب وقت بے حد کم رہ گیا ہے۔
عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے ریڑھیوں کی
کی طرف بڑھ گیا۔

ٹائیگر بھی تیزی سے اٹھا اور اس کے پیچھے ہولیا۔ ٹرانسپیرٹ اور
رائفل عمران نے پہلے ہی اٹھالی تھی۔

چند لمحوں بعد عمران کی کار زرعی فارم سے نکل کر تیزی سے کھیتوں
کے درمیان کچی سڑک پر چنکولے کھاتی ہوئی آگے بڑھنے لگی ٹائیگر اس
کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

”اس سے تو معلوم ہوئے کہ ان کا کوئی خاص آدمی لیبارٹری میں
پہلے سے موجود ہے۔ اسی کی اطلاع پر سیکڑت سروس کے سارے

آدمیوں کو بلایا گیا ہے۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”نظام ہے۔ اور یہ غلیل والی بات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ صرف
سیکڑت سروس کی توجہ وقتی طور پر بلایا جاتے ہیں۔ ورنہ غلیل کی
بجائے رائفل بھی استعمال کی جاسکتی تھی۔“ عمران نے کہا۔ اور
ٹائیگر سر ہلاتے لگا۔

عمران کھیتوں کے درمیان کچی سڑک پر کار دوڑاتا ہوا لیبارٹری کے
پیچھے سے گھورتا ہوا اس کی مشرقی سمت پہنچ گیا۔ اس نے ایک دھڑت
کی آواز میں کار روک دی۔

اسی لمحے دھڑتوں کے ایک ذخیرے کے اندر سے جوزف اور
جوانا بھی باہر آ گئے۔ وہ دونوں غیر کلکیوں کے میک آپ میں تھے۔ وہ
دونوں عمران کے قریب آ گئے۔

”کونسا حصہ دروازے کے طور پر کھلا تھا؟“ عمران نے جوانا
سے پوچھا۔ اور جوانا نے عمارت کے ایک کونے کی طرف اشارہ کر دیا۔

”کوئی آدمی اندر بھی نظر آیا تھا؟“ عمران نے پوچھا۔
”ہاں!۔ جھلک سی منکوس ہوئی تھی۔“ اس بار جوزف نے
جواب دیا۔

”تمہاری کار کہاں ہے؟“ عمران نے پوچھا۔
”وہ دھڑتوں کے پیچھے ہے۔“ جوانا نے بتایا۔

”ٹھیک ہے۔ تم وہیں رکو۔ ہم دونوں پھل طرف جاتے ہیں
اگر وہی کار دوبارہ یہاں سے نکلے تو تم نے انتہائی احتیاط سے اس
کا تعاقب بھی کرنا ہے۔ اور مجھے ٹرانسپیرٹ پر کال بھی کرنا ہے۔“

ہم پچھلی طرف سے نگرانی کریں گے۔۔۔ عمان نے اطراف کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر دوبارہ کار میں بیٹھ گیا۔ کار کو بیک کر کے وہ تیزی سے اسی راستے پر واپس مڑ گیا۔

کیا آپ اندر نہیں جاتیں گے۔۔۔ ہٹا نیگر نے پوچھ لیا۔ کیا ضرورت ہے۔۔۔ سیکرٹروس خود سی سنبھال لے گی۔۔۔ عمان نے منہ بناتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا تو ہٹا نیگر خاموش ہو گیا۔

عمان نے لیبارٹری کے عقب میں کچھ فاصلے پر ایک درخت کے پیچھے کار روک دی اور ٹرانسپیر اور ڈورین اٹھائے وہ گھنٹے درخت کے اوپر چڑھ گیا جبکہ ہٹا نیگر نے درخت کی اوٹ میں ہی مورچہ سنبھال لیا۔

ٹرانسپیر کی سیٹی بجتے ہی میجر رمود نے جلدی سے پاس پڑے ہوئے ٹرانسپیر کا سوچ آن کر دیا۔ پاس کرسی پر بیٹھی ہوئی لیڈی ظاہرہ بھی چونک پڑی۔

”ہیلو۔۔۔ ہیلو۔۔۔ سی۔ بی کاٹک۔ زیر وزیر ومان۔ اور“۔۔۔ ٹرانسپیر کا سوچ آن ہوتے ہی کیپٹن طارق کی آواز سنائی دی۔

”لیس۔۔۔ زیر وزیر ومان اٹنڈنگ۔ اور“۔۔۔ رمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”زیر وزیر ومان!۔۔۔ میں اور توفیق لیبارٹری کے سیکورٹی سٹاف میں ایڈجسٹ ہو گئے ہیں۔۔۔ سیکورٹی انسپراج میجر جمال الفلق سے اپنی رہائش گاہ میں کیلا مل گیا۔ چنانچہ میں نے اس پر تشدد کر کے اس سے ساری معلومات اگھوالی ہیں اور اس کی جگہ بھی لے لی۔ اور میجر سیکنڈ چیف کو میں نے وہیں بلوایا۔ اس کے بعد توفیق نے اس کی جگہ سنبھال لی ہے۔ لیکن دہاں کی صورت حال بے حد تکلیف ہے۔

اور ”کیپٹن طارق نے کہا۔
 ”کیا صورت حال ہے۔ اور“ — ہ میجر پرود نے منہ بناتے
 نہ کئے کہا۔
 ”میجر جمال سے حاصل کردہ معلومات کے مطابق سکیورٹی کا چارج مکمل
 طور پر سیکرٹ سروس نے سنبھال لیا ہے۔ سیکرٹ سروس کے
 تین آدمی سکیورٹی روم میں موجود ہیں۔ جب کہ ایک آدمی ایک مینار پر
 چڑھ کر ٹیلی سکوپ سے نگرانی کر رہا ہے اور ان کی انچارج ایک غیر متعلقہ
 عورت ہے جو لیبارٹری سے کچھ فاصلے پر ایک مکان کی چھت پر نگرانی
 کے لئے موجود ہے۔ اور ب سے اہم بات یہ کہ سکیورٹی کنٹرول روم
 میں بھی سیکرٹ سروس کا ایک خاص نمائندہ موجود ہے۔ اور“
 کیپٹن طارق نے جواب دیا۔
 ”اچھا۔ لیبارٹری کے اندرونی سکیورٹی نظام کے متعلق کیا معلوم
 ہے۔ اور“ — ہ پرود نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد
 پوچھا اور جواب میں کیپٹن طارق نے کمپیوٹر کنٹرول کے اندرونی نظام
 کے بارے میں بتا دیا۔
 ”اوہ! — اس کا مطلب ہے کہ اگر ہم لیبارٹری کے بیرونی حصے
 میں داخل ہو جائیں۔ تب بھی لیبارٹری کے اندر جانا ناممکن ہے
 اور“ — ہ پرود نے کہا۔
 ”میرا — میرے ذہن میں ایک تجویز ہے۔ اگر آپ مناسب
 سمجھیں تو۔ اور“ — کیپٹن طارق نے کہا۔
 ”ہاں تاؤ — کیا تجویز ہے۔ اور“ — ہ پرود نے چونک کر پوچھا

”میرا۔ لیبارٹری کا انچارج کرنل ڈاکٹر شہاب الدین ہے۔ جو
 بالکل آپ کے قد و قامت کا ہے۔ آپ آسانی سے اس کا
 میک آپ کر سکتے ہیں۔ لیبارٹری کے مشرقی حصے کی طرف سے
 ایک اور خفیہ راستہ ہے جس کا علم صرف میجر جمال اور کرنل شہاب الدین
 کو ہی ہے۔ اور اتفاق سے میجر جمال اور کرنل شہاب الدین
 دونوں گئے بھائی ہیں۔ کرنل شہاب بڑا ہے جب کہ میجر جمال چھوٹا
 ہے۔ اور سکیورٹی پر سیکرٹ سروس کے آجانے کی وجہ سے میجر
 جمال بے حد خفا تھا اور اسی طرح کرنل شہاب بھی۔ میں نے اس
 خفیہ راستے کے متعلق معلومات حاصل کر لی ہیں۔ اگر آپ کسی طرح
 اس راستے کے ذریعے اندر آجائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ میجر جمال کرنل شہاب
 کو دہاں بلوا سکتا ہوں۔ اس کے بعد آپ آسانی سے کرنل شہاب
 کا روپ دھار سکتے ہیں۔ اس کے بعد پروفیسر بارکی کو وہاں سے اغوا
 کرنا آسان ہو جائے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لیبارٹری کے اندر
 ایک مخصوص بھلی پیڈ بھی بنا ہوا ہے جہاں ایک بھلی کا پٹر موجود ہے۔
 اس بھلی کا پٹر کے ذریعے شوگر ان سے سانس کا ایسا سامان لایا جاتا
 ہے جسے سڑک کے ذریعے نہیں لایا جاسکتا۔ بھلی کا پٹر بے حد
 طاقتور ہے اور کمپی پر دواز کے لئے مخصوص ہے۔ اگر ہم اس
 بھلی کا پٹر قبضہ کر لیں تو پروفیسر بارکی کو اس بھلی کا پٹر کے ذریعے
 آسانی سے براہ راست لیبارٹری سے بلکا کر نرہ لے جایا جاسکتا ہے۔
 بس اگر مسئلہ ہے تو یہ سیکرٹ سروس کا ہے۔ پہلے تو میں نے
 سوچا تھا کہ ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ لیکن پھر یہ خیال آیا کہ اگر

زرا بھی فائر کھلا تو لیبارٹری میں ہنگامی حالات ہو جائیں گے۔ اور ہو سکتا ہے کہ ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لئے ملٹری ایئر فورس یا ملٹری آئینی جنس کا کوئی خاص سلسلہ بنایا گیا ہو۔ اور پھر ہمارے کھننے سے پہلے ہی وہ لوگ جھپٹ پڑیں۔ لیکن سیکرٹ سروس کی اس انداز کی نگرانی کے دوران کسی بھی طرح کوئی آدمی لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور۔۔۔ کیپٹن طارق نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تمہاری تجویز قابل عمل ہے۔ رہ گئی سیکرٹ سروس۔ تو اس کی توجہ وقتی طور پر ہٹانی جا سکتی ہے۔ اور۔۔۔ پر مودونے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”وہ کس طرح سر۔۔۔ وہ لوگ تو بے حد کوٹا ہیں۔ اور۔۔۔ کیپٹن طارق نے کہا اور میجر پر مودونے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اسے پلان تیار شروع کر دیا۔ اس کے ذہن میں ایک نقشہ سا اُبھا تھا اور اس نے اس نقشے پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

”بہت خوب سر!۔۔۔ بے حد بصورت پلان ہے۔ اس طرح وہ لوگ زیادہ سے زیادہ لیبارٹری کے باہر سر پھٹتے رہ جائیں گے۔ لیکن سر!۔۔۔ وہ کمپیوٹر روم میں جو آدمی موجود ہے اس کا خاتمہ بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ اسے ختم کئے بغیر کمپیوٹر نظام کو بند نہیں کیا جا سکتا۔ اور۔۔۔ کیپٹن طارق نے کہا۔

”خاتمہ کی ضرورت نہیں۔ میرے پاس ریزرو الارم ہے جس سے وہ کم از کم دو گھنٹے کے لئے بیہوش ہو جائے گا اور ہم دو گھنٹے

دوران آسانی سے پروفیسر بار کی کو دہاں سے نکال کر لے جائیں گے اس آدمی کو ختم کرنے کی صورت میں ہو سکتا ہے کہ کوئی اور پیچیدگی پیدا ہو جائے اور ہمارے لئے مشکل بن جائے۔ اور۔۔۔ میجر پر مودونے کہا۔

”ٹھیک ہے سر!۔۔۔ جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی ہوگا۔ پھر اس پلان پر کب عمل کیا جائے گا۔ اور۔۔۔ کیپٹن طارق نے پلان سے اتفاق کرتے ہوئے پوچھا۔

”رات کا اندھیرا بھیلنے ہی اس پلان پر کام شروع ہو جائے گا۔ میں مشرقی سمت موجود رہوں گا۔ جب کہ میرے باقی یمن ساتھی ان لوگوں کو بیہوش کر کے لیبارٹری کے پاس پہنچ کر جھپٹ جائیں گے۔ لیڈی طاہرہ اس غیر ملکی عورت کو بیہوش کر کے سیڑھی ان کے ساتھ اُٹے گی۔ اور وہاں سے یہ لوگ لیبارٹری میں داخل ہو جائیں گے۔ تم توفیق کو وہاں کھڑا کر دینا اور خود خفیہ دروازے کی طرف آ جانا۔ توفیق انہیں فوراً اندر بھیجا دے گا اس طرح ہم سب وہاں اکٹھے ہو جائیں گے۔ اس سے بعد کمرل شہاب الدین کی جگہ میں لے لوں گا۔ اور کمپیوٹر روم میں موجود اس آدمی کو بے ہوش کر کے ہم اندر چلے جائیں گے۔ وہاں سے پروفیسر بار کی کو اُڑا کر کے ہم سیدھے ہیلی ہیڈ پر پہنچیں گے اور وہاں پر موجود طاہرہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے یہاں سے نکل جائیں گے۔ اور۔۔۔ میجر پر مودونے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”اور کے سر!۔۔۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ اور۔۔۔ کیپٹن طارق

نے پُرست لہجے میں کہا۔ اور اگر اس پلان میں کسی نگہ کوئی نگہ بڑھتی تو میری طاقت کو مظاہرہ کریں گے۔ اور اگر کوئی نگہ بڑھتی تو میری طاقت کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ہر طرح سے محتاط اور ہوشیار رہنا ہے۔ اور۔۔۔ میجر پرہودے نے کہا۔

ایسا ہے سر۔۔۔ میں یہ لیبارٹری کی ایک جیب پہلے ہی لیبارٹری کے گیٹ سے ذرا فاصلے پر دوختوں کے ایک جھنڈے میں چھپوں گا۔ آپ کے آدمی اس جیب کے ذریعے لیبارٹری کے اندر داخل ہوں گے۔ اس طرح لیبارٹری کی جیب ہونے کی وجہ سے سکیورٹی کا دوسرا شاف چوکنا نہ ہوگا۔ اگر یہ لوگ پیدل آتے تو اتنی شاف کو شک گذرے گا اور وہ چوکنا ہو جائے گا۔ اور۔۔۔

کنیشن طارق نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ تم لیبارٹری کی جیب وہاں کھڑی کر دینا۔ یہ سب کو ہدایات دے دوں گا کہ وہ وہیں پہنچ جائیں اور جیب کے ذریعے لیبارٹری میں داخل ہوں۔ یہ ساری کارروائی شروع ہونے سے پہلے ہم ایک دوسرے کو کاشن دے دیں گے۔ پیشیئر ڈیوڈ ٹرانسپیرٹ ہر وقت اپنے ساتھ رکھنا۔ کیونکہ کسی وقت بھی اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اور اینڈ آئل۔۔۔ میجر پرہودے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسپیرٹ کر کے رابطہ ختم کر دیا اور پھر اپنے پلان کے متعلق سوچنے لگا۔ کیونکہ یہ پلان بالکل اس کی فطرت کے خلاف تھا۔

بڑا عجیب پروگرام بنا ہے میجر!۔۔۔ آپ کی طبیعت اور فطرت کے بالکل خلاف۔۔۔ خالص جاسوسی انداز کا پلان۔۔۔ لیڈی طاہرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جو ساتھ ایک کرسی پر بیٹھی ہوتی تھی اور مارا پلان تفصیل سے سن چکی تھی۔

ہاں!۔۔۔ بعض اوقات حالات کے تحت بھی چلنا پڑتا ہے۔ اس لیے لیبارٹری کی صورت حال ہی ایسی ہے کہ ہم براہ راست اس جملہ نہیں کر سکتے۔ میجر پرہودے نے کہا۔ اور لیڈی طاہرہ نے لہجہ میں سر ہلادیا۔

میجر پرہودے نے پاس پرے ہوئے ٹرانسپیرٹ پر ایک اور فریکوئنسی سیٹ اور پھر اپنے دیگر آدمیوں سے رابطہ قائم کر کے انہیں تفصیل سے ایامت دینے میں مصروف ہو گیا۔

بنیاد پر اسے یقین ہو گیا تھا کہ لیبارٹری کے سکیورٹی ٹائف میں سے کسی کو میجر پر پود اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود لیبارٹری کے اندرونی حصے میں داخلہ ناممکن تھا۔ چنانچہ وہ اپنی جگہ مطمئن تھا۔ اس کے باوجود اس نے دوسری صورت میں بھی پلاننگ کر لی تھی۔

اگر میجر پر پود کسی طرح پروفیسر بار کی کواہاں سے نکال لاتا ہے تو عمران، مانیٹرنگ، جو زف اور جانا ایک غیر ملکی تنظیم کی صورت میں ان پر چھپ سکیں گے اور پروفیسر بار کی کواہاں سے چھپ کر لے جائیں گے۔ میجر پر پود کو ایک فرضی ملک کی نشاندہی کی جائے گی۔ چنانچہ میجر پر پود لازماً پروفیسر بار کی کواہاں سے پیچھے اس ملک کو روانہ ہو جائے گا اور اسے وہاں ٹھونڈنا پھرے گا۔ جب کہ عمران پروفیسر بار کی کواہاں سے غنیمت طور پر لیبارٹری پہنچا دے گا۔ اس طرح وہ میجر پر پود کو مکمل ڈانچ دینا چاہتا تھا تاکہ فارغ التحصیل ہونے تک میجر پر پود کسی توجہ پالیسی شیا کی طرف سے ہٹا دی جائے۔

یہی وجہ تھی کہ عمران نے سیکرٹ سروس کو بلیک زیرو کی نگرانی میں رکھ کر خود علیحدہ گروپ بنالیا تھا۔ اور اگر میجر پر پود ناکام ہو جائے تو پھر عمران غیر ملکی گروپ کی صورت میں اسی سے ٹکرائے گا اور اسے یہ باور رکھائے گا کہ وہ بھی پروفیسر بار کی کواہاں سے ٹکرائے گا اور اس کے بعد پروفیسر بار کی کواہاں کا دوازمہ رچا لیا جائے گا اور ٹیکنیشن شکیل کو پروفیسر بار کی کواہاں سے میک آپ میں میجر پر پود کے سامنے لایا جائے گا اور پھر وہ میجر پر پود کو اپنے پیچھے لگا کر ملک سے باہر نکل جائے گا۔ اور

عمران نے کا خیال تھا کہ میجر پر پود اور اس کے ساتھی پروفیسر بار کو اغوا کر کے سامنے کی بجائے سائید یا عقبی طرف سے ہی ٹھیک سگ کیونکہ سامنے کے رُخ تو نہ صرف لیبارٹری کا سکیورٹی ٹائف موجود تھا بلکہ سیکرٹ سروس کے ارکان بھی موجود تھے۔

بلیک زیرو بھی لیبارٹری کے اندر موجود تھا۔ اس نے عمران کو بتایا تھا کہ اس نے لیبارٹری کے انچارج کنٹرول شہاب الدین سے بات کی تھی کہ کمپیوٹر کنٹرول روم میں جگہ سنبھال لی ہے۔ اس لئے بھی عمران نے اس سارے ڈرامے پر زیادہ توجہ نہ دی تھی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ پروفید اور اس کے ساتھی اول تو کسی طرح لیبارٹری کے اندرونی حصے میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ اور اگر وہ بھی جائیں۔ تب بھی بلیک زیرو کی وہاں موجودگی کی وجہ سے وہ کسی صورت بھی پروفیسر بار کی کواہاں سے نکال سکیں گے۔ ایک آدمی کے خفیہ دروازے سے داخل ہونے

وہاں پہنچ کر وہ سب اپنا میک اپ ختم کر کے والپس پاکیشا آجائیں گے اس طرح میجر برمودو میں سر پختہ رہ جائے گا اور یہاں پروفیسر بارکی ایڈمن سے کام کرتا رہے گا۔

عمران نے جان بوجھ کر یہ سارا پلان بنایا تھا کیونکہ اسے میجر برمودو کی صلاحیتوں کا پوری طرح علم تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اول تو میجر برمودو کو ختم کرنا مشکل ہوگا۔ وہ بے حد تیز طرار ایجنٹ ہے اور اگر اسے ختم بھی کر دیا جائے تو پھر ملکا زینہ کا کوئی اور ڈی ایجنٹ میدان عمل میں آجائے گا۔ اور اگر برمودو کو ختم نہ کیا جاسکا تو میجر لازماً وہ مصیبت کی طرح پروفیسر بارکی کے پیچھے پڑا رہے گا۔ اس لئے اس نے اس فتر کا پلان بنایا تھا کہ دونوں صورتوں میں بھی میجر برمودو کو ڈاؤن دے کر اس کی توجہ پاکیشا سے ہٹا دی جائے۔ بعد میں جب میجر برمودو کو صہل صورت حال کا علم ہوگا تو غلابہ سے سوائے سر پیٹھے کے اس کے پاس اور کوئی چارہ نہ رہے گا۔

درخت پر چڑھے ہوئے جب عمران کو کچھ دیر ہو گئی تو اس نے ڈرائیٹر پر ایک فم پگھلنی سیٹ کی اور بیٹن دبا دیا۔ یہ بلیک زیرو کی مخصوص فم پگھلنی تھی۔ وہ بلیک زیرو سے لیبارٹری کی اندرونی صورت حال کے متعلق تازہ ترین رپورٹ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جب بار بار کال کرنے کے باوجود بلیک زیرو کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو عمران کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بج اٹھی۔

بلیک زیرو کی طرف سے جواب نہ ملنے کا مطلب تھا کہ اندرونی طور پر کوئی شدید گڑبڑ ہو چکی ہے۔ لیکن کیسی گڑبڑ؟ یہ بات

اس کے شعور میں نہ آ رہی تھی۔

اس نے کافی دیر تک کال کرنے کے بعد ڈرائیٹر آف کر دیا۔ یہ صورت حال بالکل نئی تھی اور وہ ابھی اس بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک فیکٹری کی عمارت کے عقبی طرف گرنر گاہٹ کی تیز آواز سنائی دی۔ وہ جھپک کر اس طرف متوجہ ہوا تھا کہ اس نے زمین کے ایک حصے کو کسی ٹوہکن کی طرح کھٹکتے ہوئے دیکھا اور دوسرے لمحے ایک کافی بڑا میلی کا پٹر انتہائی تیز رفتاری سے کھٹکتے حصے سے نکل کر اوپر اٹھنا لگا۔

میلی کا پٹر کے باہر آتے ہی کھٹے حصے کے اندر سے اسے فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے میلی کا پٹر روکنے کے لئے فائرنگ کی جا رہی ہو۔ یا پھر اندر کوئی سخت نرالی ہو رہی ہو۔

عمران نے تیزی سے سامنے سی ایک شاخ میں ٹکی ہوئی دو مارا لٹفل بھینٹی اور پھر جیسے ہی میلی کا پٹر کچھ اوتھپا ہوا۔ اس نے رائفل کا رخ اس کی طرف کر کے ٹیچر دبا دیا۔ ایک زوردار دھماکا ہوا اور رائفل سے کھٹنے والی گولی سیدھی میلی کا پٹر سے پڑا۔ ایک بینک میں گھسٹی چلی گئی۔ عمران نے دوسرا فائر کیا اور میلی کا پٹر وضائیں بھری طرف ڈولا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے زمین کی طرف گرنے لگا۔ یوں لگتا تھا جیسے میلی کا پٹر زمین سے ٹکرا کر تباہ ہو جائے گا۔ لیکن زمین کے قریب پہنچتے ہی میلی کا پٹر ایک بار پھر سنبھلا اور ایک بار پھر تیزی سے نہ صرف اوپر کو اٹھا بلکہ اس کے کی طرف بڑھنے لگا۔

عمران نے تیز فائر کیا اور اس بار گولی میلی کا پٹر کی کچلی دم پر لگے

موتے چھوٹے پتھریں پر لگی۔ اور پہلی کا پٹرنے ایک زوردار جھٹکا لگایا اور دوسرے لمحے اس کا اگلا حصہ تیزی سے نیچے کی طرف بھجکا اور پہلے پہلی کا پٹرنجھل نہ سکا اور وہ سیدھا کھیتوں میں موجود فصل کے اندر گرتا چلا گیا۔

سلمان نے بجلی کی سی تیزی سے درخت سے نیچے چھلانگ لگائی اور اپنی کار کی طرف دوڑا۔ ٹائیگر بھی اچیل کر کار میں بیٹھا اور سلمان نے پوری رفتار سے کار کو اس جگہ کی طرف دوڑا دیا جب کہ پہلی کا پٹرن گرا رہا تھا۔ اسی لمحے ایک خوفناک دھماکہ کھیتوں کی طرف سے سنائی دیا۔ اور پھر اس طرح آگ کے شعلے فضا میں بلند ہوئے۔ جیسے اچانک کوئی سویا ہوا آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔ اور آگ کے شعلے آسمان تک بلند ہوتے جا رہے تھے۔

بلیک زیرو کی آنکھیں ایک جھٹکے سے بھٹیں۔ پہلے ہندو سینہ تو اس کے ذہن میں دکھا ہوا تھا۔ مگر پھر جیسے ہی اس کا شعور بیدار ہوا۔ وہ چونک کر اٹھ بیٹھا۔ اس نے دیکھا کہ وہ فرش پر پڑا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی اُسے ایک اور احساس ہوا اور وہ بری طرح چونک پڑا۔ کمپیوٹر کنٹرولنگ نظام بند تھا۔ اس کی مشین سے نکلنے والی مخصوص آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ اور اس کی آواز کی عدم موجودگی نے اُسے چونکا دیا تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے کنٹرولنگ مشین کی طرف جھپٹا تاکہ اُسے چالو کرے۔ مگر دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک گیا۔ کیونکہ مشین گولیوں سے چھلنی ہو چکی تھی۔ اس کو بری طرح توڑ پھوڑ دیا گیا تھا۔ مگر اسے کار وازہ کھلایا ہوا تھا۔

بلیک زیرو اچیل کر دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے ہندو سے بندھا ہوا مخصوص ساخت کا ریلواریٹھ لیا۔ اور پھر دوڑتا ہوا وہ

راہداری میں پہنچ گیا۔

اس راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوتا تھا۔ جس کے بعد لیبارٹری کا اندرونی حصہ آ جاتا تھا۔ جہاں سائنسدان کام کرتے تھے۔ بلیک زیرو جب وہاں پہنچا تو دروازہ جو پٹ کھلا ہوا تھا۔ دروازہ کراس کرتا ہوا جب وہ اندرونی حصے میں پہنچا تو اس نے وہاں شوگر لان کے دو سائنسدانوں کو اوندھے منہ فرش پر پڑے ہوئے دیکھا۔ ان کے گروغون چھلکا ہوا تھا۔

اُس لمحے اُسے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھا۔ مختلف کمروں کو کراس کرتا ہوا وہ ایک چھوٹی سی راہداری میں پہنچا تو اس نے وہاں سات افراد کو ایک کمرے سے نکل کر راہداری کے آخری حصے کی طرف دوڑتے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے سب سے آگے جانے والے کے کاندھے پر ایک بوڑھا آدمی لدا ہوا تھا۔ وہ ہبوش تھا۔

بلیک زیرو نے جلد ہی سے ریواورسہ جھانک لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائرنگھول دیا۔ زوردار دھماکوں کے ساتھ ہی دو چھین بند ہوئیں اور سب سے آخر میں دوڑنے والے دو افراد جیتے ہوئے زمین پر گرے اُسی لمحے ایک آدمی نے پٹ کر بلیک زیرو پر فائر کیا اور بلیک زیرو نے بڑی شکل سے ایک ستون کی آڑ کے کراہنے آپ کو بچایا۔ لیکن فائر کرنے والا اور اس کے دو اور ساتھی بجلی کی سی تیزی سے راہداری کے دوسری طرف غائب ہو گئے۔

بلیک زیرو نے ایک لمحے توقف کیا اور مہر وہ اچھل کر ستون کی

آڑ سے نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا راہداری کے آخری سرے پر موجود دروازے کی طرف بھاگا۔ وہ تینوں اسی دروازے سے ہی غائب ہوئے تھے۔ جب کہ بٹ بوجھنے والے دونوں افراد دروازے کے قریب ہی فرش پر تروہ پڑے ہوئے تھے۔

بلیک زیرو ایک لمحے کے لئے دروازے کے قریب رکھا اور پھر اچھل کر دروازے کے پار پہنچا ہی تھا کہ اس پر مشین گن کی گولیوں کی بارش سی ہوئی۔ بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے منہ کے بل زمین پر گرا۔ یہ ٹھکی جگہ تھی اور وہاں کچھ فاصلے پر ایک چوٹا سا میلی پیٹ بنا ہوا تھا۔ اور اس میلی پیٹ پر دو ٹپکھوں والا ایک بڑا سا میلی کا پٹر بٹھا تھا۔ بلیک زیرو پر فائرنگ تیلی کا پٹر لی سائیڈ سے ہوئی تھی۔

بلیک زیرو نیچے گرتے ہی تیزی سے رینگتا ہوا ایک ڈوم کی اوٹ میں ہو گیا۔ اسی لمحے ایک زوردار گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی چیت درمیان سے مٹتی چلی گئی۔ اُسی لمحے بلیک زیرو نے ایک آدمی کو ایک سائیڈ سے نکل کر دوڑتے ہوئے تیلی کا پٹر کی طرف جانے دیکھا۔ بلیک زیرو پر تیلی کا پٹر کی طرف سے مسلسل گولیوں کی بارش ہو رہی تھی۔ اس لئے وہ باجھ تک ڈوم کی اوٹ سے باہر نہ نکال سکتا تھا اس لئے دوڑنے والا نہ صرف بکجیت تیلی کا پٹر تک پہنچ گیا بلکہ وہ اچھل کر تیلی کا پٹر پر چڑھ بھی گیا۔ اس کے ساتھ ہی فائرنگ بند ہو گئی اور مہر تیلی کا پٹر ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا۔ بلیک زیرو نے تیلی کا پٹر پر فائر کھولا۔ لیکن تیلی کا پٹر بجلی کی سی تیزی سے اوپر کو اٹھ گیا اور بلیک زیرو کے مشین پستل سے نکلنے والی گولیاں اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں۔

کا نتیجہ یہ نکلا تھا۔

وہ مونٹ کاٹا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ظاہر ہے اب اس کے سوا وہ اور کچھ بھی کیا سکتا تھا۔ اس نے صغدر کو جینی کا پٹر کا پیچھا کرنے کا کہہ تو دیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے صغدر اور اس کے ساتھی جب تک اس کے پیچھے جانے کے لئے جی نہیں اور کاریں سنبھالتے۔ جینی کا پٹر بھاگنے کہاں تک پہنچ چکا ہوگا۔

بلیک زیرو کے پاس وسیع حیطہ عمل کا ٹرانسپیر بھی موجود تھا جس کے ذریعے وہ یہاں سے ایئر ڈس کو متبع کر سکتا تھا۔ جینی کا پٹر کو گھیرا جاسکتا تھا۔ اس کے پاس بی۔ ایون ٹرانسپیر تھا اور یہ محدود حیطہ عمل کا ٹرانسپیر تھا۔ اور ایسی صورت میں ظاہر ہے شرمندگی اور ناکامی ہی اس کا مقدر بن چکی تھی۔

پلک جھپکنے میں میلی کا پٹر چھت کے خالی حصے سے باہر نکل گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی چھت ایک بار پھر گڑگڑا ہٹ کے ساتھ بند ہو گئی۔ بلیک زیرو اچھل کر ڈرم کی اوٹ سے نکلا اور اس نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا ٹرانسپیر بائیں کال لیا۔ اور اس کا بیٹن دبا کر اس نے چیخا شروع کر دیا۔

”میلو سٹیڈ۔ اٹھیں گے گنگ۔ اور۔۔۔ بلیک زیرو کا لہجہ تو مخصوص تھا۔ لیکن اس میں بے پناہ سختی تھی۔“
”لیس سرا۔ صغدر اٹھنگ۔ اور۔۔۔ دوسرے لمحے صغدر کی آواز سنائی دی۔“

”صغدر اب مجرم پروفیسر بارکی کو اغوا کر کے ایک میلی کا پٹر کے ذریعے لیبارٹری کے عقب سے نکلے ہیں۔ میلی کا پٹر کا پیچھا کرو۔ اور اسے ہر صورت میں ہٹ کر دو۔ فوراً حرکت میں آ جاؤ۔ فوراً۔ اور ایڈ آ۔“
بلیک زیرو نے کہا اور ٹرانسپیر آف کر کے جیب میں ڈالا اور پھر تیزی سے واپس لیبارٹری کی طرف لپکا۔ لیبارٹری کا علیہ سب بگڑا ہوا تھا۔ وہاں موجود سائنسدان اور معاون عملدگروں سے چھپنی ہوا پڑا تھا۔ چند کو سر پر ضربیں لگا کر بے ہوش کر دیا گیا تھا۔ بلیک زیرو کے ذہن میں دھماکے سے اٹھ رہے تھے۔ اس کی اور سیکرٹ سروس کی ایٹو سکیورٹی وہاں موجودگی کے باوجود نہ صرف میجر برمود پروفیسر بارکی کو اغوا کر کے لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا بلکہ لیبارٹری بھی تباہ ہو چکی تھی۔ اور سائنسدانوں کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ عمران کو کیا منہ دکھائے گا۔ اس بار عمران نے اُسے انچارج بنایا تھا اور اس کے انچارج ہونے

ٹھیک اسی وقت میجر رمود بھی خفیہ راستے سے کرش ہال تک پہنچ چکا تھا۔ اُسے مشرقی حصے کی طرف سے خفیہ دروازے سے کیپٹن طارق اندر لے آیا تھا۔ اس کے بعد میجر جمال نے کرنل شہاب کو ایک ضروری بات کے لئے کرش ہال میں بلوایا۔

کرنل شہاب جیسے ہی کمپیوٹر کنٹرول روم سے نکل کر لیبارٹری میں گئے انہیں میجر جمال کا پیغام مل گیا۔ میجر جمال چونکہ ان کا چھوٹا بھائی تھا اس لئے وہ بے وقوف کرش ہال میں آگئے اور یہاں آئے ہی میجر رمود نے ان پر حملہ کر کے انہیں بے وقوف کر دیا اور اس کے بعد ان کا لباس اور میک اپ تبدیل کر کے میں اُسے زیادہ دیر نہ لگی۔ پھر وہاں سے میجر رمود اور کیپٹن طارق کمپیوٹر کنٹرول روم میں پہنچے جہاں بیک زیرو موجود تھا۔

میجر رمود نے خصوصی ریزپٹل سے بیک زیرو کو یہوش کیا اور اُن کے لئے دو مہرے رول اور سے فائرنگ کر کے اس نے کمپیوٹر کنٹرول میٹین کو مکمل طور پر توڑ پھینک دیا تاکہ لیبارٹری کے اندر جانے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو سکے۔

تم نہیں سمجھتے کیپٹن!۔ بعض اوقات قتل نقصان دہ ہوتا ہے ایک مٹن میں جب میں نے ایک جاسوس کو قتل کیا تو اس کے مرتے ہی میں ٹری طرح چھٹس گیا۔ بڑی شکل سے میں نے جان بچائی۔ بعد میں پتہ چلا کہ اس جاسوس کے جسم میں ایک ایسا آلہ فٹ تھا کہ اس جاسوس کے مرتے ہی خود بخود حرکت میں آ جاتا تھا۔ اور مجھے کوئی رکاوٹ نہیں نشانہ ہی کر دیتا تھا۔ تب سے میں جاسوس کو قتل کرنے کی بجائے انہیں

”میجر!۔ اگر آپ اس آدمی کو ختم کر دیتے تو زیادہ بہتر تھا۔ یہ کسی بھی وقت جویش میں آکر سنبھل پڑ سکتا ہے۔“ کیپٹن طارق نے دروازے سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

میجر رمود اس وقت کرنل شہاب کے رُوب میں تھا اور اس کی پلاننگ سے خد کا میاب رہی تھی۔ اور وہ باہر نگرانی کرنے والی سیکرٹ سروس کو وقتی طور پر یہوش کر کے لیبارٹری کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ توفیق باہر گیٹ پر رہا تھا اور اس کے ساتھی لینڈی طاہرہ کے ساتھ لیبارٹری کی چیمپ پر بڑے گیٹ سے اندر داخل ہوئے اور توفیق انہیں سیدھا کرش ہال تک لے آیا۔ کرش ہال لیبارٹری کا وہ حصہ تھا جہاں سے اندر کمپیوٹر کنٹرول شروع ہوتا تھا۔ لیکن باہر موجود پیٹ فیکٹری سے یکمیر علیحدہ تھا۔ اور اس کا راستہ بھی خفیہ تھا جو کیپٹن طارق نے میجر جمال اور سینڈ چیف سے اگھوایا تھا۔ اسی طرح

اطلاع کر سکے۔ میجر برمود نے کرخت لہجے میں سب کو سمجھاتے ہوئے کہا اور اس کے بعد وہ سب تیزی سے رابداری کے اختتام پر موجود دروازے کو کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ اس کے بعد تو لیبارٹری میں جیسے جیسے ہجوم نکال آ گیا۔

میجر برمود اور کیپٹن طارق جبلی کی سی تیزی سے ایک کمرے میں داخل ہوئے جہاں چار سائنسدان مشینوں کے سامنے بیٹھے کام میں مصروف تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ صورت حال کو سمجھتے، گولیوں نے انہیں چھپنی کر دیا۔ اور وہ دونوں بھاگتے ہوئے دوسرے کمرے میں پہنچے۔ یہاں ایک معاون نے اچانک کیپٹن طارق پر حملہ کر دیا۔ لیکن بہن طارق نے جبلی کی سی تیزی سے اُسے ایک طرف اچھالا اور برمود کے ریلو اور نے اُسے فرش سے نہ اٹھنے دیا۔ دو افراد کو چپے ہی میجر برمود ختم کر چکا تھا۔ چونکہ یہاں کا ہر کمرہ سائونڈ پروف تھا اس لئے دوسرے کمروں تک دھماکوں اور چیخوں کی آوازیں نہ پہنچ سکیں۔ اس سے کے بعد وہ بڑا اور خاص کمرہ آگیا جس میں اس فارمولے کو لکھا جا رہا تھا۔ جس کی وجہ سے میجر برمود نے اس لیبارٹری پر حملہ کیا تھا۔

کمرے کا دروازہ بند تھا، لیکن چونکہ کمپیوٹر کنٹرول روم ختم ہو چکا تھا نالے جیسے ہی میجر برمود نے دروازے کو دبا یا۔ دروازہ کھلتا چلا گیا۔ میجر برمود کیپٹن طارق کو وٹیں بکسنے کا اشارہ کر کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کمرے میں شوگران کے چار اور پاکیشیا کے تین سائنسدان کام مابری طرح منہمک تھے۔ ایک بڑی سی مشین کے سامنے پرانی رابداری

بیہوش کر دینا زیادہ بہتر سمجھتا ہوں۔ ہاں! مجبوری کی بات الگ ہے اور اس ریز کے اثر یہ آدمی دو گھنٹوں سے پہلے کسی صورت بھی ہوش میں نہ آسکے گا۔ اور دو گھنٹے ہمارے لئے بہت زیادہ ہیں۔ اب اندر جاؤ۔ اندر فی نقشہ تو تمہارے پاس ہوگا۔ میجر برمود نے رابداری میں چلتے ہوئے کیپٹن طارق کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ توفیق لیڈی طاہرہ اور تین مسیح افراد ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ ان سب کے پاس مخصوص قسم کے ریلو اور تھے۔

”ہاں میجر!۔ یہ دیکھو۔ یہ نقشہ میجر جمال کے کاغذات میں ت ملا تھا۔ کیپٹن طارق نے جیب سے ایک نقشہ نکالتے ہوئے کہا۔ اور برمود اُسے غور سے دیکھنے لگا۔

یہ وہ کمرہ ہے۔ جہاں پروفیسر بارکی ہوگا۔ اور یہ میلی پیڈ ہے جہاں میلی کا پٹر موجود ہوگا۔ کیپٹن طارق نے نقشے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ ہم دونوں ان دو کمروں سے ہو کر سیدھے پروفیسر بارکی کے پاس پہنچیں گے۔ اور توفیق اور لیڈی طاہرہ ان کمروں اور راہداریوں سے گزر کر یہاں ہمارے ساتھ آئیں گے۔ سائنسدانوں کے سلسلے میں کسی رعایت کی ضرورت نہیں۔ جتنے سائنسدان ہم ختم کر سکیں گے آنا ہی بلکارہیہ کو فائدہ ہوگا۔ اس لئے راستے میں جو ملی سائنسدان آئے اس کا خاتمہ کر دینا۔ پوری لیبارٹری میں کوئی بھی سائنسدان یا اس کا عملہ زندہ نہ رہے۔ اُسے مار دینا یا بیہوش کر دینا۔ تاکہ فوری طور پر وہ کوئی ہنگامی رکاوٹ پیدا نہ کر سکے اور نہ کسی اور گجہ

بیٹھا ہوا انہیں ہدایت دے رہا تھا۔
جیسے ہی میجر ریمود داخل ہوا۔ سب سائندانوں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

”کرنل! — دروازے کھلنے پر مخصوص بلب نہیں جلا۔ کیا بات ہے؟“
”شکوہ کران کے ایک بوڑھے سائندان نے چونک کر میجر ریمود سے پوچھا۔

”ارے ہاں واقعی کرنل — پروفیسر بارکی نے بھی چونک کر۔“
”سیکریٹ سروس کے حکم پر ایسا لگایا ہے۔ آپ لوگ سمجھنا، یہاں بس کام کرتے رہیں۔“
”میجر ریمود نے کرنل شہاب کے لیے میں کہا کہ قدم بڑھا آئیہ ہا پروفیسر بارکی کے پاس پہنچ گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلا۔ میجر ریمود کا ہاتھ فضا میں اٹھا اور پروفیسر بارکی کے سر پر ریلواری کا دستہ پوری قوت سے پڑا۔ پروفیسر بارکی چیخ مار کر پہلو کے بل کر سی سے نیچے گرا۔

”یکہ! — سارے سائندان ایک جھٹکے سے کھڑے ہوئے۔“
”جی تھے کہ میجر ریمود کے ہاتھ میں موجود ریلواریوں نے گولیاں اگلا شروٹ کر دیں اور دیکھتے ہی دیکھتے چھ افراد ڈھیر ہو گئے۔“

”آجوا کیٹین —“
”میجر ریمود نے چیخ کر کہا اور اسی لمحے دروازہ کھول کر نہ صرف کیٹین طارق اندر آیا۔ بلکہ لیڈی طاہرہ، توفیق اور باقی ساتھی بھی اندر آ گئے۔

”ساری لیبارٹری صاف ہو چکی ہے میجر! — میں نے سیٹی بیڈ کی سائیڈ میں بھی صاف کر دی ہیں۔ وہاں چار سٹخ افراد اور ایک

پائلٹ تھا۔ میں نے ان کا خاتمہ کر دیا ہے اور میں نے چھت کے کھولنے کا سسٹم بھی چیک کر لیا ہے۔“
توفیق نے تیز لہجے میں کہا۔

اور کے — چلو کیٹین! — پروفیسر بارکی کو اٹھاؤ۔ میں اس دوران یہاں کی تلاشی لے لوں۔ شاید کوئی کام کی چیز مل جائے۔“
”میجر ریمود نے کہا اور پھر اس نے جلدی جلدی میزوں کی درازیں کھول کھول کر چیک کرنا شروع کر دیں اس دوران کیٹین طارق نے فرش پر بڑبڑاتے ہوئے پروفیسر بارکی کو اٹھائے کھڑے پر لا دیا اور پھر وہ توفیق کی دھانی میں سیٹی بیڈ کی طرف بڑھے۔

اسی لمحے میجر ریمود کو دور ایک کنبے کی آواز سنانی دی اور میجر ریمود ہلک پڑا۔

”چلو جلدی کرو۔ فوراً یہاں سے نکلو۔ کسی بھی لمحے کوئی بھی گڑبڑ ہوتی ہے۔“
”میجر ریمود نے کہا اور وہ سب تیزی سے ایک راہداری پر سے ہو کر سیٹی بیڈ کی طرف بڑھنے لگے۔ توفیق چھت کھولنے کے لیے پہلے ہی آگے جا چکا تھا۔

پھر نیچے ہی وہ سیٹی بیڈ کے حصے میں پہنچنے کے لئے راہداری کے قریب دروازے پر پہنچے۔ اچانک ان کے عقب میں دھماکے ہوئے اور غریب چلنے والے دو افراد پھینتے ہوئے زمین پر گر پڑے۔ میجر ریمود نے پلٹ کر غار کھول دیا۔ اور پھر باقی ماخذ افراد اچھل کر دروازہ کر اسٹس لگتے۔ پرمود مسلسل غار کر رہا تھا۔

”جھاگو۔ سیٹی کا پٹر میں پہنچو۔ جلدی۔“
”میجر ریمود نے چیخ

کر کہا اور وہ سب بے تحاشا دوڑتے ہوئے سیلی کا پٹر کے پاس پہنچے۔
میجر برمودہ بھی دروازے میں فائرنگ کر کے دوڑتا ہوا سیلی کا پٹر کے پاس
پہنچا اور اچھل کر پلانٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

کیپٹن طارق سائینڈ کی سیٹ پر بیٹھا باہر کو جھکا ہوا تھا۔ اسی لمحے
اُسے زبرداری کے دروازے پر ایک سایہ سا نظر آیا تو اس نے فائر
کھول دیا۔ اس کے ہاتھ میں بمبئی شیش گن تھی۔ وہ مسلسل اس دروازے
پر اور اس کے ارد گرد فائر کستے جا رہا تھا۔

اسی لمحے گزگراٹ کی تیز آواز سے چیت درمیان سے کھلی اور
توفیق دوسری سائینڈ سے دوڑتا ہوا سیلی کا پٹر کی طرف آیا۔ کیپٹن طارق
جانا تھا کہ اگر اس نے ایک لمحے کے لئے بھی فائر بند کیا تو توفیق بہت
بوجھائے گا۔ چنانچہ اس نے فائر مسلسل جاری رکھا۔

توفیق صحیح سلامت سیلی کا پٹر تک پہنچ گیا۔ اسی لمحے میجر برمودہ نے
سیلی کا پٹر کو ایک جھٹکے سے بند کیا اور توفیق بمبئی کی اوپر چڑھ سکا۔

سیلی کا پٹر خاموشی تیز رفتار سے اوپر کو اٹھا ہوا اعلیٰ چیت سے
باہر نکل آیا اور اس کے ساتھ ہی نیچے چھت بند ہو گئی۔ سیلی کا پٹر بند
ہونے سے فائر کی آواز سنی دی۔ لیکن یہ رپلاور کی آواز تھی اور میجر برمودہ
جانتا تھا کہ تیز رفتار سیلی کا پٹر پھر رپلاور کی کوئی انٹریکسٹی مقبوس
چنانچہ جیسے ہی سیلی کا پٹر کے نیچے چھت بند ہوئی برمودہ نے اظہیان
کا سانس لیا۔ وہ کامیاب ہو چکا تھا۔

”یہ کون ہو سکتا ہے۔“ خاندنہ کسی کو نظر انداز کر گئے ہوئے۔
میجر برمودہ نے توفیق کی طرف مڑتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”نہیں ہاں!۔ ہم نے تو پوری تسلی کر لی تھی۔“ توفیق نے
ہنسے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ یہ وہی سیکرٹ سروں کا آدمی ہو جسے آپ نے بیہوش
کیا تھا۔“ کیپٹن طارق نے سیدھا ہونے ہوئے کہا۔

”شٹ آپ!۔ وہ ریز فائر کی وجہ سے دو گھنٹے سے پہلے بیہوش
میں نہیں آ سکتا۔“ برمودہ نے انتہائی کڑخت لہجے میں کہا۔

لیکن اسی لمحے دُور سے ایک زوردار دھماکے کی آواز سنی دی اور
اس کے ساتھ ہی سیلی کا پٹر کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ اور ڈیویشن بورڈ پر
ایک سُرُج بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

اوہ!۔ پٹرول ٹینک مٹ ہو گیا ہے۔“ میجر برمودہ نے کہا اور
جلدی سے سیلی کا پٹر کو سنبھالنے لگا۔

لیکن دوسرے لمحے ایک اور دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی سیلی کا پٹر
لوہے سے بھی زیادہ زوردار جھٹکا لگا اور اس کا توازن بُری طرح بگڑ گیا وہ

سب ایک دوسرے سے بُری طرح ٹکرا کر سیلی کا پٹر کے فرش پر گر گئے۔
سیلی کا پٹر انتہائی تیز رفتاری سے نیچے گرنے لگا۔ برمودہ کو ایک لمحے

کے لئے ایسے لگا کہ جیسے سیلی کا پٹر زمین سے ٹکرا کر تباہ ہو جائے گا۔
میجر برمودہ نے ایک لیور کو زور سے کھینچا تو سیلی کا پٹر ایک جھٹکے

سے اوپر کو اٹھا۔ اس کی رفتار یکجہت بے حد تیز ہو گئی تھی۔ میجر برمودہ
کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ سیلی کا پٹر کو اس حالت

میں بھی ڈیڑھول کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ پٹرول ٹینک
میں سوراخ ہو چکا تھا اور تیل لیک کر رہا ہو گا۔ لیکن یہی غنیمت تھا کہ

سنائی دی۔ یہ کیسٹن طارق کی آواز تھی۔

”میں ادھر ہوں۔ جلدی کرو۔ جو زندہ ہو یہاں آجائے۔ جلدی فوراً۔۔۔ میجر برمود نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے دوڑتے ہوئے قدوں کی آوازیں سنائی دیں اور کیسٹن طارق سب سے پہلے اس کے قریب پہنچا۔ اس نے کاغذ صبر پر رو فیئر باری کو اٹھایا ہوا تھا۔ پھر لٹیہی طاہرہ اور نو فین بھی پہنچ گئے۔ البتہ ایک آدمی غائب تھا۔ وہ مر گیا ہے۔ وہ میرے ساتھ ہی گرا تھا۔ اس کے بل۔ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ میں نے اُسے چپک کیا تھا۔ لٹیہی طاہرہ نے کہا۔

”چھوڑو اسے۔ یہ تباؤ کر پرو فیئر باری زندہ ہے یا مر گیا۔“
میجر برمود نے ہنٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

”زندہ ہے میجر!۔ میں نے اس کی وجہ سے خود پوٹیں کھائی ہیں۔ لیکن اسے بچا لیا ہے۔ مگر اس قدر جھکے کے باوجود اسے ٹوٹ نہیں آتا۔ کیسٹن طارق نے کہا۔

”ابھی نوٹش آئے گا بھی نہیں۔ میں جس جگہ دستہ مارا تھا اس بل کی چوٹ دو تین دن سے پہلے نوٹش میں نہیں آنے دیتی۔ بلو بن کل چلو۔ ورنہ سارا علاقہ کھیر لیا جائے گا۔ ادھر شمال کی طرف۔۔۔ ادھر ایک بڑی ندی ہے۔ جلدی چلو۔۔۔ میجر برمود نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ سب کیسٹن کے دو میان دوڑتے ہوئے مال کی طرف بڑھنے لگے۔

میجر برمود نے میل کا پٹر بلند ہوتے ہی ایک نظر میں ارد گرد کا علاقہ

میل کا پٹر لو آگ نہ لگی تھی۔ لیکن کی اُسے پرواہ نہ تھی کیونکہ جب تک پورا تیل ٹیک نہ ہو اس وقت تک وہ بتیل کا پٹر کو ملگا نہ کہ نہ کی سرحد تک لے جاسکتا تھا۔ ایلے میل کا پٹر کا اُسے علم تھا کہ ان کی ٹینکیاں ہر وقت ٹل رہی جاتی تھیں

کافی اونچا اٹھا کر اس نے میل کا پٹر کو تیزی سے آگے بڑھایا اس کے دوسرے ساتھی اب سنبھل گئے تھے کہ اسی لمحے دُور سے ایک اور دھماکہ ہوا اور اس بار میل کا پٹر کا توازن بے محنت بگڑ گیا۔

”نیچے چھلانگیں لگاؤ۔ پرو فیئر کو بھی دھکیل دو۔ جلدی کرو۔ میجر برمود نے چیخ کر کہا۔ کیونکہ میل کا پٹر بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے الٹا ہو کر نیچے کی طرف جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی میجر برمود نے چھلانگ لگا دی۔

اسی لمحے باقی ساتھی بھی نیچے چھلانگیں لگا گئے۔ اور جیسے ہی پڑو کے قدم زمین سے لگے اس نے قے بلازی کھائی اور پھر سیدھا کھڑ ہو گیا۔ پیراٹروپک کے مخصوص انداز کی وجہ سے اُسے چوٹ نہ لگی تھی۔ ویسے بھی جس وقت انہوں نے چھلانگیں لگائی تھیں۔ بتیل کا پٹر کی بلند ہی زیادہ نہ تھی۔ اور پھر جس جگہ وہ گرے تھے وہاں اونچی فصیل اور نرم زمین تھی۔ میل کا پٹر کچھ دُور آگے جا کر کھیتوں کے درمیان جا کر اور پھر ایک ٹوٹا ٹوک اور دل ہلا دینے والا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی آگ کے شعلے آسمان تک بلند ہونے لگے۔ یوں محسوس ہوا جیسا کہ کوئی سویا ہوا آتش فشاں چھٹ پڑا ہو۔

میجر۔ میجر۔۔۔ اچانک اُسے قریب سے چنیتی موٹی آواز

دیکھ لیا تھا اور اندھیرے میں چمکتے ہوئے ہانی کی پٹی اس کے ذہن میں محفوظ تھی۔ ادھر چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں اور جنگہ ویران تھی اس لئے پرمود نے ادھر کا ہی رُخ کیا تھا۔

”یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں میجر!۔ جنہوں نے پہلی کا پٹر پر حملہ کیا ہے۔“ سیکرٹ سروں والے تو سامنے کے رُخ پر تھے۔ ”کیپٹن طارق نے دوڑتے ہوئے پوچھا۔ پروفیسر باری کو اب کیپٹن توفیق نے اٹھایا تھا۔

”ہو سکتا ہے ان کا کوئی گروپ لیبارٹری کی پچھلی طرف چھپا ہوا ہو دھماکے دُور مار انفیل کے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں پہلے سے خدشہ تھا کہ پہلی کا پٹر باہر آ سکتا ہے۔“ فی الحال دوڑتے چلو۔ ابھی غم خطرے سے باہر نہیں آئے۔“ میجر پرمود نے دوڑتے ہوئے کہا۔

تمھوڑی دیر بعد وہ سب ندی پر پہنچ گئے۔ ندی خاصی چوڑی تھی۔ پھر دُور انہیں کنارے پر روشنی سی نظر آئی۔ روشنی کا انداز ایسا تھا جیسے ریلوے کرائنگ برلیمپ جل رہا ہو۔

”ادھر جلو روشنی کی طرف۔ جلدی۔“ میجر پرمود نے کہا۔ وہ سب انتہائی تیز رفتاری سے اس طرف دوڑتے چلے گئے۔

”کون سے کون دوڑ رہا ہے۔“ اچانک روشنی کے قریب ہی ایک اور روشنی نظر آئی اور ساتھ ہی ایک سایہ سا بھی نف میں پڑا۔

”دوست میں۔“ میجر پرمود نے چیخ کر کہا۔ اب ریلوے کرائنگ

عاف نظر آنے لگا تھا۔

سائے کے ماتھے میں لالٹین تھی۔ پرمود سمجھ گیا کہ یہ کرائنگ پھاہک بند کرنے والا چوکیدار ہے۔

چند ہی لمحوں میں وہ چوکیدار کے قریب پہنچ گئے۔ چوکیدار ایک دھڑکنے والی آواز میں کہا جس نے پورے جسم پر کھسک لپٹ رکھی تھی کرائنگ کے دروازے بند تھے۔ اور دروازے بند دیکھ کر میجر پرمود سمجھ گیا کہ اڑی کسی طرف سے آنے والی ہے۔

”کون ہو تم۔“ اور یہ کون ہے جسے تم نے اٹھایا ہوا ہے۔“ دھڑکنے والی آواز میں چوکیدار نے حیران ہو کر پوچھا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چیخ مکر اچھلا اور زمین پر گر گیا۔ پرمود کے ماتھے میں تھا ہے ہاتھ چھوٹے سے ریلوے سے نکلنے والی گولی سدھی چوکیدار کے دل میں گھس گئی۔ فی لالٹین اس کے ماتھے سے گر کر لرھکتی تھی۔ کوئی ایک طرف جا رہی۔

”اسے بچا دو۔“ میجر پرمود نے کہا اور لیڈی ظاہرہ نے مٹی سے آگے بڑھ کر لالٹین بچا دی۔

اسی لمحے دُور سے گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں۔ گاڑی آرہی ہے۔ میں اسے روکتا ہوں۔ تم سدھی سے کسی بے میں چڑھ جانا۔ یہ گاڑی دارالحکومت سے باہر جا رہی ہے۔ ظاہٹ کی آواز سے ظاہرہ فوراً بے کراس کا رُخ دارالحکومت طرف سے باہر کی طرف بنے۔ میجر پرمود نے کہا اور پھر تیزی سے کرائنگ کے دروازوں کی طرف دوڑا۔ لیکن دروازے کے سامنے گزرتے ہی ایک جگہ ٹک گیا۔ یہاں بیرونی گنگل

کا لیور موجود تھا۔ اس سے کانا بھی بدلا جاتا تھا۔

گرگور اسٹاب قدرے نزدیک آچکی تھی۔ میجر پرود نے لیور کو پکڑ کر ایک زوردار جھٹکے سے کھینچی اور اس کے ساتھ ہی دوڑ گئی۔ کی نظر آنے والی سبز بتی مرنج ہو گئی۔

”سائیڈ میں بوجاؤ۔ گاڑی اب اس کرائسک سے کچھ دور۔“
جلنے لگی۔ ہم نے احتیاط سے چڑھنا۔ کسی کو نظر نہ آئے۔
میجر پرود نے کہا اور وہ سب سائیڈ میں درختوں کے ذخیرے میں گر گئے۔

گرگور اسٹاب نزدیک آگئی تھی اور پھر انہیں دور سے لیکن گاڑی نظر آگئی۔ بریکوں کی چڑچڑاہٹ کی آواز فضا میں گونجی اور پھر گاڑی کی رفتار آہستہ ہونے لگ گئی۔

اسی لمحے میجر پرود کو اس چوکیدار کی لاش کا خیال آیا۔ بڑا ہی تک لاش کے پاس ہی پڑی ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے دوڑا اور پھر اس نے سبلی کی سی تیزی سے جھپک کر ادھیڑ عمر چوکیدار کی لاش کا بازو پکڑا اور اسے گھسیٹا ہوا درختوں کی طرف لے آیا۔ اس کے بعد اس نے اُسے زور سے اچمال کر درختوں کے اندر چھپا دیا۔
اسی لمحے گاڑی اس کرائسک کے قریب آکر رک گئی۔ مال گنا

تھی اس نے زور سے ہارن دیا۔ ایک بار۔ دوبار۔ شاید تیس بارن چوکیدار کے لئے تھا۔ اور پھر چند سائے انہیں گاڑی سے نیچے اترتے نظر آئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں بڑی سی لائین تھی۔ یہ یقیناً گاڑو تھا۔ وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کرائسک

کے قریب آگئے۔

”کرائسک ڈور بھی بند ہے۔ اس کے باوجود گنل آف ہے۔ ایک بڑا بانی موتی آواز سنانی دی۔

”کوئی انہی چوکیدار ہوگا۔ ریلوے کو بھی ایسے ہی لوگ ملتے ہیں۔ گنل آن کرنا بھول گیا ہوگا۔“ دوسری آواز سنانی دی۔

اور پھر وہ سب اس ہٹ کی طرف بڑھ گئے۔ وہ تعداد میں چار تھے وہ شاید اس چوکیدار کو ڈھونڈنے جا رہے تھے۔

پھر جیسے ہی وہ چاروں ہٹ میں داخل ہوئے میجر پرود نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب دوڑتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔ سامنے ہی ایک ٹرالر تھا جس میں بیوی مشینری تھی۔ اس ٹرالر پر چڑھ جاؤ۔ جلدی۔ میجر پرود نے اچھل کر اوپر چڑھتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ٹیکنیشن توفیق نے کاندھے پر لدے ہوئے پروفی بار کی ٹو اور کی طرف اچھا۔ میجر پرود نے اُسے جھپٹا اور میجر گیسٹ کر مشین کی اوٹ میں لٹا دیا۔ پلک جھپکنے میں توفیق، لیڈی ظاہرہ اور آخر میں ٹیکنیشن طارق بھی اوپر چڑھ آیا۔ اور وہ سب مشینری کی اوٹ اور سائیڈوں میں رہ گئے۔

اسی لمحے انہیں انسانی آوازیں دوبارہ ٹرالر کے قریب سے آتی سنائی دیں اور پھر دو آدمی باقیں کرتے ہوئے پاس سے گزر گئے۔

یہ بہت بڑی کوتاہی ہے۔ گنل آن کئے بغیر وہ چوکیدار نہیں چلا گیا ہے۔ میں اس کی رپورٹ کروں گا۔ ایک آدمی

جس کے ہاتھ میں بڑی سی لالٹین تھی دوسرے آدمی سے کہہ رہا تھا لالٹین والے یقیناً گارڈ تھا اور دوسرا اس کا معاون ہوگا۔ باقی دو آدمی ان کے ساتھ نہ تھے۔ وہ انجن کے آدمی ہوں گے۔

میجر برمود اور اس کے ساتھی دم سادھے پڑے ہوئے تھے تھوڑی دیر بعد گاڑی ایک جھٹکے سے حرکت میں آئی اور پھر اس کی رفتار تیز ہو گئی۔

اسی لمحے قریب پڑے ہوئے پروفیسر بارکی کی کراہ سنائی دی وہ شاید کوشش میں آ رہا تھا۔ پرمود اس پر کسی عقاب کی طرح جھپٹا اور اس نے اس کی کینٹینی پر پوری قوت سے نکل مارا۔ پروفیسر بارکی کے جسم میں پیدا ہونے والی حرکت غائب ہو گئی اور وہ ساکت ہو گیا گاڑی کی رفتار اب کافی تیز ہو گئی تھی۔

”میں اس کا میک آپ کر دوں۔ ورنہ اسے کسی بھی وقت پہچاتا لیا جا سکتا ہے۔“ میجر پرمود نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔
”کیا آپ کے پاس میک آپ باکس ہے۔“ ہیکلین طاق نے حیران ہو کر پوچھا۔

”میری مخصوص جیکٹ میں ہر چیز ہر وقت موجود رہتی ہے۔“ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا چپٹا باکس نظر آنے لگا۔
”لیکن میجر! اس اندھیرے میں میک آپ کیسے ہوگا۔“

لیڈی طاہرہ نے کہا۔
”میں نے اس پر مکمل میک آپ تو نہیں کرنا۔ صرف ریڈیو مینا

میک آپ کرنا ہے تاکہ کچھ بدل جائے۔“ میجر پرمود نے کہا اور پھر اس کے ہاتھ ٹرالر کے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے پروفیسر بارکی کے چہرے اور سر پر حرکت کرنے لگے۔

جنب میجر پرمود نے ہاتھ روکا تو اسی لمحے گاڑی نے ہارن دیا اور اس کے ساتھ ہی گاڑی کی رفتار آہستہ ہونے لگ گئی۔ میجر پرمود نے سائیڈ سے آگے دیکھا۔ ڈور اُسے اندھیرے میں چند بقیان نظر آرہی تھیں۔ گنگل کی لائٹ سرخ تھی۔ اور پھر گاڑی آہستہ ہوتے ہوئے اس گنگل کے قریب رگ گئی۔

ادھر سے اتر جاؤ۔ جلدی کرو۔ گاڑی کسی بھی لمحے حرکت میں آ سکتی ہے۔“ میجر پرمود نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جھپٹ کر پروفیسر بارکی کو اٹھا کر کاندھے پر لا دیا اور نیچے چھلانگ لگا دی۔

سامنے ہی درختوں کا ذخیرہ تھا۔ میجر پرمود تیزی سے دوڑتا ہوا اس ذخیرے میں گھس چلا گیا۔

چند لمحوں بعد ہی ایک ایک کر کے اس کے باقی ساتھی بھی اس ذخیرے میں پہنچ گئے۔

اسی لمحے گاڑی کا ہارن سنائی دی۔ اور پھر گاڑی حرکت میں آگئی۔ وہ سب درختوں کی اوٹ میں کھڑے گاڑی کو جاتے ہوئے دیکھتے رہے۔

”میرا خیال ہے کہ ہم دارالحکومت کے نواحی قصبے میں ہیں۔“ لیڈن طارق نے کہا۔

”ہاں! اب ہمیں کوئی سواری ڈھونڈنی ہوگی“۔ میجر پرودہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 ”ادھر اسٹیشن کی طرف چلیں“۔ توفیق نے کہا۔
 ”نہیں! ادھر گڑبڑ ہو سکتی ہے۔ انہی درختوں کے درمیان سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ چلو۔ یہ زرعی علاقہ ہے۔ یہاں کوئی نہ کوئی زرعی فارم نظر آجائے گا۔ اور وہاں کوئی ٹرک یا وین کھڑی بھی مل جائے گی۔“ میجر پرودہ نے پرویز بابر کی کونفیشن کے کاغذ سے پر منتقل کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے درختوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ریٹوے لائن سے دُور ہٹتے چلے گئے۔

عمران نے آدمی اور طوفان کی طرح کار دوڑاتا ہوا اس جگہ پر پہنچا جہاں مہیلی کا پٹر کے دھماکے سے پھٹنے کے بعد آگ کے شعلے ابھی تک بلند ہو رہے تھے۔ آگ کے ان شعلوں نے بھی اس کی رہنمائی کی تھی اس لئے وہ اپنی توقع سے پہلے ہی وہاں تک پہنچ گیا تھا۔ وہ شاید اسے کافی دیر تک کھیتوں میں چھکڑنا پڑا۔ لیکن وہاں پہنچ کر اسے مہیلی کا پٹر کے بجائے کے علاوہ کچھ ایک لاش پڑی ہوئی نظر آئی۔ اس آدمی کی گردن کی ہڈی ٹوٹی ہوئی تھی اور اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ بلند ہی سے اچانک اور اذالہ فوری کے عالم میں گرنے کی وجہ سے گردن ٹڑوا بیٹھا ہے۔ اس کے علاوہ وہاں اور کوئی شخص نہ تھا۔ البتہ ارد گرد ٹوٹی ہوئی فصل سے ظاہر ہو رہا تھا کہ تین چار افراد ادھر ادھر گرے ہیں اور پھر اکٹھے ہوئے ہیں۔
 عمران شعلوں کی روشنی میں ارد گرد کا علاقہ دیکھ رہا تھا کہ ان

لوگوں کے فرار ہونے کے راستے کا تعین کر سکے کہ اچانک دُور سے ایک جیپ کے آنے کی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔
 ”لیبارٹری کی جیپ ہے۔“ ٹائیگر نے کہا جو ایک اونچی منڈیر سے جھانک رہا تھا۔

”یہ سیکرٹ سروس کے ارکان ہوں گے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ بھی تیزی سے منڈیر پر پہنچ گیا۔ اسی لمحے اسے جیپ سے اچانک مشین گن کی نال جھانکتی ہوئی نظر آئی۔ چونکہ پہلی کا پڑتے آگ کے شعلے ابھی تک خاصے بلند تھے اس لئے رات ہونے کے باوجود ارد گرد کا علاقہ روشن تھا۔

”ہاتھ اٹھا دو ٹائیگر!۔۔۔ ورنہ یہ ہمیں غیر ملکی مجرم سمجھ کر گولی چد دیں گے۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہوا اور اس نے دونوں ہاتھ سر سے بلند کر دیئے۔ ٹائیگر نے بھی اس کی پیروی کی۔

جیپ سے جھانکنے والی مشین گن سے فائرنگ ہوئی لیکن گولیاں منڈیر کے نیچے ہویت ہو گئیں۔ یہ شاید دھمکی کے لئے کیا گیا تھا۔
 ”کیا وقت آگیا ہے کہ اصل مجرم تو فرار ہو گئے ہیں۔“ اور ہم بیٹڈز آپ ہونے کھڑے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے جیپ تیزی سے ان کے قریب آکر رکی اور پھر اس میں سے صفدر۔ تنویر۔ لغانی اور چوہان بجلی کی سی تیزی سے نکلے اور انہوں نے بڑی مہارت سے منڈیر کو گھیر لیا۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں موجود تھیں۔

”خوش آمدید۔ خوش آمدید!۔۔۔ پہلے تو پولیس والوں کے متعلق مشہور تھا کہ وہ اس وقت تک موقعِ واردات پر نہیں آتے۔ جب تک واردات کرنے والے اپنے محفوظ ٹھکانوں تک نہ پہنچ جائیں لیکن اب سیکرٹ سروس بھی اسی راہ پر چل نکلی ہے۔۔۔ اب لیڈنا پولیس والوں کی طرح ان کی توندیں بھی باہر نکل آئیں گی۔“ عمران نے اونچی آواز سے کہا۔

”عمران صاحب آپ!۔۔۔ اور اس میک آپ میں۔۔۔“ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”جب سیکرٹ سروس پولیس بن جائے۔۔۔ تو پھر مجبوراً مجھے کسی غیر ملک میں ہی بنانا لینی ہوگی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ نیچے کر کے منڈیر سے اُتر آیا۔ ظاہر ہے ٹائیگر نے بھی اس کی پیروی کی۔

”یہ کیا عمران صاحب!۔۔۔ اکیٹونے ہمیں اچانک کال کیا کہ مجرم پروفیٹر باربی کو لے کر پہلی کواپٹر کے ذریعے بھل گئے ہیں۔ ہم جیپ لے کر لیبارٹری سے نکلتے ہی سننے کو پہلی کواپٹر کے تباہ ہونے کا دھماکہ سنا اور پھر آسمان تک بلند نکلے نظر آئے۔“ لیکن یہاں پہنچنے پر آپ نظر آئے۔۔۔“ صفدر نے ہنسنے لگے۔

”تمہارے پاس کو مرائے ہیں میں اچانک کشت ہو جاؤں گا۔ بس۔۔۔“ ایسا ہی کشف ہوا جو گا۔ بہر حال ڈھونڈو مجبور کو۔۔۔ اگر اور کوئی نہ مل سکے تو یہ ایک لاش تو پڑی ہی ہے۔“ عمران نے ادھر ادھر فوڑ سے دھمکتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے اپنی کار کی طرف پڑھا۔

ہوا دو قدم پیچھے ہٹ کر لپٹ کے بل بیچے گرا۔ عمران نے اچانک کار کا آدھا کھڑا ہوا دروازہ ایک جھٹکے سے کھولا تھا اور تنویر جو دروازے کے ساتھ کھڑا تھا دروازے کی زوردار ضرب پیٹ پر لگا کر پیچھے جا گرا۔ مشین گن میں اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی۔

”اسے سمجھا لو صغدر! — ورنہ —“ عمران نے تلخ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر جو دوسری طرف خاموش کھڑا تھا تیزی سے دوسری طرف بیٹھ گیا اور عمران نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔

تنویر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے جھپٹ کر اپنی مشین گن اٹھانی چاہی۔ مگر صغدر نے آگے بڑھ کر مشین گن پر پیر کر دیا۔
”موش میں آؤ تنویر! — اگر ہم آپس میں لڑتے رہے تو مجرم پروفیسر بارکی کو لے جائیں گے۔“ صغدر نے بے حد سخت لہجے میں کہا۔

عمران انتہائی تیز رفتاری سے کافصل کے اندر دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ ٹائیگر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ کیونکہ اندھیرے کے باوجود اُسے عمران کی چیدگی محسوس نہ ہو رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کار بندی کے کنارے پہنچ گئی۔ عمران نے دیکھا کہ دور کراننگ کے قریب سے ایک مال گاڑی گذر رہی تھی۔ عمران نے ندی کے کنارے کار روکی اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔
”ندی خاصی چوڑی تھی اور اُسے بغیر پل یا کشتی کے پار نہیں کیا جاسکتا تھا۔“

اس نے ٹائیگر کو بھی اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔
”سو ری عمران! — تم لوگ نہیں جانتے — جب تک باس کو اطلاع نہ کر دی جائے — اچانک تنویر نے مشین گن سیدھی کرتے ہوئے کہا۔

”تو کرتے رہو اطلاع — میں نے کب منع کیا ہے؟“ عمران نے کار کا دروازے کھولتے ہوئے کہا۔

”خبردار! — میں کہتا ہوں رگ بناؤ —“ تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کے سینے سے مشین گن کی مال لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”تنویر! — یہ کیا کر رہے ہو؟“ صغدر نے غصے لہجے میں کہا۔
”صغدر! — یہ دُعا بھی ہو سکتا ہے — بجلی کا پٹر کی تباہی کے بعد یہ لوگ موقع پر موجود ہیں اور نئے سیاب آپ میں — یہ لازماً کوئی گڑبڑ ہے — میں اسے ایسے نہ جانے دوں گا۔“ تنویر نے انتہائی

کریخت لہجے میں کہا۔
”ارے میں نے پولیس کا نام تو مذاق میں لیا تھا — لیکن تم تو پوچھ چ پولیس والے بن رہے ہو — تمہارا کیا خیال ہے کہ مجرم تمہارے باس کو اطلاع دینے تک ہاتھ باندھے کھڑے رہیں گے؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا مگر آخری الفاظ پر اس کا لہجہ بگڑ گیا۔

”کچھ بھی ہو — میں جب تک باس کو اطلاع نہ کر دوں — تم نہیں جانتے — صغدر! — تم باس سے بات کر دو —“ تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے کراہ مچلی اور وہ لاٹھیا

ہوں۔ یہاں کرانگ پرل بھی ہے۔“ ٹائیگر نے جواب دیا۔
 ”اگر ایسا ہوتا۔ تو پھر وہ یقیناً کرانگ کھولتے۔ اور گاڑی مجھے
 سامنے گزرتی ہے۔“ آؤ جلدی کرو۔ ہمیں اس گاڑی کا پیچھا کرنا
 ہے۔“ عمران نے واپس کار کی طرف دوڑتے ہوئے کہا اور چند
 لمحوں بعد ان کی کار تیز رفتاری سے کچے راستے پر چمکولے کھاتی ہوئی
 آگے بڑھتی چلی گئی۔
 اسی لمحے عمران کی جیب میں ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں تو اس نے
 جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹرائیڈ بائرننگ کالاور اس کا بیٹن آن کر دیا۔
 ”جوزف کالنگ بائرن۔ اور۔“ دوسری طرف سے جوزف کی
 آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں۔ تم لوگ کہاں ہو۔ اور۔“ عمران نے
 سخت لہجے میں کہا۔
 ”ہم آپ کی طرف سے کال کے منتظر ہیں۔ لیبارٹری پر تو ہنگامی
 حالات نافذ ہو چکے ہیں۔ بے شمار جہیزیں اور کاریں آرہی ہیں اور۔“
 جوزف نے کہا۔

”تم دونوں واپس رانا ہاؤس چلے جاؤ۔ میں بعد میں تمہیں کال
 کروں گا۔ کسی کے سامنے آنے کی ضرورت نہیں۔ اور اینڈ آف۔“
 عمران نے کہا اور ٹرائیڈ آف کر دیا۔ لیکن ابھی وہ ٹرائیڈ واپس جیب
 میں رکھ ہی رہا تھا کہ ٹرائیڈ پر کی سیٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ عمران نے
 دوسری بار اس کا بیٹن آن کر دیا۔
 ”اکیٹو کالنگ عمران۔ اور۔“ اکیٹو کی مخصوص آواز آئی۔

عمران نے کار کرانگ کی طرف موڑ دی۔ کیونکہ ادھر لائش نظر
 آرہی تھیں۔ گاڑی اب سٹیٹن کر اس کرچکی تھی۔
 عمران نے کار کرانگ کے قریب جا کر روک دی۔ وہ چند لمحوں
 ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ پھر کار کا دروازہ کھول دیا۔
 ”گاڑی کے گزر جانے کے باوجود جھانک نہیں کھو لگایا۔“ عمران
 نے سیٹ کے نیچے سے ہاتھ بڑھا کر ایک لمبی سی ٹارچ نکال کر نیچے
 اترتے ہوئے کہا۔
 ”ہاں!۔ یہ واقعی عجیب بات ہے۔“ ٹائیگر نے بھی سر
 ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ بھی کار سے باہر آگیا تھا۔

”ارے بھائی۔“ عمران نے چونک کر کہا۔ اس کے ہاتھ میں
 موجود ٹارچ کی روشنی ایک جگہ نہ کوڑھتی جہاں کسی کے گرنے کے نشانات
 کے ساتھ ساتھ خون بھی موجود تھا۔ گو خون کچی زمین میں جذب ہو چکا
 تھا مگر ٹارچ کی روشنی میں اس کے دھتے صاف نظر آرہے تھے۔
 خون کے دھتے دھتوں کے ذریعے کی طرف جا رہے تھے۔ اور ساتھ
 ہی ایسے آہٹا رہے تھے جیسے کسی چیز کو کھٹایا ہو۔

عمران ٹارچ کی روشنی میں آگے بڑھتا رہا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس
 نے دھتوں کے ذخیرے میں بڑی موٹی چوکیدار کی لاش تلاش کر لی۔
 ”میجر برمود اور اس کے ساتھی یقیناً اس گاڑی میں سوار ہوئے ہیں
 انہوں نے چوکیدار کو قتل کر کے کسی نہ کسی طریقے سے گاڑی ترکوائی
 ہوگی۔“ عمران نے تیزی سے واپس پلٹتے ہوئے کہا۔
 ”ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں سے لائن پار کر کے دوسری طرف گئے

"یس سرا۔۔۔ عران اٹھنگ۔ اور۔۔۔ عران نے بڑے
 سنجیدہ لہجے میں جواب دیا کہ کیونکہ ٹائیگر ساتھ والی بیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔
 تم کیا کر رہے ہو۔۔۔ تم مجھوں کے پیچھے ندی کی طرف گئے
 تھے۔ اور۔۔۔ اکیٹو نے غلٹ لہجے میں کہا۔
 "یس سرا۔۔۔ میں ان کا پیچھا کر رہا ہوں۔۔۔ میرا خیال ہے کہ مجرم
 ایک مال گاڑی پر سوار ہو کر فرار ہوتے ہیں۔۔۔ مال گاڑی اس وقت
 قصبہ شہباز سے چار پانچ میل آگے ہوگی۔ اور۔۔۔ عران نے
 جواب دیا۔

"مجھے رپورٹ دیتے رہنا۔۔۔ مجرموں نے لیڈ بارٹری میں بے ہند
 تباہی مچائی۔۔۔ باتیں سامندان ہلاک اور تین شدید زخمی ہیں۔
 اور۔۔۔ اکیٹو نے کہا۔

اودھ ٹھیک ہے۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ اب مجرموں کو نجات
 نہ دی جائے۔ اور۔۔۔ عران نے بھگت زیادہ سنجیدہ موتے ہوئے
 کہا۔ اس کے ہونٹ چمکنے لگے تھے۔۔۔ شوکران کے انتہائی اہم سامندان
 ہلاک ہو گئے ہیں۔ اور۔۔۔ اکیٹو نے کہا۔

اب تو جناب ہو گئے ہیں۔ انہیں میں زندہ تو رہنے سے رہا۔
 البتہ مجرموں نے اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دیے ہیں۔ اور۔۔۔
 عران نے جھلکے ہوئے انداز میں کہا۔ اور ٹائیگر اکیٹو کے سامنے عران
 کے اس انداز پر بے اختیار مسکرا دیا۔
 "اور انیڈا!۔۔۔ دوسری طرف سے اکیٹو نے بغیر کچھ کہے

بالطرح ختم کرتے ہوئے کہا۔ اور عران نے ٹرائل فیئر آف کر کے واپس جیب
 میں ڈال لیا۔

جناب کی سیکرٹروس تو پولیس والوں کی طرف اپنے ہی آدمیوں
 کو کپڑی پھیر رہی ہے۔۔۔ اور رعب مجھ پر ڈالا جارہا ہے۔۔۔
 عران نے ٹائیگر کو سامنے کے لئے جڑباتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نما موش
 رہا۔۔۔ ظاہر ہے ایسے موقع پر وہ کہا کہتا۔
 "وہ گاڑی ہر دینی سنگھل پر رکتی ہوتی ہے۔۔۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر
 نے چونک کر کہا۔

"ہاں!۔۔۔ میں دیکھ رہا ہوں۔۔۔ عران نے کہا اور کار کی رفتار اور
 نواہ بڑھا دی۔ لیکن جب تک وہ گاڑی کے قریب پہنچتے پہنچتے سنگھل گرین
 موش کا تھا اور گاڑی دوبارہ حرکت میں آچکی تھی۔ عران کار دوڑاتے
 چلا گیا۔ آگے ایک جلشن اسٹیشن تھا۔ اور عران جانتا تھا کہ گاڑی وہاں
 کافی دیر تک رکتے گی۔ اور پھر وہی ہوا مال گاڑی ایک سائیڈ پر رزک
 ہو چکی تھی۔ عران کار دوڑاتا ہوا گاڑی کے قریب پہنچا اور اس نے کار
 ایک سائیڈ پر روک دی۔

"آؤ ٹائیگر!۔۔۔ تم دوسری طرف چلے جاؤ۔۔۔ تمام کٹے ہوئے ڈبے
 پک کر لے کر لے کر۔۔۔ عران نے کار سے اترتے ہوئے کہا اور
 ٹائیگر بھی سر ہلاتا ہوا نیچے اترتا۔ اور پھر وہ دونوں ہی گاڑی کے دونوں
 طرف میں آخری ڈبے سے ابجن تک چلتے گئے۔ چونکہ اسٹیشن ہونے
 کی وجہ سے یہاں کبھی کے کبھی مناسب فاصلوں پر موجود تھے جن پر
 رزی بلب جل رہے تھے اس لئے ہر چیز روشن اور صاف نظر آرہی تھی۔

چلتے چلتے عمران ایک مشینری کے ٹرالر کے پاس ٹرک گیا۔ چند لمحوں
وہ غور سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اچھل کر ٹرالر پر چڑھ گیا۔ پھر اس نے
ایک مشین کے بائے کے ساتھ ٹکا ہوا ایک چھوٹا سا شو پیپر دیکھ لیا جسے
مرڈر کر چھینکا گیا تھا۔

عمران اوھر اوھر دیکھتا رہا۔ پھر ایک طویل مائنس لے کر واپس نیچے
اتر آیا۔ خیریت گذری کہ گاڑی ایک سائیڈ پر تھمتی، اور اوھر دیکھوے گا
کوئی آدمی اس وقت موجود نہ تھا۔ ورنہ وہ عمران کو اتنی آسانی سے
مشینری کے ٹرالر پر نہ چڑھنے دیتا۔

عمران تیزی سے واپس اپنی کار کی طرف لپکا، اس نے گاڑی
اور واپس جانے لگا۔ اسی لمحے ٹائیگر بھی گاڑی کے اختتام پر گھوم کر
واپس پہنچ گیا تھا۔

”آؤ ٹائیگر! جلدی کرو۔ وہ لوگ گاڑی پر چڑھنے ضرور ہیں۔
لیکن راستے میں ہی اتر گئے ہیں جہاں گاڑی بڑی مشکل پر رکی تھی۔ یہ
لوگ وہیں اترے ہوں گے۔“ عمران نے ٹائیگر کے بیٹھے ہوئے
اُسے تفصیل بتا دی۔

”پھر“ ٹائیگر مہینوں اُچکاتے ہوئے بولا۔

”وہ یقیناً دُشمنوں کے جھنڈے کے گذر کر پھٹی ہوئی دے پر گئے ہوں
گے۔ اور وہاں سے انہوں نے کسی سواری کا بندوبست کیا ہوگا۔
یہ ہائی وے خاصا لمبا پیکر کاٹ کر شہر میں داخل ہوئی ہے۔ اور میں
ایک شارٹ کٹ جانتا ہوں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ میں ان
سے پہلے پہنچ جاؤں گا۔“ عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”لیکن کہاں۔“ شہر میں ان کا ٹھکانہ کہاں ہوگا۔“ ٹائیگر نے کہا۔
”تم دیکھو تو سہی۔“ شرط صرف ان کے ٹھکانہ کرنے کی ہے۔
ہوٹل میں لوں گا۔“ عمران نے مکرراتے ہوئے کہا۔ شاید صحیح فیصلہ مل
انے کی وجہ سے اس کی سٹگننگی دوبارہ نمودار آئی تھی۔

کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑی چلی جا رہی تھی۔ عمران اسٹیشن کی
ایڈ سے دوکر اس کے پینے چوک پر آیا اور پھر وہاں سے دائیں طرف
راہ حکومت کی طرف جانے کی بجائے وہ بائیں طرف کو مڑا اور کافی لمگے
پر ایک باقی روڈ پر اس نے اپنی کار موڑ لی۔ یہ چھوٹی سڑک تھی جس کے
نوں کناروں پر سبز یوں کے کھیت تھے۔ تقریباً دس منٹ تک مسلسل کار
نہنے کے بعد دارالحکومت کی بنیاد نظر آنے لگ گئیں جو آہستہ آہستہ
پرب آتی جا رہی تھیں۔ سڑک کچھ آگے جا کر بائیں طرف مڑی اور پھر
دو سڑکوں کے ساتھ چلی گئی۔ عمران نے ہائی وے پر پہنچتے ہی کار کی رفتار
تیز کر دی۔ اور پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھتا گیا۔ بھٹوڑے ہی ناصحے پر ایک
لپ پمپ اور اس کے ساتھ ایک روڈ سائیڈ کیفے تھا جس کے سامنے
کار میں موجود تھیں۔ عمران نے کار کھینے کی ایک سائیڈ پر روکی۔

”تم نہیں بیٹھو۔“ عمران نے کہا اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا
سے اتر کر وہ چند لمحوں اوھر اوھر دیکھتا رہا جیسے اس کا جائزہ لے
رہا تھا۔ پھر تیز قدم اٹھتا پٹرول پمپ کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے معلوم تھا
نی دے پر اس پٹرول پمپ کے بعد تقریباً سو کلومیٹر تک کوئی پٹرول
پمپ نہیں آتا۔ اس لئے ہائی وے سے آنے والی تقریباً ہر گاڑی لازماً
پٹرول ڈلواتی ہے۔ پمپ بولنے نثار کھڑا تھا۔

”اور کے۔۔۔ شکریہ۔۔۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس انہی کار کی طرف بڑھا۔ اس نے کار ٹارٹ کر کے واپس موٹی اور پھر ٹرانسپیری کی فریکوئنسی سیٹ کر کے اس کا بیٹن آن کر دیا۔

”ہیلو۔۔۔ ہیلو۔۔۔“ عمران کا گنگ۔ اور۔۔۔“ عمران نے بار بار یہی فقرہ دہرایا شروع کر دیا۔

”اکیٹو۔ اور۔۔۔“ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے اکیٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”مجرم شہباز قیسے کی طرف سے آنے والی ہفتی وے کے ذریعے دارالحکومت میں داخل ہوئے ہیں۔ سبز رنگ کی نئے ماڈل کی سرسبز نمبر ڈی جے ریسکس تقری ریسکس تقری۔ انہیں دارالحکومت میں داخل ہوتے زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ ہونے چکے۔ اور۔۔۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں چیک کرتا ہوں۔ اور اینڈ آل۔۔۔ دوسری طرف سے سر دلیپے میں کہا گیا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ٹرانسپیری آف کر دیا۔

”کمال ہے۔ آئی تفصیل سے پتہ لگ گیا۔“ ٹانگیر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”یہ کبھی رعب بھی جھالیا کرتے ہیں۔ اب ڈھونڈتے ہیں گے خودی۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ٹانگیر حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔ جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ عمران اکیٹو سے بھی غلط بات کر سکتا ہے۔ لیکن عمران کے چہرے پر بے پناہ عجمیدگی تھی۔ وہ ہونٹ چبھتی کر رہ گیا۔

”ایس سر۔۔۔“ پیپ بولائے نے عمران کو قریب آتے دیکھ کر مودبانہ لہجے میں پوچھا۔ کیونکہ عمران اس وقت ایک غیر ملکی کے میک اپ میں تھا۔ ابھی ٹھنڈی دیر پہلے میرے ایک بیمار دوست کو دارالحکومت لایا گیا ہے۔ مجھے ذرا دیر ہو سکتی ہے۔ میرا دوست جید بیمار تھا اس کی بیوی بھی ساتھ تھی۔ بچانے وہ یہاں تک زندہ بھی رہا ہے یا نہیں۔ عمران نے جب سے ایک چھوٹا نوٹ نکال کر انگلی میں سر دے ہوئے کہا۔

”آپ کے دوست کے بال برف کی طرح سفید اور موچیں کالی تھیں اور وہ شدید بیمار تھے۔ وہی۔۔۔“ پیپ بولائے نے کہا۔

”ہاں ہاں۔ بالکل وہی۔ جلدی بناؤ وہ زندہ تھے۔“ عمران نے بے چینی لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ میرے خیال میں تو زندہ تھے۔ ابھی چند لمبے پہلے وہ ٹیولن ڈاکر یہاں سے گئے ہیں۔ سبز رنگ کی سرسبز نمبر ڈی جے ماڈل کی۔ آپ کے دوست کبھی سیٹ پر آنچھیں بند کئے بیٹھے تھے۔ ان کی بیوی اور ایک اور آدمی نے انہیں دونوں طرف سے سنبھالا تو اتنی لمبائی ان کی بیوی تو ان سے کافی کم عمر تھی اور وہ تھے بھی متناہی لوگ سر۔۔۔“ پیپ بولائے کچھ ضرورت سے زیادہ ہی باتوں کی ثابت ہو رہا تھا۔

”سبز نمبر ڈی جے۔ لیکن وہ تو ٹیولن اکار ڈو میں سفر کر رہے تھے۔ پھر یہ سرسبز کہاں سے آگئی۔“ نہ کہ تھا اس کا۔۔۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہر۔ ہاں۔ ڈی جے۔ ریسکس تقری ریسکس تقری۔“ عمران نے جواب دیا۔

”مجھے اس لئے یاد رہ گیا کہ نمبر پلیٹ بالکل نئے ڈیزائن کی تھی۔ مغز خطی نمبر کی۔ اس لئے میری نظر اس پر پڑ گئی تھی۔“ پیپ بولائے نے جواب دیا۔

کی خفیہ نگرانی کی جا رہی ہے۔ اس لئے وہ اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتے۔
ابھی ابھی ٹرانسمیٹر پر بات ختم ہوئی تو قریب بیٹھے ہوئے کپٹین طارق نے
سوال کیا۔

”اب اسے خود ہی لے جانا پڑے گا۔“ اسی وجہ سے اس کو ٹٹی
میں جیگوار کا کار کا بندوبست کیا گیا تھا۔“ میجر ریوڈ نے سنجیدہ لہجے
میں کہا۔

”مطلب یہ ہے کہ لشکر کے راستے سے جانا ہوگا۔“ کپٹین
طارق نے کہا۔

”ہاں!۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ہر راستے کی مکمل نگرانی اور چکنگ
جو رہی ہوگی اور ہم زیادہ دیر تک یہاں ٹرک نہیں کتے۔“ میجر ریوڈ
نے کہا۔

”تو پھر آپ نے کوئی پلان بنایا ہے۔“ کپٹین طارق نے پوچھا
”پلان بنانے میں بہت وقت ضائع ہوتا ہے۔ جو ہوگا دیکھا
جائے گا۔ بس تو فوجی مرسلز جو پڑ آئے تو ہم یہاں سے چل دیں
گے۔“ میجر ریوڈ نے کہا اور اچھ کر فورسنگ ڈوم کی طرف بڑھ گیا۔
مقتدری دیر بعد توفیق واپس آگیا۔

”چھوڑ آئے مرسلز۔ ویسے گاڑی بے حد پیاری تھی۔“ کپٹین
طارق نے ہنستے ہوئے کہا۔

”وہ لڑکی پیاری نہ تھی جس سے ہم نے مرسلز چھینی تھی۔“ توفیق
نے مسکرا کر سر ہی ہنستے ہوئے کہا۔

”ہاں!۔ مجھے اس پر بڑا ترس آیا تھا۔“ جیپاری ہوش میں آنے

”اب اس پرویفیر کو کیسے بلگا رہیہ پہنچایا جائے گا میجر۔“ کپٹین
طارق نے قدرے پریشان لہجے میں کہا۔ وہ ابھی سبز رنگ کی مرسلز سے
اس کو معنی میں پہنچے تھے۔

”یہ کو معنی گرینڈ کالونی میں تھی اور شاید یہ آخری کو معنی تھی جس کا بندوبست
ہم نے کیا تھا۔ کو معنی میں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔ یہاں سیاہ تانے
کی ایک جیگوار کار بھی موجود تھی جو اپنی بناوٹ سے ہی بلٹ پروف کا
رہی تھی۔

یہاں پہنچتے ہی میجر ریوڈ نے توفیق کو مرسلز گرینڈ کالونی سے کہا
اور چھوڑ آنے کے لئے کہا تھا۔ پرویفیر ابھی کے ہاتھ اور پیرا بند کر۔
ایک انگ کمرے میں رکھا گیا تھا اور لیڈی ظاہرہ کو اس کی مسلسل نگرانی
تھے وہیں بٹھا دیا گیا تھا۔ اس کے بعد میجر ریوڈ نے ٹرانسمیٹر پر سنارہ
سے بات کی تھی۔ لیکن سفارت خزانے سے اسے بتایا گیا کہ سفارت خزانے

اور کیپٹن طارق سر ہلاتا ہوا اٹھ کر اس کے پیچھے چل پڑا۔
 ”میجر! — آپ مجھے ساتھ نہیں لے جا رہے۔“ — لیڈی
 طاہرہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

”تمہارے کاغذات تیار نہیں ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم جنگلیک میں
 چھنس جائیں۔ تم لے جائیں آجانا۔“ میجر پرودہ نے سنجیدہ لہجے
 میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”میرے پاس نہ کاغذات موجود ہیں۔ میں نے ایمرجنسی کے
 لئے پہلے سے ہزار کپے بنائے۔“ لیڈی طاہرہ نے کہا۔

”اُوہ اچھا۔ پھر ٹھیک ہے۔ جاؤ میجر تیار کریں۔“ میجر پرودہ
 نے مطمئن لہجے میں کہا اور لیڈی طاہرہ کے جانے کے بعد وہ اٹھا۔ اور
 ایک الماری کھول کر اس میں سے ایک تہہ کیا۔ داہلڑا سا کاغذ نکال کر
 درمیان میں پھیلا دیا اور کرسی پر بیٹھ کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔
 یہ دار الحکومت اور ارد گرد کے علاقے کا تفصیلی نقشہ تھا۔ میجر پرودہ

کافی دیر تک غور سے نقشے کو دیکھتا رہا۔
 اسی لمحے توفیق اور کیپٹن طارق اندر داخل ہوئے۔ وہ اب نئے
 میک اپ اؤٹس لباس میں تھے۔
 ”میرے خیال میں تمہاں کی مہاڑیوں والا راستہ ٹھیک رہے گا میجر
 وہ طویل تو ضرور ہے لیکن محفوظ ہے۔“ توفیق نے میجر پرودہ کو
 نقشے پر جھکے ہوئے دیکھ کر کہا۔

”ہاں! — میں بھی اسی راستے کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔
 طوالت کی توخیر کوئی بات نہیں۔ کیونکہ جیکوآر کے لئے فاصلے کوئی

کے بعد نبھانے کیسے دار الحکومت پہنچے گی۔“ کیپٹن طارق نے سر
 ہلاتے ہوئے کہا۔

”ایسی لڑکیوں کو ہر شخص لفظ دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ نہ
 اس کی فکر نہ کرو۔ سفارت خانے سے بات ہوئی۔“ توفیق نے کہا۔
 ”ہاں! — انہوں نے کہا ہے کہ سفارت خانے کی نگرانی ہو رہی
 ہے اس لئے وہ سامنے نہیں آسکتے۔ اب میجر کہہ رہے ہیں کہ مرکب
 کے راستے یہاں سے نکلیں گے۔“ کیپٹن طارق نے کہا۔

اسی لمحے میجر پرودہ کمرے میں داخل ہوا۔
 ”چھوڑ آئے گا رُبی۔“ میجر پرودہ نے پوچھا۔
 ”یس میجر! — کافی دیر چھوڑ آیا ہوں۔“ توفیق نے جواب دیا۔
 ”کوئی تعاقب یا نگرانی؟“ میجر پرودہ نے پوچھا۔
 ”نوسرا! — میں نے حتی الامکان احتیاط کی ہے۔“ توفیق نے

جواب دیا۔
 ”اوسکے! — اب تم سب نئے لباس اور میک اپ کر لو۔ المذا
 سے کاغذات نکال لو۔ انہیں پہنے سے تیار کرنا پڑے گا۔ اس کے
 مطابق میک اپ بھی کر لینا۔“ پرودہ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
 ”لیکن سراسر! — لیڈی طاہرہ کے کاغذات تو نہیں ہیں۔“ توفیق
 نے کہا۔

”ہاں! — وہ یہیں رہے گی۔ بعد میں آجائے گی۔“ میجر
 پرودہ نے کہا۔ وہ بھی اس وقت نئے میک اپ میں تھا۔
 ”او کیپٹن! — میک اپ کر لیں۔“ توفیق نے اٹھتے ہوئے کہا۔

کمرے میں موجود بڑی الماری سے آدھا اسلحہ نکال کر جیگوار کا میں ڈال دو۔ باقی آدھا دوسری کمرے میں رکھ لیں گے۔ ایسے موقعوں پر جتنا اسلحہ ہو۔ اتنا ہی فائدہ رہتا ہے۔ میجر رمپود نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس میں پروفیسر بارکی پڑا ہوا تھا۔ وہ پروفیسر بارکی کا میک اپ کرنا چاہتا تھا۔
توفیق بھی اٹھا اور پھر کوئی سی اور طاقت ورائجن والی کار چرانے کے لئے تیزی سے بروقی کمرے کی طرف بڑھ گیا جب کہ کیپٹن طارق پچھلے کمرے کی طرف بڑھ گیا جس میں اسلحہ موجود تھا۔
لیڈنی ظاہر پہلے ہی نئے میک اپ اور لباس تبدیل کرنے کے لئے ڈریسنگ روم میں جا چکی تھی۔

حیثیت نہیں رکھتے۔ لیکن یہاں منشیات کی چکنگ کرنے والی چوکی۔ ضرور ہوں گی۔ میں ان کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ میجر رمپود نے کہا۔

ہاں!۔ ایسے راستوں پر چکنگ تو بہر حال ہوتی ہی ہے! پروفیسر بارکی کو چھپانا ہمارے لئے مسئلہ بن جائے گا۔ ہوسنا کے کران تمام چیک پوسٹوں پر پروفیسر بارکی کے بارے میں خصوصی چکنگ کی اطلاع دی جا چکی ہو۔ بہر حال خطرہ تو ہر طرف سے ہے۔ کیپٹن طارق نے کہا۔

اب اس کے سوا اور کوئی حل بھی تو نہیں ہے۔ جتنی زیادہ ہوگی۔ اتنا ہی۔ ہمارے گرد و بال زیادہ سخت اور تنگ ہوتا جائے گا۔ اس لئے جو بھی ہوگا۔ دیکھا جائے گا۔ توفیق!۔ تم باہر جاکر وہاں سے کوئی سی اور طاقت ورائجن کی کار چرا کر لے آؤ۔ ہم اس کی نمبر لیٹ بدل دیں گے۔ ایک کار بھانے دو کاریں زیادہ بہتر رہیں گی۔ میں اس دوران پروفیسر بارکی کا میک اپ کر لوں۔ میجر رمپود نے کندھے اچکھتے ہوئے فیصلہ کن بلجھے میں کہا۔

اگر وہ ہنر مند ٹیکنکریٹ ہو تو وہی لے آؤں۔ توفیق! اٹھتے ہوئے پوچھا۔

نہیں!۔ اس کے قریب بھی مت جانا۔ اس کی اتنا اب تک پولیس کو دی جا چکی ہوگی۔ کوئی ایسی کار لے آنا۔ جو جیسا کار کے ساتھ ساتھ دوسری بھی سکے۔ اور کیپٹن طارق!۔ تم پہلے

”چیف آف سیکرٹ سروس اکیٹو۔۔۔ ایئر مارشل حسن۔ سے بات
راؤ۔۔۔ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”اوہ لیں سر!۔۔۔ بولہ آن سر۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والا
یہی طرح بول رہا تھا۔ وہ شاید ایئر مارشل کا بی۔ اے تھا۔

”لیس ایئر مارشل حسن سپیکنگ۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز
بیروں پر گونجی۔ لہجہ ایسا تھا جیسے اس کی ساری عمر دوسروں پر ٹھونکنے والی تھی۔

”اکیٹو۔۔۔ عمران نے مخصوص نگر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”اوہ لیں سر!۔۔۔ فرمائیے سر۔۔۔ تھکامہ انداز میں بولنے والے
ایئر مارشل کا لہجہ عمران کا لہجہ سننے ہی میں مزہ ہو گیا۔ اور عمران اس کے
بھکی ایسی تبدیلی پر بے اختیار مسکرا دیا۔

”بلگانیزہ کا ایک ڈی ایجٹ ڈیفنس لیڈر تھی سے ایک سائنسدان
اغوا کر کے فرار ہوا۔ وہ اس سائنسدان کو ہر قیمت پر بلگانیزہ
پر جانے کی کوشش کرے گا۔ سیکرٹ سروس اس کے پیچھے ہے۔

ملک کے تمام ایئر اسٹیشنوں کو فوری ہدایات جاری کر دو۔ اور خود
لازمیہ کی سرحدی پٹی کے ساتھ ساتھ ایئر اسٹیشنوں کو، کہ وہ کسی مشکوک
فریڈی کی کاٹھن کو دیکھتے ہی ہر قیمت پر نیچے اتار لیں۔ اُسے

ٹنڈ کیا جائے اور نہ ہی بلگانیزہ کی سرحدیں داخل ہونے دیا جائے۔
ہر قیمت پر صحیح سلامتی اترا جائے۔ کیونکہ اس میں اہم ترین
سائنسدان موجود ہے اور فوراً اس کی اطلاع سیکرٹری وزارت بہ خارجہ

مطمان کو دی جائے۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں تفصیلی ہدایات

میجر پرود کو بھی زندہ گرفتار کیا جائے۔ تاکہ اسے شوگران حکومت کے
حوالے کر دیا جائے۔ صرف اسی طرح حکومت شوگران کو مطمئن کیا
جاسکتا ہے۔ ورنہ دوسری صورت میں پاکیشیا شوگران کے درمیان
تعلقات ختم ہو سکتے ہیں۔ اور ان کا کہنا ہے کہ اگر البانیا کو پاکیشیا
کو اتنا بڑا چیلن انعاما بڑے کا کہ جس کا پیچھے رہا اور ابھی نہ ہو سکے
گا اور ہوسکتا ہے کہ پاکیشیا کی سلامتی بھی خطرے میں پڑ جائے۔

بلک زینرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
”میں سمجھتا ہوں۔۔۔ میجر پرود جیسے آدمی سے مجھے ایسی اُمید نہ
تھی۔ بہ حال اب پرود نے خود ہی پھل کر دی ہے، اس لئے
اب اس نے میری طرف سے ساری رعایتیں ختم کر دی ہیں۔ اب
وہ پاکیشیا کا قومی مجرم بن گیا ہے اور تم جانتے ہو کہ ایسے آدمیوں کے
ساتھ میں کیا سلوک کرنا ہوں۔ عمران کے لہجے میں ایسی غراہٹ
غور کر آئی تھی کہ بلک زینرو کے جسم میں بے اختیار سردی کی لہریں سی
دوڑنے لگیں۔

”ذرا دارا حکومت اور اس پاس کے علاقوں کا تفصیلی نقشہ لے آؤ۔
میں میجر پرود کی فہرت کو سمجھتا ہوں۔ وہ ہر قیمت پر یہاں سے
فوری طور پر نکلنے کی کوشش کرے گا۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ملیفیون اپنی طرف کھسکایا اور پیچھے رہو
انہی کو زینرو اُل کرنے لگا۔

”لیس۔ ایئر مارشل آفس۔۔۔ دوسری طرف سے ایک سنجیدہ
آواز سنائی دی۔

دیتے ہوئے کہا۔

”وہ کس قسم کے جہاز یا سیلی کا پٹر میں ہو سکتے ہیں سر۔“ ایر مارٹا نے پوچھا۔

”کبھی بھی قسم میں ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ایر فورس کا اسی کوئی سیلی کا پٹر یا جہاز لے آئیں اس لئے تم نے انتہائی سخت نگرانی کرنی ہے۔ معمولی سے شک کو بھی نظر انداز کیا جاتے اور سنو! اگر تمہارے محلے سے کوئی تو آجی سرزد ہوئی تو اس کی سزا تمہاری ذات کو جھگٹنا ہوگی۔ انتہائی سخت سزا سمجھئے۔“ عمران کا لہجہ بوجھ سرد سے سرد ترین ہوتا چلا گیا۔

”سبس۔“ سمجھ گیا جناب! آپ نے فکر نہیں جناب۔ کوئی تو آجی نہ ہوگی۔ ایر مارٹا اب پوری طرح بوکھلا چکا تھا۔ اور بوکھلاہٹ اس کے لہجے سے ظاہر تھی۔

”اور کئے۔“ عمران نے کہا اور ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔
”تو آپ کا خیال ہے کہ وہ کوئی جہاز یا سیلی کا پٹر اغوا کر کے نکلے گا۔“ بلیک زیر دوش نے کہا جو اس دوران نقشہ لاکر اسے میز پر پھیلا چکا تھا۔

”سب کچھ ممکن ہے۔ وہ میجر رموز ہے۔ بلکا زید کی ناک تم نے دیکھا نہیں کہ اس نے کس دیدہ دلیری سے اپنے ساتھیوں کو ملٹری انٹیلی جنس کی عمارت سے نکالا۔ اور میجر کس عقل مند ہی اور چالاک کی سے وہ تم سب کو دھوکہ دے کر لیبارٹری سے پروفیسر بارکی کو اغوا کر کے لے گیا اور اب وہ دارالحکومت کی سپاس لاکھ آبادی میں غائب

ہو چکا ہے۔ اگر مجھے اس لیبارٹری میں سیلی کا پٹر کی موجودگی کا علم ہوتا تو پھر شاید پرمود آجی آسانی سے نہ نکل سکتا۔ بہر حال اب بھی اسے معلوم ہو جائے گا کہ اس کا مقابلہ عمران سے ہے۔“
عمران نے سانپ کی طرح پھینکا کرتے ہوئے کہا اور نقشے پر جھک گیا۔ وہ کافی دیر تک نقشے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے طویل سانس لیتے ہوئے سر اٹھایا۔

”اگر پرمود شرمک کے راستے فرار ہوا تو وہ لازماً اس راستے کا انتخاب کرے گا۔“ مشکل اور دشوار گزار راستے کا۔“ عمران نے نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

”تماشا کی پہاڑیوں والے راستے سے۔“ یہ تو انتہائی دشوار گزار و طویل راستہ ہے عمران صاحب۔“ بلیک زیر دوش نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں!۔“ وہ ایسا ہی آدمی ہے۔ میں اسے جانتا ہوں۔“
ان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیلیفون کا رسیور دوبارہ مایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

”جولیا پیکنگ۔“ چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔
”ایم ٹی۔“ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
”ایس سر۔“ جولیا کا لہجہ بھینٹ بے حد موزون ہو گیا۔
”کوئی رپورٹ۔“ عمران نے پوچھا۔

”نوسر!۔“ ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی۔“ جولیا نے سہجے سہجے میں جواب دیا۔ جیسے رپورٹ کا نہ ملنا بھی اس کی ذاتی کوتاہی

ہو۔ ایک ٹکڑے سامنے اس کی ایسی ہی حالت ہوتی تھی۔

تم، صغیر، کیسٹن شکیل اور تنویر کو کال کر کے خود ان کے ساتھ ایڑ میں بٹھائی پر پہنچ جاؤ۔ عمران وہاں پہنچے گا اور اس کے بعد تم سب عمران کی لیدری میں کال کرو گے۔ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ لیں سرا۔ ملک سے باہر جانا ہوگا۔“ ہ جولیانے پوچھا۔
”یہ تمہارا دور مہر نہیں ہے۔“ عمران نے سرد ہنسنے میں کہا اور سیور رکھ دیا۔

”کیا پروگرام ہے۔“ ٹیلیف ریرو نے پوچھا۔
”فی الحال تو ناشادہی کر کے کچے پیدا کروں گا۔“ پھر پتھروں کو سونے میں داخلے کا پرامن عمل کروں گا۔“ اور پھر تعلیم کے بعد کوریوں کا چکر اور آخر میں ان کی شادیاں اور۔۔۔“ عمران کی زبان رواں دواں ہو گئی۔

”بس بس۔ میں سارا پروگرام سمجھ گیا ہوں۔“ بیک ریرو نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔ وہ عمران کا موٹا اچھی طرح سمجھتا تھا۔
عمران نے اس بار میز کی سائڈ پر بڑا ہوا ڈرائیو اپنی طرف کھینچ دیا اس کی فیکٹری سیٹ کر کے بیٹن آن کر دیا، چند لمحوں بعد ڈرائیو پر سبز بلب جل اٹھا۔

”ٹائیگر آؤٹنگ۔“ اور۔۔۔ ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔
”عمران بول رہا ہوں۔“ تم سبج ہو کر سیدھے رانا ہاؤس پہنچ جاؤ۔ وہاں سے جوتف اور جوا کو سامنے کر کے راتاشا کی پہاڑیوں والے راستے

کی پہلی پہاڑی میں کہیں چھپ کر رک جانا۔ مجھے یقین ہے کہ میجر پرمود پر وفیسر بار کی کولے کرو میں سے گزرنے لگا۔ بی ایون ڈرائیو اپنے پاس رکھنا اور جیسے ہی وہ نظر آئیں۔ مجھے زبردستی پر کال کر دینا۔ اور۔۔۔ عمران نے اسے سنجیدہ لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران صاحب!۔۔۔ رات کے اندھیرے میں انہیں کیسے پہچانوں گا۔“ دوسری بات یہ کہ وہ لازماً میک آپ میں ہوں گے۔ اور تقریبی بات یہ کہ وہ کار میں ہوں گے۔ اور۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

اور چوتھی بات یہ کہ تم وہاں طبلہ کر رہا ہو کر۔۔۔ تمہیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ وہ لازماً اتنا طویل سفر کسی طاقتور آجمن والی گاڑی پر کریں گے۔ جیگوار۔ رولز رالس۔ سیڈان۔ ڈائج وارت۔ ہر سڈیز یا شوری پر۔ تمہارا لباس مارکونک ٹیر وائزر کا ہوگا۔ ایسی کسی گاڑی کو دیکھتے ہی تم اپنا کپ منشیات کی چھٹنگ کے لئے انہیں روکنا ہے۔ اور بالکل اسی طرح کلاشی یعنی سے جیسے مارکونک ٹیر وائزر کرتے ہیں

ظاہر ہے ان کے پاس منشیات نہ ہوگی۔ اس لئے ظاہر ہے کہ تم نے انہیں جانے دینا ہے۔ وہ لازماً سیاحوں کے روپ میں ہوں گے۔ فیچر ریڈ کو بہر حال تم پہچان لو گے وہ جس طرح کا میک آپ بھی کرے۔ اس کے دائیں ہاتھ کا گز رانا انگوٹھا اس کی مخصوص پہچان ہے سمجھو۔ ہو سکتا ہے پر وفیسر بار کی کوا انہوں نے اپنا بیاد ساقی بنا رکھا ہو یا اے یہ ظاہر کیا جائے کہ وہ سو رہا ہے۔ ایسی صورت

میں تم نے انہیں کچھ نہیں کہنا آگے جانے دینا ہے اور صرف مجھ کو اطلاع دے کر ان کا احتیاط سے اور کافی سے تعاقب کرنا ہے۔

ننگا۔ پھر میں نے اسی لئے پہلے ہی جیگوار کا بندہ ولست کر رکھا تھا۔ جیگوار یہ فاصلہ آسانی سے طے کر جائے گی۔ توفیق ایک بیوی ڈوبی ڈانچ ڈارٹ کا ڈی اٹا لایا ہے۔ اس طرح دو گاڑیوں میں ہم آسانی سے پروفیسر بابکی کو لے آئیں گے۔ ہیلی کا پٹر آسانی سے نظروں میں آجائے۔ البتہ آپ الس کریں کہ پہاڑیوں کے پیچھے اپنی سرچہ پر دو ہیلی کا پٹر لیں کو تیار رکھیں۔ اگر مجھے ضرورت پڑی تو میں ریڈ کاسٹ دے دوں گا۔ ہیلی کا پٹر ہمیں اٹھالیں گے۔ اور۔۔۔ میجر پر مودنے کہا۔

”تاشا کی پہاڑیوں میں پاکیشیا کا ایک ٹرانسپورٹ ہے موجود ہے اس لئے ہیلی کا پٹر زیادہ دُور پاکیشیا کے اندر نہ آسکیں گے۔ البتہ نزدیک کی بات اور ہے۔ بہر حال وہ تیار رہیں گے۔ اور۔۔۔ کرنل ڈوہی نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے جناب!۔۔۔ اول تو مجھے اُمید نہیں کہ ان کی ضرورت پڑے۔ بہر حال جو بھی ہوگا دیکھا جائے گا۔ پروفیسر بابکی کو زیادہ دیر یہاں روکنا ٹھیک نہیں ہے۔ اور۔۔۔ پر مودنے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے!۔۔۔ دشمن یو لوگ لٹاک۔۔۔ میں پہاڑیوں کے پار تمہارا انتظار کروں گا۔ اس عمران سے بہر حال محتاط رہنا۔ اس کی ٹانگیں آکٹوپس کی طرح پاکیشیا میں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہیں اور میں تمہیں کسی صورت خلع نہیں کرنا چاہتا۔ اور سنا!۔۔۔ میں نے اعلیٰ حکام سے بات کر لی ہے۔ اگر پروفیسر بابکی کسی صورت بھی یہاں تک نہ پہنچے تو

اب مراقبہ پورا ہو گیا۔ یا تمہیں بابا گورو اسپوری کا تعویذ بھی لے کر دوں۔ اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے سر۔۔۔ میں سمجھ گیا۔ اور۔۔۔ ٹانہ کھر کی آواز آئی اور عمران نے۔۔۔ اور انڈیا آل۔۔۔ کہہ کر ٹرانسپیر کا مین آف کیا اور پھر دوبارہ ٹرانسپیر کی فکری سیٹ کرنے لگا۔

ابھی میں نے ناب کو گھمایا ہی تھا کہ یکجہت ٹرانسپیر کا سبب بل جل اٹھا اور عمران نے چونک کر ہاتھ روک لیا۔

”یس کرنل ڈوہی!۔۔۔ میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ سڑک کے راستے پروفیسر کو لایا جائے۔ ہم ابھی آدھے گھنٹے بعد جل پڑیں گے۔ میں نے تمام تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ اور۔۔۔ میجر پر مودنی آواز اپریشن روم میں گونجی اور عمران کی آنکھیں جھک اٹھیں۔

میجر پر مودن وسیع حیطہ عمل کے ٹرانسپیر پر باس کرنل ڈوہی سے بات کر رہا تھا اور دانش منزل کے ٹرانسپیر نے اپنا ٹکٹ کال کچڑی۔

”لیکن سڑک کے راستے تو انہوں نے انتہائی سخت چیلنج کر رکھی ہوگی۔۔۔ تم اگر ایک دو روز تک سو تو میں پاکیشیا میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے کوئی ہیلی کا پٹر اغوا کر کے تم تک پہنچانے کا بندہ ولست کر دوں۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے بھابھی آواز سنائی دی۔

”میں نے تاشا کی پہاڑیوں والے راستے کا انتخاب کیا ہے باس! یہ راستہ دشوار گزار اور طویل ضرور ہے۔ لیکن محفوظ رہے گا۔ اس راستے کی طرف ہم کسی کی توجہ نہ کرے گی۔ زیادہ سے زیادہ یہاں منشیات چھپا کر رکھنے والی چوکیاں ہوں گی۔ ان سے میں نپٹ

پھر اُسے گولی مار دینا۔ اگر وہ ہمارے کام کا نہیں رہا تو پھر کسی اور کے کام بھی نہ آئے۔ اور۔۔۔ کرنل ڈی نے کہا۔
 "اوکے۔ اور۔۔۔ میجر ریوڈ نے کہا۔
 "اور اینڈ آل"۔ کرنل ڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسپیر کا بلب بجھ گیا۔

"اچھا! یہ ہے۔۔۔ مجھے اکتولپس بنا دیا اس نے۔ اگر جولیا کو پتہ چل گیا تو کیا ہو گا۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک نے ہنس دیا۔

"آپ کا آئیڈیا سو فیصد درست نکلا عمران صاحب!۔۔۔ میجر ریوڈ نے تاشا کی پہاڑیوں والے راستے کا ہی انتخاب کیا ہے۔ بلیک زبرد نے کہا۔

"اب کیا کروں۔ بی اماں نے جوتیاں مار مار کر میری کھوپڑی کے بلے شماریل جا لو کر دیتے ہیں۔ اس لئے میرا آئیڈیا درست نکلتا ہے اور لوگ مجھے اکتولپس کہنا شروع کر دیتے ہیں۔۔۔ مونہرا ناغلت کہیں کے۔ اماں کی بی جوتیاں کھالیں تو یہ بھی اکتولپس بن سکتے ہیں۔۔۔ عمران نے منہ نہاتے ہوئے جواب دیا۔

"اب تو اتفاق سے ساری پلاننگ سامنے آگئی ہے۔ میرے خیال میں ہمیں تاشا کی پہاڑیوں والے راستے کے آغاز میں ہی کیلنگ کر لینی چاہیے۔ تاکہ یہ لوگ آگے بڑھ ہی نہ سکیں۔۔۔ بلیک زبرد نے کہا۔

"آغاز میں کافی رش ہوتا ہے۔ اس کے بعد جب شرک رالام

کی طرف مڑ جاتی ہے تو پھر سارا ٹریفک ادھر گھوم جاتا ہے اور تاشا کی پہاڑیوں والی سڑک شمسان ہو جاتی ہے۔۔۔ رالام موٹر سے ذرا آگے کھینک کر فی موگی۔۔۔ عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔
 "لیکن وہاں سے بلکانیہ کی سرحد کافی نزدیک ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ مکمل جائیں۔۔۔ بلیک زبرد نے کہا۔

"خواتین وہ مکمل جائیں گے۔ اکتولپس سے رخ نکلتا آسان ہے کیا۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"جوزف دی گریٹ۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔
 "جوزف!۔۔۔ ٹائیگر پہنچ گیا ہے۔۔۔ عمران نے بخیرہ ہلچے میں پوچھا۔

"اوہ ماسٹر!۔۔۔ یس بھی پہنچا ہے۔ بڑی شاندار یونیٹام بہن رکھی ہے اس نے۔۔۔ مجھے کہہ رہا تھا کہ شراب کا پرٹ دکھاؤ۔ اور ماسٹر! میں نے پرٹ دکھا دیا۔ اور اب جو اماں کی مرہم چٹی کر رہا ہے۔۔۔ جوزف نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے کالے دیو!۔۔۔ کیا پرٹ دکھا دیا غریب کو۔؟ عمران نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"صرف ایک لفٹ تک کافی رہا ماسٹر۔۔۔ جوزف نے سرت سرت بھر انداز میں قبضہ لگاتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو تم نے میرے جہان پر ہمت اٹھا دیا۔ ایک سو ڈنڈ۔

یونیورسٹی کے پروفیسر تھے۔ اور چھٹیوں کے دوران تفریح کے لئے آتے تھے اور اب پاکستان سے بلگارنہ کی طرف جا رہے تھے۔ چونکہ پاکستانیوں اور بلگارنہ کے درمیان ویزے کی پابندی نہ تھی۔ اس لئے اجازت نامے اور ویزے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ صرف پاسپورٹ وغیرہ ہی کافی تھے۔ وائس ڈارٹ میں اکیلا توفیق تھا۔ اس کے پاس ایک مریا کا پاسپورٹ تھا جس پر مقصد سفر، تفریح اور سیاحت لکھی ہوئی تھی۔ میرا ذہن کہہ رہا ہے میجر! کہ ہم سخت حالات سے گزر رہے ہیں۔ اچانک کیپٹن طارق نے ایک موٹر سے جیگوار کو گھماتے ہوئے کہا۔

”ہم ہمیشہ سخت حالات سے گزرتے رہتے ہیں۔ ہمارا ہمیشہ ہی ایسا ہے۔ میجر برمود نے سر دلچسپی میں جواب دیا۔ اگر سیکرٹ سروس یا ملٹری انٹیل جنس نے اس رات سے بھی پکٹنگ کر رکھی ہو تو بڑی مشکل ہو جائے گی۔“ کیپٹن طارق نے چند لمحوں میں اموں رہنے کے بعد پوچھا۔

”کون سے رات سے؟“ میجر برمود نے مسکرا کر پوچھا۔ ”میری ماشا کی پہاڑیوں والا راستہ۔ عام طور پر سیاح اس رات سے بلگارنہ نہیں جاتے۔“ کیپٹن طارق نے کہا۔ ”بس تم چلتے رہو۔ تم میجر برمود کو احق سمجھتے ہو شاید۔“ میجر وڈ نے سامپ کی طرح چھٹکارتے ہوئے کہا۔ ”اوہ سر! ایسی کوئی بات نہیں۔ اگر آپ نے ایسا محسوس کیا ہے تو معافی چاہتا ہوں۔“ کیپٹن طارق نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

جیگوار اور وائس ڈارٹ خاص سی تیز رفتاری سے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتی ہوئی دار الحکومت کی سڑکوں پر سے گزر رہی تھیں۔ جیگوار کا سٹیئرنگ کیپٹن طارق کے ہاتھوں میں تھا۔ جب کہ اس کے سامنے والی سیٹ پر میجر برمود بیٹھا ہوا تھا۔ پچھلی سیٹ پر لیڈی طاہرہ اور پروفیسر بارکی بیٹھے ہوئے تھے۔ پروفیسر بارکی کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن چہرہ بالکل سیاہ تھا اور وہ سیٹ سے لپٹ گئے بالکل خاموش بیٹھا تھا اس کی آنکھوں سے ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ دور خلاؤں میں جھانک رہا ہو۔ میجر برمود نے اسے اگر گمراہی کے تین انجکشن بیک وقت لگا دیئے تھے۔ ان انجکشنوں کا یہ بھی اثر تھا کہ وہ جسمانی طور پر ہوش میں ہونے کے باوجود ذہنی طور پر بیہوشی کے عالم میں تھا۔ ان سب نے غیر ملکی سیاحوں کا میک اپ کر رکھی تھا۔ کاغذات کی رو سے وہ جرمن کی ایک مشہور

”یہ سارا ٹریفک رالام موٹر تک ہو گا۔ اس کے بعد تو شانہ مہارشی ہی کا ریس باقی رہ جائیں گی۔“ کیپٹن طارق نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔ وہ اب ایک نئے زاویے سے مہارت کر رہا تھا۔ لیکن میجر رمود نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ بالکل خاموش رہا۔

مبھی کیپٹن طارق نے چہرہ مگر ایک نظر میجر رمود کو دیکھا اور پھر وہ بھی خاموش ہو گیا۔

جیگوار کا راجہ خانی خیر زفاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی اور دوسری کاریں سپیڈ میں اس کا مقابلہ نہ کر رہی تھیں۔ اس لئے وہ انہیں پیچھے چھوڑتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے کے بعد اچانک ایک موٹر راستے ہی میجر رمود کی گت سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے جلدی سے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا۔

”ہیلو۔“ نمبر نمائند کا لنگ۔ ”اور۔“ میجر رمود کا لہجہ بدلا ہوا تھا۔ ”لیس مقررہ ون اینڈنگ۔“ اور۔ ”دوسری طرف سے توفیق کی زبانی دی۔ وہ اصل جگہ میں بول رہا تھا۔

غور سے سنو! میں بی۔ ون سے گھوم کر جاؤں گا۔ تم ون ون بدھ چلے جاؤ۔ اور پھر مقررہ ون پر پہنچ کر فوراً ون کی طرف گھومتے تھے تاہم ون پر ہمارے پاس پہنچ جانا۔ اس دوران کوئی بھی سدر کال کر لینا۔ اور۔“ میجر رمود نے کہا۔

تھیک سے میں سمجھ گیا۔ اور۔“ توفیق کی الینا مہارشی آواز دی اور میجر رمود نے ”اور اینڈ آف۔“ کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا

”سنو کیپٹن!۔“ رمود نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں۔ مجھے معلوم ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے لازماً اس راستے پر کیلنگ کر رکھی ہوگی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی ذہین آدمی اس راستے کو نظر انداز کر دے۔ اگر عمران کی جگہ میں ہوتا تو سب سے پہلے میں اسی راستے کے متعلق ہی سوچتا۔“ میجر رمود نے سر ہلے ہیں کہا۔

”اوہ میجر!۔ میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ لیکن ہم پھر بھی۔“ کیپٹن طارق نے والستہ فقرہ اودھوا چھوڑ دیا۔

”پرواہ مت کرو۔ اگر وہ علی عمران ہے تو میرا نام بھی پر مودے میں شطرنج کھیلنا جانا۔“ اور مجھے معلوم ہے کہ شہ مات کیسے دی جاتی ہے۔“ رمود نے اس بار مکرراتے ہوئے جواب دیا اور کیپٹن طارق نے سر ہلادیا۔

”لیکن میجر!۔ آپ نے کرنل ڈی کو تو ٹرانسمیٹر بھی بتایا تھا کہ آپ اسی راستے سے آ رہے ہیں۔“ پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی لیڈی طاہرہ نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

”میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا تھا۔ وسیع حیط عمل کی ٹرانسمیٹر کال کی بھی جگہ ٹائٹل کی جاسکتی ہے۔“ میجر رمود نے جواب دیا اور کیپٹن طارق اور لیڈی طاہرہ دونوں خاموش ہو گئے۔

اب وہ ناشائی پہاڑوں کی طرف جانے والے راستے پر پہنچ چکے تھے۔ اور اب ڈائج ٹو آرٹ کافی فاصلے پر پہنچے آ رہی تھی۔ سڑک پر خانہ ٹریفک تھا۔ اس لئے ان دونوں کاروں کے درمیان دس بارہ سے قریب کا بین چل رہی تھیں۔

کی نظریں بائیں طرف نیچے جہی ہوتی تھیں۔ اور پھر اُسے دُور سے میچے ایک کار کی تیاں جھلکاتی ہوئی نظر آئیں اور پرمود کے لبوں پر مسکراہٹ رنگ گئی۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ توفیق کی کار ہے اور چونکہ توفیق نے اب تک خطرے کا کوئی کاٹن نہ دیا تھا اس لئے ظاہر ہے کہ اُسے چیک نہیں کیا جاسکا۔

مقبوضی دیر بعد ڈانچ وارٹ مختلف راستوں سے گھومتی ہوئی ان کے پاس پہنچ کر کنگ گئی اور توفیق نیچے اتر کر میجر پرمود کی طرف بڑھا۔ "کیا رپورٹ ہے توفیق؟" — "میجر پرمود نے اشتیاق بھر سے بلجے میں پوچھا۔

"معمول کی چینگ ہوتی ہے۔۔۔ اُنہا کے سوا اور کچھ نہیں۔" توفیق نے سکرلاتے ہوئے کہا۔

"اور کے!۔۔۔ اب نیچے اترو۔۔۔" میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود دروازہ کھول کر نیچے اُتر آیا۔

"توفیق!۔۔۔ پکیٹ نکال لاؤ۔" میجر پرمود نے توفیق سے کہا اور توفیق سر ہلاتا ہوا اپنی کار کی طرف مڑا۔ اس نے کار کی ڈوکی کھولی اور پھر ایک بڑا سا پکیٹ نکال کر نیچے رکھ دیا۔

"اس پکیٹ میں میٹریس والی خبر ہے۔۔۔ اسے تیار کرو۔" میں اور پروفیسر بار کی اس لئے ذریعے جا میں گئے۔ تم سب کاروں کے ذریعے اصل راستے سے آؤ گے۔" پرمود نے کہا۔

"اوہ۔۔۔ اس میں خبر ہے۔۔۔ میں تو ریڈی میٹ پٹرے سمجھتا رہا۔" چینگ کرنے والوں نے بھی اسے یہی سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔ توفیق

اور اُسے جیب میں ڈال لیا۔
"کیپٹن!۔۔۔ اگلے موڑ کے بعد دائیں طرف خشک پہاڑیوں کی طرف ایک چھوٹی سی سڑک جا رہی ہے۔۔۔ تم کار اس پر موڑ لینا۔ اور احتیاط سے چلانا۔ سڑک بے حد غراب ہے۔" میجر پرمود نے کیپٹن طارق سے مخاطب ہوئے ہوئے کہا۔
"لیٹن میجر۔" کیپٹن طارق نے کہا اور پھر اگلے موڑ کے بعد واقعی ایک تپتی سی سڑک دائیں طرف جاتی دکھائی دی۔ کیپٹن طارق نے کار اور موڑ دی، اور ساتھ ہی رفتار آہستہ کر لی۔ کار اب ہچکولے کھاتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔

"ایسٹیمتہا نکال کر ہاتھوں میں لے لو۔" میجر پرمود نے کہا اور ساتھ ہی اگلے لے جبکہ کہ قدموں میں پڑی ہوئی ایک چھوٹی مال کی مشین لگی اٹھا کر رانوں پر رکھ لی۔ اب وہ کسی زخمی چیتے کی طرح پوری طرح چوکا نظر آ رہا تھا۔

کار آہستہ آہستہ آگے بڑھی جا رہی تھی۔ یہ سڑک سب کی طرح بنا کھاتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ سڑک کی حالت بتا رہی تھی کہ اُسے عرصے سے استعمال نہیں کیا گیا۔ کیپٹن طارق بڑی احتیاط سے کار چلا رہا تھا۔ اب کار پہاڑیوں کے اندر گھومتی پھر رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ سڑک آگے بڑھنے کی بجائے مختلف پہاڑیوں میں ہی گھوم رہی ہو۔ میجر پرمود خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد میجر پرمود نے کیپٹن طارق سے کار روکنے کے لئے کہا۔ اس وقت کار خاموشی بلندی پر موجود تھی۔ میجر پرمود

آؤنگا۔ مجھے اُمید ہے کہ ہم صحیح سلامت پہنچ جائیں گے۔ اور۔۔۔ میجر پرمود نے جواب دیا۔ اور دوسری طرف سے۔۔۔ اور اینڈ آل۔ کہنے کے ساتھ ہی راجہ ختم ہو گیا۔ میجر پرمود نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا اور واپس آؤنگ کی طرف مڑا جو غبار تیار کر کے میں مدد دیتا تھا۔ چیک کی تہہ میں موجود میسج گیس کے سنڈر سے وہ غبار سے میں گیس بھر رہا تھا اور غبار سے کا حجم تیزی سے پھیلتا جا رہا تھا۔

میجر!۔ یہ کمال بھی تو مانیٹر دوستی ہے۔۔۔ نیڈی ظاہر نے کہا۔ تمہیں!۔ یہ چیک نہیں ہو سکتی۔ یہاں سے ہلکا۔ یہ کاٹنا حاصل کم ہے اور کال شارٹ ویلو پر مورجی تھی۔ اسی لئے تو کار ٹرانسمیٹر نے اسے پہنچ کر لیا۔۔۔ میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”ولیے میجر!۔ آپ بے حد ذہین ہیں۔ آج مجھے یقین ہو گیا ہے۔ آپ نے واقعی بے داغ پروگرام بنایا ہے۔“ کیسٹن طاقی نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا اور میجر پرمود مسکرا کر انہیں خوش ہو گیا۔

کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔
”میں نے اس کی پکچر ہی اس طرح کی تھی۔۔۔ تم اُسے تیار کرو۔“ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”اسی لمحے جیگوار کار سے نوں نوں کی تیز آوازیں بلند ہوئیں اور میجر پرمود تیزی سے چپک کر جیگوار کار کی طرف مڑا۔ اور پھر تیزی سے دوڑنا ہوا اس نے ٹنگ سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے باقاعدہ بڑھا کر کامیں نصیب ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔
”ہیلو۔۔۔ کرنل ڈی کاٹنگ زیر وزیر وائٹن۔ اور۔“ دوری طرف سے کرنل ڈی کی آواز سنا دی وہی پرمود نے ایک طویل سانس لیا۔
”لیں۔ زیر وزیر وائٹن اینڈ ٹنگ۔ اور۔“ میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”کیا رپورٹ ہے میجر!۔ میں تمہاری کال کا منتظر ہوں۔ اور۔“
کرنل ڈی کاٹنگ نے شک تھا۔

سر!۔ ہم تاشا کی بہانوں میں سفر کر رہے ہیں۔ میں نے ایک نیا پروگرام بنایا ہے۔ ہم پانی سڑک پر گھوم کر بڑی سڑک چھوڑ کر اندر گئے ہیں۔ میرا پروگرام ہے کہ یہاں سے ہم کالوں کی بجائے سیم گیس غبار سے کے ذریعے سفر کر کے ہلکا زہر پہنچیں گے صرف میں اور پروفسر باربی۔ باقی لوگ کالوں کے ذریعے ہلکا زہر پہنچیں گے۔ اس طرح اگر کوئی گڑبڑ ہوئی تو کم از کم پروفسر باربی صحیح سلامت پہنچ جائے گا۔ اور۔۔۔ پرمود نے جواب دیا۔ لیکن غبار سٹ بھی تو کیا جاسکتا ہے۔ اور۔۔۔ کرنل ڈی نے کہا۔
”اس میں روشنی نہیں ہوگی کرنل!۔ اور میں اسے نیچے پرواز کرتا ہوں۔“

اور میجر رمپود نے ادھر آنے کی بجائے کوئی اور سیدھا سادا راستہ منتخب کر لیا۔ لیکن جہاں تک اُسے میجر رمپود کی فطرت کا اندازہ تھا اس لحاظ سے اُسے یہی راستہ اختیار کرنا چاہیئے تھا۔

اسی لمحے عمران کی جیب میں پڑے ہوئے الیون بی ٹرانسپیر کی ٹوں ٹوں سنائی دی۔ عمران نے جلد ہی سے ٹرانسپیر باہر نکالا اور پھر اس کا بھن آک کر دیا۔
”جیلو! اکیٹو کا گنگ عمران۔ اور“۔۔۔ بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

”یس عمران انڈنگ۔ اور“۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ بی۔ الیون ٹرانسپیر معذور اور جو لیا کے پاس بھی تھا اس نے کمال پہنچے ہو جانے کا ریسک بہر حال موجود تھا۔

”الام موٹر سے پیچھے پہاڑیوں کے درمیان دو کاروں کی تباہ دیکھی گئی ہیں۔ وہ مختف راستوں پر چل رہی ہیں۔ اور“۔۔۔ اکیٹو نے اُتھالی بنجیدہ لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے عمران کے بنجیدہ جواب کی وجہ سے وہ بھی اس خدشے کو سمجھ گیا۔

”مقیوں سے ان کاروں کی ساخت کا پتہ چل سکتا ہے۔ اور“۔۔۔ عمران اس بار واقعی سنجیدہ ہو گیا تھا۔

”ہاں! بتایا گیا ہے کہ ان میں سے ایک جیوکار اور دوسری ڈانج ڈارٹ ہو سکتی ہے۔ اور“۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اس نے تو بس بلیک زیرو کا دل رکھنے کے لئے اُسے سب سے اونچی پہاڑی پر نگرانی کرنے کا کہہ دیا تھا لیکن اب یہ

”الام موٹر سے ذرا آگے ایک پہاڑی کی دیوار نما پٹان کے پیچھے فور وینیز اور طاقت ور اسجن والی جیب چھپی کھڑی تھی۔ جیب کے اندر جزوف۔ جونا اور ٹائیگر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ تینوں اسل فیکل میں تھے۔ کیونکہ عمران کا پہلا پروگرام تو ختم ہو گیا تھا۔ عمران پہاڑی کے اوپر ایک پٹان کے پیچھے لیٹا ہوا آسمانوں سے مانیٹ ٹیل سکوپ لگا کر الام موٹر کی طرف نظریں جمائے ہوئے تھا۔

دار الحکومت کی طرف سے آنے والا ٹریفک تمام تر الام موٹر سے مڑا چلا جا رہا تھا۔ اور کوئی گاڑی آگے نہ آ رہی تھی۔ ویسے بھی عمران کو جیوکار اور ڈانج ڈارٹ کی تلاش تھی۔ لیکن اس قسم کی کوئی گاڑی بھی ابھی سڑک پر نظر نہ آئی تھی۔

دقت تیزی سے گذر رہا تھا اور عمران کے ذہن میں تشویش کے کینچے رینگنے لگے تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں یہ ٹرانسپیر کاں وغیرہ دھوکہ نہ ہوں۔

دل رکھنا کام آ رہا تھا۔ ظاہر ہے میجر ریوڈ اس کی توقع سے کہیں زیادہ
چالاک ثابت ہو رہا تھا۔ وہ براہ راست رشک پر آنے کی بجائے رلام موڑ
سے پہلے ہی پہاڑیوں کی طرف گھوم گئے تھے۔

چیک کرائیں کہ ان کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ان پہاڑی
راستوں کی رشکوں کے ذریعے وہ کسی طور پر بھی سرحد پار نہیں کر سکتے۔

اور — عمران نے کہا۔ میں چینگ کا حکم دے دیتا ہوں۔ اور اینڈ
ٹھیک ہے۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جواب دیا۔ ظاہر ہے وہ

یہ تو نہ کہہ سکتا تھا کہ وہ خود بیٹلی چینگ کر رہے تھے۔ اس لئے ایسا انداز
استعمال کیا جا رہا تھا جیسے کوئی ماتحت چیک کر کے اکیٹھ کو رپورٹ دے
رہا ہو۔ اسی طرح اکیٹھ کا وقار قائم رہ سکتا تھا۔

عمران نے رائیمر شفٹ کیا اور پھر شان سے اتر کر تیزی سے دوڑا
ہوا جیب کی طرف بڑھا۔ اس نے ڈرائیونگ سیٹ منبھالی اور پھر جیب
کو سمجھائے رشک پر لے آنے کے وہ اندرونی پہاڑیوں کی طرف دوڑنے
لگا۔ اس نے دانت بچھنے رکھے تھے اور چہرہ انتہائی سنجیدہ تھا۔

کیا ہوا عمران صاحب! — ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا

وہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ کچھ نہ کچھ تو نہ در ہو گا۔ عمران نے غراتے
لڑکا ہالڑی۔ کچھ نہ کچھ تو نہ در ہو گا۔ عمران نے غراتے
نہ کہے کہا اور ٹائیگر سہم کر خاموش ہو گیا۔ وہ عمران کا موٹو سمجھ گیا تھا کہ
وہ اس وقت گفتگو کرنے کے موٹو میں نہیں ہے۔

جیب کی ہیڈ لائٹس بند تھیں، لیکن عمران اس کے باوجود جیب کو

اس مہارت سے ٹیڑھے میڑھے اور ٹوٹے پھوٹے راستے پر دوڑائے چلا
جا رہا تھا جیسے وہ دن کی روشنی میں جیب چلا رہا ہو۔ ٹائیگر کے چہرے
پر عمران کو اس انداز میں جیب چلائے دیکھ کر شدید حیرت کے آثار
جیسے منجیدہ نہ کہہ گئے تھے کم از کم وہ اتنی جرات نہ کر سکتا تھا۔

تقدیڑی در ربعہ عمران نے ایک اونچی پہاڑی کے دامن میں جیب
روکی اور پھر اچھل کر نیچے اترا۔ نائٹ سیل سوپ چونکہ ان کے گلے میں
لٹک رہی تھی اس لئے نیچے اترتے ہی وہ تیزی سے چٹانیں پھٹکا لگا
ہوا پہاڑی کے اوپر چڑھتا گیا۔

کافی اونچائی پر پہنچ کر وہ ایک چٹان پر لیٹ گیا اور اس نے نائٹ
سیل سوپ آنکھوں سے لگا لی اور دوسرے لمحے اس کے متقی سے ایک
طویل سانس نکلا۔ اب دونوں کاریں اسے آسانی سے نظر آرہی تھیں۔

ایک کار جو اپنی ہیڈ لائٹس کی وجہ سے جگوار نظر آرہی تھی ایک پہاڑی
کے ساتھ رکی کھڑی تھی۔ جبکہ دوسری جو یقیناً فوج ڈارٹ تھی تیزی سے

پہاڑی راستوں پر دوڑتی پھر رہی تھی۔ عمران چند لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر
وہ سمجھ گیا کہ دوسری کار لازماً پہلی کار کے آپس میں پہنچے گی۔ اس نے
فاصلے کا اندازہ کیا اور پھر اس نے ایک پتھر اٹھایا اور اسے نیچے گہرائی میں
کھڑی زونی جیب کے نیچے پھینک دیا۔

پتھر جیب کے ہیڈ پر گرنے سے بکا دھماکا ہوا اور دوسرے لمحے ٹائیگر
تیزی سے جیب سے باہر نکل آیا اور پر کی طرف دیکھنے لگا۔

ٹائیگر! — میری سیٹ کے نیچے ایک چوڑا ٹرائیمر باکس میں موجود
ہے۔ اسے نکالو۔ عمران نے تیز آواز میں کہا۔

ٹانگی کرنے پہنچے سے ایسے ہاتھ ہلایا جیسے اُسے عمران کی بات
سمجھ میں آگئی ہو۔

عمران نے جبیب سے ٹرانسپیر باہر نکالا اور پھر اس کی ناب گھما کر

بتن آن کر دیا۔
”بیوہ ٹانگیو! — عمران بول رہا ہوں۔ اور“ — عمران نے
آہستہ سے کہا۔

”یس عمران صاحب! — میں سن رہا ہوں۔ اور“ — دوسری
طرف سے ٹانگی کی آواز سنائی دی۔

”تم تمہیں جبیب سے نکلو۔۔۔ نکل۔۔۔ اٹھو لو۔ یہاں سے کچھ
دور ایک پہاڑی پر میجر بریوڈ اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود ہے۔ یہ
نئے وہاں پہنچنا ہے۔ میں تمہاری راستہ کی کروں گا۔ جلدی کرو۔
اور سو! — جب تک میں نہ کہوں تم نے کوئی ایکشن نہیں لینا۔ اور۔
عمران نے کہا۔

”یس سر۔ اور“ — دوسری طرف سے جواب ملا۔ اور پھر چند لمحوں
بعد تین ساتھی جبیب سے باہر نکل آئے۔ اور عمران نے ان کی راہنمائی
شروع کر دی۔ وہ انہیں راستہ بتاتا جا رہا تھا اور پھر بخوشی دیر بعد وہ مینو
اس پہاڑی کے قریب پہنچ چکے تھے۔

”تم یہیں ٹھہر جاؤ اور میرے اشارے کا انتظار کرو۔ اور انڈیا آل
عمران نے کہا اور ٹرانسپیر آف کر کے اس نے جبیب میں ڈالا اور پھر
کسی بندر کی طرح چھوڑ گئیں لگتا ہوا نیچے اترا۔ اور دوسرے لمبے وہ ایک
ایک باہر جبیب میں بیٹھ چکا تھا اور جبیب دوبارہ پہاڑی راستوں پر

دوڑنے لگی۔ بیٹھ لائیں بدستور بندھیں۔ حالانکہ اس بار عمران — اُسے
اس قدر زیادہ تیز رفتاری سے چلا رہا تھا جیسے وہ شہر کی بڑی سڑک پر
اُسے دوڑا رہا ہو۔ جبیب برقی طرح اچھلتی مولیٰ آگے بڑھ رہی تھی۔
سینئرنگ عمران کے ہاتھوں میں جیسے ناچ رہا تھا۔ کئی بار جبیب اس
طرح ایک سانپ سے اٹھی جیسے الٹ کر سڑاؤں فٹ کی گھرائی میں
جاگر سے گی لیکن پھر منہل جاتی۔ عمران زلزلے جیسے مسلسل ایک سیٹر
دباؤ سے چلا جا رہا تھا۔

تقدیر ہی دیر بعد ایک موڑ کاٹنے کے بعد اس نے جبیب کو ایک
چٹان کی اوٹ میں روک دیا یہاں آگے جانے میں جبیب کے انجن
کی آواز میجر بریوڈ تک پہنچ جانے کا اندیشہ تھا۔ اور عمران نے اس بات
کا بھی خیال رکھا تھا کہ جبیب اس راستے پر دوڑے بعد طرے ہوا کا ٹرک
خفاقت ہو۔ میجر بریوڈ کی سائیڈ سے ہوا آ رہی ہو۔ جانے رہی ہو۔ کیونکہ
اس قدر خاموشی میں دور سے بھی طاقتور جبیب کے انجن کی آواز پہنچ
سکتی تھی اور عمران جانتا تھا کہ میجر بریوڈ کی سی آواز سے بھی چونک سکتا تھا۔
جبیب روک کر اس نے جبک کر بیٹھ کر کبھی مولیٰ مشین گن اٹھا کر کاٹھے
سے لٹکائی ہی تھی کہ جبیب میں رکے ہوئے ٹرانسپیر سے ٹوں ٹوں کی
آوازیں نکلیں۔ عمران نے جلد ہی سے ٹرانسپیر نکالا اور پھر سہا سے اس
کا پٹن آن کرنے کے اس نے ناب گھما کر ٹرانسپیر میں بول دی۔ اس گنگ
وہ ٹرانسپیر کال کرنے کا اندیشہ مول نے لے سکتا تھا۔ اور اُسے معلوم تھا کہ
یہ کال بلیک زیرو کی طرف سے ہی ہوگی۔ وہ اُسے پوچھنے لگا، تانا پانا۔
تو کہ جب تک اب اُسے اس کی ضرورت نہ تھی۔ اور عمران جانتا تھا کہ ٹرانسپیر

بدلے جانے کے بعد بلیک زیرو سمجھ گیا ہو گا کہ عمران کسی ایسی سچو لٹین میں ہے کہ وہ اس سے بات نہیں کرنا چاہتا۔ اس لئے وہ لازماً خاموش ہو رہے گا۔

عمران نے ٹرانسٹرواپس جیب میں ڈالا اور پھر چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا وہ آگے کی طرف بڑی احتیاط سے کھسکا چلا گیا۔

مقتدری دیر بعد وہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا اور اب وہ میجر بریڈ اور اس کے ساتھیوں کے بالکل قریب تھا۔

اسی لمحے میجر بریڈ کی باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ وہ ٹرانسٹرو پر کزل ڈی۔ سے باتیں کر رہا تھا۔ جب کہ اس کا ایک ساتھی میلنگ لکین کا غبار تیار کر رہا تھا۔ اور دوسرا میجر جیوکار کے ہاتھ کڑے تھے۔ اندر کار کی سیٹ سے اسیٹ لگاتے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا صاف نظر آرہا تھا وہ یوں بیٹھا ہوا تھا جیسے کوئی مجبور ہو۔ اور عمران سمجھ گیا کہ وہ یقیناً پروفیسر بارکی ہو گا۔

میجر بریڈ کی آواز عمران کو صاف، سناپی دے رہی تھی۔ وہ کزل ڈی کو اپنا پروگرام بتا رہا تھا۔ اور عمران کے لبوں پر طنز یہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

غبارے والا آئینا خوب تو تھا لیکن میجر بریڈ کو معلوم نہ تھا کہ اونچد پہاڑی پر بلیک زیرو موجود ہے۔ ظاہر ہے غبارہ اس کی نظروں سے چھپا نہ رہ سکتا تھا۔ اور میجر اس کے بعد اس غبارے کو گرا لینا کوئی مشکل بات نہ تھی۔

مقتدری دیر میں غبارہ تیار ہو چکا تھا۔ بڑے سے غبارے کے

نیچے ایک بڑی سی پلاسٹک کی ٹوکری بندھی ہوئی تھی۔

کیپٹن طارق!۔ پروفیسر بارکی کو لاکر اس ٹوکری میں لٹا دو۔ اور پھر جہانے کے بعد تم علیحدہ علیحدہ کاروں میں واپس مرک پر جانا اور احمینہ نے سرحد پار کرنا۔ میجر بریڈ کا لہجہ بھی تھا کتنا معتدل تھا۔ اسے اپنی جیکب کی کامیابی پر مکمل یقین تھا۔ اور میجر ایک آدمی جو یقیناً کیپٹن طارق تھا، نے جیوکار کا راز دواڑہ کھولا اور پروفیسر بارکی کو بازو سے پکڑ کر باہر کو کھینچ دیا۔ پروفیسر بارکی کسی جمل کی طرح ہاتھ کھلا اور کیپٹن طارق کے ساتھ کھینچا۔ کوئی عجب کی طرف بڑھ آیا جسے توفیق نے کتھول کر رکھا تھا۔ ایک دوسری چٹان کے ساتھ لہجہ دی گئی تھی۔ کیپٹن طارق نے پروفیسر کو ٹوکری میں بٹھا دیا۔

تھیک ہے۔ سب کام احتیاط سے نونا پناہیے۔ میجر بریڈ نے ٹوکری میں چڑھتے ہوئے کہا اور توفیق اس طرف بڑھنے لگا۔ غبارے کی دوسری چٹان سے بندھی ہوئی تھی کہ اسی لمحے عمران نے جیب سے روور نکالا اور ساتھ ہی ہاتھ لہرا کر اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریجر دبا دیا۔ ایک دھماکا ہوا اور کوئی نے غبارے میں ٹوٹ کر دیا اور میلنگ لکین کی آواز نکلتی تو کوئی غبارے سے نکلتے گئے۔ تمہارا کھیل ختم ہو گیا میجر بریڈ!۔ تم مکمل طور پر گھیرے میں ہو۔

سب اپنے ہاتھ اٹھا لیں۔ عمران نے چیخے ہوئے کہا اور اس کی آواز پہاڑیوں میں گونجتی چلی گئی۔

کسی چھپتے ہوئے آتش فشاں کے لاوے کی طرح نیچے پھیلتا گیا اور میجر رمود شاہ اسی لمحے کا منتظر تھا۔ کیونکہ پلاسٹک کو پوری طرح زمین پر گرنے میں کچھ لمحات لگتے تھے۔ اور ان لمحات میں جس طرف سے عمران کی آواز سنائی دی اس کے اور میجر رمود کے درمیان غبارے کا پلاسٹک آگیا تھا۔

”یار! — مار بھی ڈالو۔ جہاں تو چھوٹے اس بارنگاب پروفیسر سے۔“
عمران کی آواز سنائی دی۔ لیکن میجر رمود نے پروفیسر مارکی کو اٹھائے مکیم ایک زوردار جھلانگ لگائی اور پھر وہ حیرت انگیز معجزاتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پروفیسر سمیت جیگوار کار کی چھت کے اوپر سے گذر کر دوسری طرف جا کر۔

اسی لمحے کیپٹن طارق، ایڈی طاہرہ اور توفیق کو بھی جیسے خوش آگیا۔ انہوں نے جلد ہی سے ریلوے سٹیشن کی کوشش کی، مگر اسی لمحے چٹان کے ہچکچے سے جیسے دوسرا رنگ کے دیوان پر جھپٹ پڑے اور لیڈی طاہرہ کے حلق سے خوفناک چیخ نکل گئی۔

”فادر جو شوا۔ یہ تو عورت ہے۔ ایک سیاہ سائے نے کیلجنت گھرائے جو نے انازمیں پڑھے شے موئے کہا۔ جیسے وہ کسی چیزیل سے نمکوا گیا۔ مگر دوسرے نمکے وہ کراتا ہوا اور چھپتا ہوا گیا۔ کیونکہ توفیق نے لیڈی طاہرہ کے پیچھے گرتے ہی اس پر صبر کوہ انازمیں حملہ کر دیا تھا۔

ادوئر کیپٹن طارق کو پہلے تو جوانے کسی گیند کی طرح فضا میں اچھال دیا تھا لیکن زمین پر واپس گرنے سے پہلے ہی کیپٹن طارق کا جسم سکینٹ

رلو اور کے دھماکے کی آواز اور غبارے سے نکلنے والی سیرگین کی سیٹی کی آواز کے ساتھ ہی عمران کی کمرخت آواز بھی پہاڑیوں میں گونج اٹھی۔

یہ تینوں آوازیں سننے ہی میجر رمود کے تینوں ساتھی تو حیرت کے مارے بت بنے رہ گئے۔ لیکن میجر رمود جو اس وقت لوکری کے اندر کھڑ تھا بجلی کی سی تیزی سے تڑپا اور دوسرے لمحے پروفیسر مارکی اس کے سینے سے لگا کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ہی میجر رمود کے ہاتھ میں بی ریلو اور آگیا تھا۔

خبردار عمران! — میں پروفیسر مارکی کو گولی مار دوں گا۔ — میجر رمود نے چہیتے دئے کہا۔ وہ عمران کی آواز پہچان گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر پروفیسر مارکی کے ساتھ ہی لوکری سے باہر آگیا۔ اسی لمحے غبارے کی ٹھیکس پوری طرح نکل گئی اور اس کا پھیلا ہوا بڑے میخ کا پلاسٹک

دوڑائے چلا جا رہا تھا جیسے درلڈر لیس میں حسد لے رہا ہو۔ کاررو ووفٹ
 ہوا میں اچھلتی، لیکن میجر سنبھل جاتی۔ اس کے ٹانگوں کی چھینیں بار بار
 پہاڑیوں میں گونجتی، سینہ رنگ پرزد کے ہاتھوں میں کسی کھلنے کی
 طرح حرکت کر رہا تھا۔ اور وہ ہونٹ جھینے جگوار جیسی کار کو اس کی
 انتہائی سید پر دوڑائے چلا جا رہا تھا۔ یہ یقیناً موت کا کھیل تھا۔ لیکن
 میجر برمود کی تو زندگی ہی موت سے کھینے گذری تھی۔ اس کے چہرے
 پر خوف کا ذرا برابر بھی کوئی تاثر نہ تھا۔ بیک مرہ پر اسے اپنے جینے کوئی
 گامزدی آتی دکھائی نہ دی تھی۔ اس نے اس نے سوچا کہ عمران اور اس
 کے ساتھیوں کے پاس یقیناً کوئی گامزدی نہ تھی اور اسے اپنا یہ خیال اس
 لئے بھی حقیقت معلوم ہو رہا تھا کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی کسی گامزدی
 پر وہاں پہنچتے تو یقیناً وہ گامزدی کی آواز منور سن لیتا۔

وہ انتہائی تیز رفتاری سے کار دوڑاتا ہوا مین روڈ کی طرف بڑھا جا
 رہا تھا۔ ساتھ والی سیٹ پر پروفیسر بار کی الٹا سیدھا پڑا ہوا تھا۔
 جب کار پہاڑی سڑک سے ہوتی ہوئی مین روڈ پر پہنچی تو میجر برمود
 نے ایک ہاتھ سے پروفیسر بار کی کوسیدھا کر کے سیٹ پر بٹھا دیا۔ اور
 پروفیسر بار کی کسی فرمانبردار بچے کی طرح سیدھا نوکر بیٹھ گیا۔ میجر برمود کار
 آگے بڑھاتے لے گیا۔ وہ رالام موڑ سے تھوڑا پیچھے مین روڈ پر پہنچا تھا
 اور پھر وہ — کار رالام موڑ سے آگے سرحد کی طرف دوڑاتا چلا گیا۔
 یہاں ٹریفک کا زور ٹوٹ گیا تھا اور اکاؤنٹا کابریں اور ٹرک آجاریں
 تھتے۔ جگوار کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی جا
 رہی تھی۔ لیکن میجر برمود کی نظریں سر پر لائٹس کی طرح چاروں طرف

فضا میں گھومنا اور اس نے جہان کے منہ پر پوری قوت سے دونوں پر چوڑ
 کر ضرب لگائی اور خود ہاتھوں کے بل زمین پر گرا اور تگماری لھا کر سیدھا
 کھڑا ہوا ہی تھا کہ جہان کی عبور پولات اس کے پہلو پر پڑی اور وہ کسی مار
 کمنے ہوئے پلے کی طرح چپٹا ہوا پشت کے بل ایک چٹان پر گرا اور
 دوسرے لمحے اس کی زوردار جیت گجراتوں میں ڈوبتی چلی گئی۔

اسی لمحے جرنیل کی بھی بالکل اسی طرح کی جیت پائی دی۔ وہ بھی شاہ
 کسی چٹان سے پھسل کر گہرائی میں گر گیا تھا۔ اور جہان ٹوڑ کر اوجھڑا
 بدھ جرنیل کو گرائے والا آدمی تیزی سے سڑ رہا تھا۔ مگر راستے میں پڑی
 موتی لیدی طابہ اسے نظر آگئی چنانچہ وہ اس سے اس بڑی طرح ٹکرایا
 کہ سنبھل نہ سکا اور منہ کے بل زمین پر گرا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی
 کھوپڑی پر ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی
 کھوپڑی پر پورا پہاڑ آگرا ہو۔ اس کا ذہن اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔

میجر برمود جیسے ہی پروفیسر بار کی سمیت کار کی دوسری طرف گرا۔
 اس نے زمین پر پیر پڑ گئے ہی کار کا دروازہ کھولا اور پوری قوت سے
 پروفیسر بار کی کو دوسری سیٹ پر اچھال کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔
 دوسرے لمحے کار ایک زوردار جھٹکے سے آگے بڑھی۔ اسی لمحے اس پر
 گولیوں کی بارش شروع ہو گئی لیکن میجر کار مکمل طور پر بٹ پروف تھی
 اس لئے گولیوں کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ انتہائی تیز رفتاری سے
 دوڑتی ہوئی ٹوٹی مہوئی سڑک پر دوڑتی چلی گئی۔

میجر برمود کے جسم میں تو شاید خون پارے میں تبدیل ہو گیا تھا۔ کیونکہ
 وہ اس خطرناک اور لوثی ہوئی سڑک پر جگوار جیسی مہاشی کار کو اس طرح

”باس! ساری سیکیم فیل ہو گئی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اچانک۔ نہ بچ سکے کر دیا۔ غبارہ ناکارہ کر دی گئی۔ میرے ساتھی شامہ مار ڈالے گئے میں۔ میں پروفیسر بار کی سمیت ان کے گھر کے نکل آئے۔ میں کامیاب ہو چکا ہوں اور اب رالام موٹر سے چار پانچ کلومیٹر آگے وائیں طرف ایک ویران پہاڑی تعلقے کی چھت پر پروفیسر بار کی سمیت موجود ہوں۔ لیکن کسی بھی لمحے یہاں سیکرٹ سروس پہنچ سکتی ہے۔ اس لئے اب ڈائریکٹ ایکشن کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ آپ کوئی جنگی میسلی کا پتہ بھیجیں یہیں تعلقے پر۔ اور۔۔۔ میجر پرودے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”جیسی کا پٹر اور دلوں۔۔۔ ناممکن۔ یہاں پہاڑیوں پر پاکیشیا کا بہت بڑا ایئر بیس ہے اور اطلاعات کے مطابق وہ لوگ بے حد جوتنا ہیں۔ وہ ایک لمحے سے بھی کم عرصہ میں میسلی کا پٹر کو سٹ کر دیں گے۔ اور۔۔۔ کرنل ڈی نے مایوس سے لہجے میں جواب دیا۔

”تمہیک ہے۔۔۔ میجر میں خود ہی کوشش کرنا ہوں۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ اور۔۔۔ میجر پرودے نے جھلٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم الیا کر کوکر پروفیسر بار کی کو لے کر واپس دار الحکومت چلے جاؤ۔ میں چند روز میں ہی وہاں ایجنٹوں کا جال بچھا کر پروفیسر بار کی کو دلوں سے نکال لانے کا بندوبست کر دینگا۔ اور۔۔۔ کرنل ڈی نے کہا۔

”سورق باس!۔۔۔ میجر پرودے اب یہ بھی نہیں بٹ سکتا۔ اب میرا بھیجے ہننا عمران سے شکست کھانے کے مترادف ہے۔ اور میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ اور اینڈ آل۔۔۔ میجر پرودے نے انتہائی کزخت

دوڑی مٹیں۔ اے معلوم تھا کہ اس کی ساری سیکیم فیل ہو چکی ہے اور یقیناً یہ سارا علاقہ سیکرٹ سروس نے گھیر رکھا ہو گا۔ اس لئے وہ کسی نئی منصوبہ بندی کے لئے وقتی طور پر کوئی محفوظ جگہ ڈھونڈنا چاہتا تھا اور پھر چند لمحوں بعد اسے ایسی جگہ نظر آ گئی۔ یہ جگہ سے بٹ کر ایک پرانا سا پہاڑی قلعہ تھا جو دور سے ہی ویران اور سنان نظر آ رہا تھا۔ پرود نے جھجکا کر ارجح اس کی طرف موڑ دیا اور چند ہی لمحوں بعد کار اس ویران اور کنڈر تعلقے کے اندر داخل ہو گئی۔ کار روکنے ہی میجر پرودہ اچیل کر نیچے اترا اور پھر ریوالور سنبھلے وہ دوڑتا ہوا تعلقے کے اندر چلا گیا تاکہ وہاں کوئی محفوظ جگہ تلاش کر سکے۔ قلعہ واقعی پرانا اور طعنا سنان پڑا ہوا تھا۔ کبھی طرف نزاروں فٹ کی گہرائی تھی۔ چند ہی لمحوں بعد پرودے نے ایک جگہ تلاش کر لی یہ ایک کمرے کی چھت تھی جہاں سے وہ خود اندھیرے میں رہ کر چاروں طرف آسانی سے نگارائی کر سکتا تھا۔ وہ واپس آیا اور اس نے کار کو تعلقے کے اندر ایک سائیڈ پر چھپا کر روک دیا اور پھر پروفیسر بار کی کو باہر نکال کر وہ ساتھ لگھٹاتا ہوا اس چھت پر پہنچ گیا۔ یہاں اس نے پروفیسر بار کی کو زمین پر لٹا دیا۔ کار سے وہ ایک دو مار لافٹل، چند طاقتور بم بھی نکال لایا تھا تاکہ ضرورت کے وقت ان سے کام لے سکے۔ اسلحہ نیچے رکھ کر اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا مین آن کر دیا۔

”میلو۔۔۔ میلو۔۔۔ زبردور دماغ کا لٹک۔ اور۔۔۔ وہ تیز لہجے میں بار بار یہی فقرہ دہرا رہا تھا۔

”لیں کرنل ڈی انڈنگ۔۔۔ تم کہاں پہنچ چکے ہو۔ اور۔۔۔؟

دوسری طرف سے کرنل ڈی کی اشتیاق مہجری آواز سنائی دی۔

ہتے میں کہا اور نہ صرف اس نے ٹرانسپیر آف کر دیا بلکہ ناب گھبرا کر اس کی ڈیڑھ سی بھی پلٹ دی۔ تاکہ کرل ڈی اب خود اس سے رابطہ قائم کر سکے۔

ٹرانسپیر جیب میں ڈال کر وہ سڑک کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے ذہن میں جیسے بدبو پھال سا آیا ہوا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ آخر وہ یہاں سے کس طرف نکلے۔ اور پھر چند لمحوں سوچنے کے بعد اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ وہ پروفیسر بارکی کے ساتھ جیگوار کو دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا جائے۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ یہ سوچ کر وہ اٹھا اور اس نے زمین پر پڑے ہوئے پروفیسر بارکی کو بازو سے پکڑ کر کھٹا کیا۔ اسلحہ اٹھایا اور پھر وہ سیڑھیاں اٹارتا ہوا پرفیو بارکی کو نیچے لے آئے گا۔

غبارے کا پلاسٹک گرتے ہوئے واقعی راستے کی دیوار بن گیا تھا۔ عمران کو غبارے پر فائر کرتے ہوئے اس کا خیال بھی نہ آیا تھا اور جب غبارہ نیچے بیٹھا تو اسی لمحے اس کو جیگوار کا رکنے جلنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے تیزی سے اس پر فائر کھول دیا۔ لیکن جیگوار بجلی کی سی تیزی سے آگے دوڑتی چلی گئی۔ عمران پلٹ کر اس طرف دوڑا جدھر کبھ دور اس کی جیب کھڑی تھی۔ لیکن اسی لمحے اس کے کانوں میں جوزف کی کھڑائیوں میں دھجی ہوئی چیخ سنائی دی۔ اس سے قبل ایک اور آدمی کی اسی طرح کی آواز سنائی دی تھی۔ لیکن جوزف کی چیخ نے اس کے قدم روک لئے۔ وہ تیزی سے پلٹا اور اسی لمحے اس نے جونا کو مٹھ کر کھا کر پیسے گرتے اور اس پر ایک آدمی کو کافی بڑا پتھر مارتے ہوئے دیکھا۔ عمران نے ٹریجر دبا دیا اور پتھر مارنے والا چیخ مار کر لپٹ کے بل نیچے گرا۔ لیکن دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکا ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے

ہاتھ میں جلتے انگارے بھر گئے ہوں۔ گولی اس کی ہتھیلی کی پشت سے
رگڑ کھانک رہی تھی اور ساتھ ہی ریا اور سبھی اس کے ہاتھ سے کل کر دوڑ
جاگرا تھا۔

عمران غراتا ہوا اپنی جگہ سے اچھلا اور دوسرے لمحے وہ زمین سے
اٹھتے ہوئے ایک ساتے سے پوری قوت سے جا بھرا، گولی اسی ساتے
نے چلائی تھی، اس ساتے کے حلق سے چیخ نکلی اور عمران سمجھ گیا کہ
یہ آواز عورت کی ہے، اس نے اس سے ٹکراتے ہی اسے اچھال
کر دوڑ پھینکنے کی کوشش کی، لیکن وہ عورت تو کسی جوبک کی طرح اس
سے لپٹ گئی۔

”ارے ارے۔ ڈیڈی نے دیکھ لیا تو کھوڑی پھلی کر دیں گے۔“
عمران نے بھلی کی سی تیزی سے گھومتے ہوئے بڑبڑا کر کہا، مگر عورت جو
یقیناً لیڈی طاہرہ تھی لڑائی بھڑائی کے فن میں خاصی ماہر تھی اس نے
عمران کے گھومتے ہی پوری قوت سے اپنا گھٹنا اس کی کپسیوں میں جا
دبا اور عمران اچھل کر پشت کے بل زمین پر گر کر۔ مگر اسی لمحے لیڈی طاہرہ
کے حلق سے ذبح ہونے والی بکری جیسی غصہ اٹھ نکلی اور وہ ہوا میں
اونچی اچھل کر سر کے بل زمین پر گرنے لگی۔ عمران نے نیچے گرتے ہی
اُسے پروں کی مدد سے انتہائی ماہرانہ انداز میں فضا میں اچھال دیا تھا
اور پھر اس کے نیچے گرنے سے پہلے عمران نے صرف اچھل کر کھڑا ہو چکا تھا
بلکہ اس کے دونوں ہاتھ بک وقت فضا میں لہراتے اور لیڈی طاہرہ کے
حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی۔ عمران نے بڑا خوفناک واؤ استعمال کیا تھا
اس کا ایک ہاتھ نیچے گرتی ہوئی لیڈی طاہرہ کی گردن پر اور دوسرا اس

پہلو پر مخالف سمتوں میں پوری قوت سے پڑا تھا اور بیک وقت ان
دونوں ضربات کے نتیجے میں لیڈی طاہرہ کے حلق سے زوردار چیخ نکلی
اور پھر وہ ایک دھماکے سے چٹان پر گری اور اس بُری طرح پھرنے لگی
جیسے بکری ذبح ہونے کے بعد پھرنے لگتی ہے۔

عمران ضرب لگا کر تیزی سے گھومنا اور اسی لمحے اس نے ایک
اور چیخ سنی، یہ چیخ اس آدمی کے حلق سے نکلی تھی جس نے جونا کے
مر پر پتھر مارا تھا اور جسے عمران نے ناکر کر کے ہٹ کر دیا تھا۔ جونا
اس سے بھڑا ہوا تھا اور جس وقت عمران، لیڈی طاہرہ کو ضرب لگا
کر پلٹا تو اسی لمحے جونا نے اُسے سر کے بل اور۔۔۔ اٹھا کر پوری قوت
سے ایک چٹان پر دے مارا تھا۔ اس آدمی کی چیخ تیار ہی تھی کہ اُس کی
گردن ٹوٹ چکی ہے اور وہ مردہ پھینک چکی کی طرح اب چٹان پر بے حس و
حرکت پڑا ہوا تھا۔

اسی لمحے جوزف کی غرابٹ سنائی دی اور دوسرے لمحے جوزف کا جسم
ایک چٹان کے پیچھے سے اُٹھا۔ اس نے کانڈھے پر کسی کو اٹھایا ہوا تھا۔
”جوزف کیا ہوا۔“ عمران نے تیزی آگے بڑھتے ہوئے پوچھا۔
”مانترا۔۔۔ میرا پر پھیل گیا تھا اور میں نیچے گر گیا۔ لیکن یہ آدمی
مجھ سے پہلے نیچے گرا تھا اور اتفاق سے میں اس کے اوپر جا کر۔۔۔ چوٹیں
تو مجھے بھی آئی ہیں۔۔۔ سین بہ حال ہاتھ پر ٹوٹنے سے بچ گئے۔۔۔ البتہ
اس کا حشر ہو گیا ہے مگر یہ زندہ ہے۔۔۔ میں اسے اٹھا لایا ہوں تاکہ
پتہ تو چلے کہ یہ کون ہے۔۔۔ جوزف نے اوپر آ کر کانڈھے پر لدے
ہوئے آدمی کو نیچے پھینکتے ہوئے کہا۔

”تفصیل تاؤ۔ اور“۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے مختصر طور پر سارا قصہ بتا دیا۔

”لیکن ہو سکتا ہے کہ ایسے حالات میں وہ آگے آنے کی بجائے واپس دارالحکومت چلا جائے۔ اور“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہو سکتا ہے جناب!۔ لیکن جہاں تک مجھے میجر پرمود کی فطرت کا اندازہ ہے۔ ایسا مشکل ہے۔ وہ آگے ہی جائے گا۔ اور“۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اور کے!۔ میں جولا کو کال کر دوں گا۔ اور اینڈ آل“۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”ایمان نے ٹرانسمیٹ آف کر کے جیب میں ڈالا اور جیب کی زلفاڑ اور بڑھا دی۔

”تمہاری چیخ کی وجہ سے میجر پرمود کل گیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ ان تینوں کو اچھا کر ان کی کار میں لا دو اور رانا باؤس چلے جاؤ۔ میں میجر پرمود کے پیچھے جا رہا ہوں۔“۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر دوڑنا ہوا جیب کی طرف بڑھ گیا۔ ظاہر ہے کافی دیر ہو چکی تھی اس لئے میجر پرمود کار سمیت نکل جانے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ میجر پرمود جس فطرت کا آدمی ہے وہ واپس دارالحکومت جانے کی بجائے آگے کا ہی رخ کرے گا اس لئے اس کا ارادہ تھا کہ وہ رشک پر پہنچنے کے بعد جولا اور صفدر کو الٹ کر دے گا تاکہ اگر جگوار دہل تک پہنچ جائے تو وہ اسے کور کر لیں۔

جیب کو سٹارٹ کر کے وہ انتہائی تیز رفتاری سے اسے چلاتا ہوا مین روڈ کی طرف بڑھنے لگا۔ اب جیب کی ہیڈ لائٹس روشن تھیں اس لئے اسے جیب چلانے میں زیادہ دشواری نہ ہو رہی تھی اس نے جیب سے ٹرانسمیٹ نکالا اور ایک ہاتھ سے اس کی فوکلنسی دوبارہ سیٹ کر کے اس کا بین آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ علی عمران کا ٹک۔ اور“۔ عمران نے جیب چلانے کے ساتھ ساتھ بار بار یہ فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔

”ایکسٹرو۔ اور“۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایکسٹرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”میجر پرمود پروفیسر بابکی کو ساتھ لے کر جگوار میں پہاڑیوں سے واپس مین روڈ کی طرف فرار ہوا ہے۔ جولا اور صفدر کو کھا جائے کہ وہ ہوشیار رہیں۔ میں اس کے پیچھے جا رہا ہوں۔ اور“۔ عمران نے کہا۔

سوچتے ہوئے وہ کار آگے بڑھائے لئے گیا۔ اور جب وہ سرحد سے قریباً پانچ کلومیٹر دور پہنچا تو اس نے ایک نیا فیصلہ کیا۔ خطرے کے شدید احساس نے اسے یہ فیصلہ کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اب جو فائیت ہوگی وہ فیصلہ کن ہوگی اور نہ صرف فیصلہ کن ثابت ہوگی بلکہ شائد یہ گریٹ فائیت بھی بن جائے۔ اکیلا میجر برمود ہوتا تو اسے ذرا برابر بھی پرواہ نہ ہوتی۔ لیکن یہ پروفیسر بار کی اس کنگے میں مجموعہ مذکور کی طرح اٹک چکا تھا۔ اور سیکرٹ سرکس کے منہجے ہوئے ایجنٹوں کے مقابلے میں اس کا پروفیسر بار کی کو صحیح سلامت نکال لے جانا اگر ناممکن نہیں تو کم از کم بے حد مشکل ضرور ہوگا۔ اس لئے اس نے فیصلہ کیا کہ وہ کار کو کہیں چھوڑ کر پروفیسر بار کی کو ساتھ لے کر بہاڑی راستوں پر بدل چلا جاوے سرحد کے قریب پہنچ جائے۔ اس طرح وہ فائدے ہو سکتے تھے۔ ایک تو یہ کہ سیکرٹ سروس کے ارکان کا اس کے انتظار میں سڑک کو ہی گھیرے جا سکتے اور جب تک وہ کار تک نہیں جیے گے اس وقت تک وہ سرحد تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور دوسری بات اس کے ذہن میں یہ آئی تھی کہ اگر وہ کار کو سڑک سے ہٹا کر کسی ایسی جگہ چھپانے میں کامیاب ہو جائے جہاں سے وہ آسانی سے دستیاب نہ ہو سکے۔ تو ہو سکتا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی اس نتیجے تک پہنچیں کہ وہ آگے جانے کی بجائے واپس دارالحکومت چلا گیا ہے۔ اس طرح ان کی توجہ دارالحکومت میں اس کی تلاش پر مبذول ہو جائے گی۔ دونوں صورتوں میں اس کا فائدہ تھا۔ چنانچہ فیصلہ کرنے ہی اس نے اس ارادے سے اوجھڑا دھڑکا جائزہ لینا شروع کر دیا کہ کار کو کہاں چھپایا جائے اور پتھوڑی ہی در بعد اسے ایک

میجر برمود نے سڑک راڈ اٹھتے ہی ایک طویل سانس لے کر جیوار کار آگے بڑھا دی۔ یہ منشیات چیک کرنے والی اس راستے پر آخری چوکی تھی۔ اس کے بعد سرحد پر فائل چکیگ ہوئی تھی۔ راستے میں دونوں چوکیوں پر کار کی سرسری سی تلاشی کی گئی اور اسے آگے جانے دیا گیا۔ حالانکہ میجر برمود کو خورہ تھا کہ شائد سیکرٹ سروس کے ارکان یہاں موجود ہوں اس نے وہ کسی بھی ہنگامے کے لئے پوری طرح تیار تھا۔ لیکن کچھ بھی نہ ہوا اور وہ آگے بڑھتا گیا۔ تعاقب میں بھی کوئی نہ تھا۔ اور دور دور تک سڑک خالی پڑی ہوئی تھی۔ اب میجر برمود سرحد کے تقریباً قریب پہنچ چکا تھا اسے ایسا احساس ہوا کہ محتاجیے خطرات اپنا گھیرا اس کے گرد تنگ کرتے جا رہے ہوں۔ اسے یقین تھا کہ عمران اس کے ساتھیوں کے پس کاروں تک نہیں ہے اور پھر سیکرٹ سروس لازماً حرکت میں آچکی ہوگی اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے سرحد کے قریب پکٹنگ کر رکھی ہو۔ یہی

پہاڑی راستہ منگ گئے ہٹ کر اندر جانا ہوا دکھائی دیا۔ اس نے تیزی سے کار موڑی اور اس پہاڑی راستے پر کار دوڑا مے لگا۔ راستہ پہاڑی ہونے کے باوجود خاصا فراخ تھا اور انسانی ہاتھوں کا بنا ہوا انگ رہا تھا۔ کار چلیے ہی ایک موڑ مٹری کار کی ہیڈ لائٹس راستے کی سائیڈ پر لگے ہوئے ایک بورڈ پر پڑیں اور پرمود نے صرف حیرت سے اچھل پڑا بلکہ اس نے انتہائی پھرتی سے ہیڈ لائٹس بند کر کے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ بورڈ سے ظاہر تھا کہ یہ راستہ مٹری ایر لوپٹ کی طرف جاتا ہے اور یہ راستہ عام کاروں کے لئے بند ہے۔

پرمود ذرا آگے بڑھا تو اُسے دور سے مدھم سی روشنیاں جھلکتی ہوئی دکھائی دیں۔ ان روشنیوں کو اس انداز میں کیسوفلاج کیا گیا تھا کہ یہ اوپر سے کسی صورت نظر نہ آسکتی تھیں۔ لیکن اطراف سے نظر آتی تھیں۔

میجر پرمود نے ایک طویل سانس لیا اور پھر راستے سے ہٹ کر اس نے کار کو ایک چٹان کی اوٹ میں روک دیا۔ "میرے آنکھوں میں دیکھو"۔ میجر پرمود نے کار روک کر پروفیسر بارکی سے مخاطب ہو کر حکیمانہہ لہجے میں کہا اور پروفیسر بارکی کا چہرہ تیزی سے پرمود کی طرف گھوما اور میجر پرمود نے اس کی زندگی سے خالی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔

"تمہارا دماغ میرے حکم کے تابع ہوگا۔ تم میرے زبانی احکامات حتیٰ کہ اشاروں کی بھی پوری پوری تعمیل کرو گے۔" میجر پرمود کا لہجہ بے حد حکیمانہ تھا۔

"میرا دماغ تمہارے تابع ہوگا۔" اور میں تمہارے زبانی احکامات اور اشاروں کی پوری پوری تعمیل کروں گا۔" پروفیسر بارکی کی زبان سے آہستہ آہستہ الفاظ نکلے۔

ٹھیک ہے۔ اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر سر پر رکھو۔ میجر پرمود نے کہا اور پروفیسر بارکی کا دایاں ہاتھ تیزی سے اٹھا اور اس کے سر پر پہنچ گیا۔

بائیں ہاتھ سے اپنی ناک پکڑو۔ اور دائیں ہاتھ سے اپنے دائیں گال پر زور سے تعجب مارو۔ پرمود نے کہا اور دوسرے لمحے چٹان کی آواز سے کار گوج اٹھی۔

ٹھیک ہے۔ اب بائیں نکلو۔ میجر پرمود نے مطمئن لہجے میں کہا اور پروفیسر بارکی تیزی سے کار سے بائیں نکلا اور پھر بے حس و حرکت کھڑا ہو گیا۔ چونکہ اُسے ایسے انجکشن لگائے گئے تھے جس سے اس کی قوتِ مدافعت بالکل ختم ہو چکی تھی۔ اس لئے وہ آسانی سے ٹرانس میں آ گیا تھا۔ اور فوجی ہوائی آڈو دیکھنے کے بعد پرمود کے ذہن نے فوراً ہی ایک اور فیصلہ کر لیا تھا اور اس فیصلے کے تحت اُسے پروفیسر بارکی کو ٹرانس میں لانا ضروری تھا۔

پروفیسر بارکی کے باہر آنے کے بعد میجر پرمود نے جلدی سے سیٹ کے نیچے رکھا ہوا ایک باکس کھولا اور اس میں سے ایک چٹا سا سرخ رنگ کا رولہ لور کال کر حبیب میں ڈالا اور کار سے باہر آ گیا۔ یہ اس کا مقصود ہتھیار تھا لیئر لیٹل۔ جسے وہ خاص خاص موقعوں پر ہی استعمال کرتا تھا۔ اس سے انتہائی طاقتور لیئر رشٹاخ نکلتی تھی جو

سلنے آنے والے پہاڑ کو بھی ریزہ ریزہ کر سکتی تھی۔ لیکن اس میں یہ خامی تھی کہ یہ صرف تین بار استعمال ہونے کے بعد اس قدر گرم ہو جاتا تھا کہ اسے دوبارہ استعمال میں لانے کے لئے کم از کم دو گھنٹے چاہئے ہوتے تھے۔ اس لئے میجر برمود اسے صرف مخصوص ادرام مواقع پر ہی اسے استعمال کرتا تھا۔

کار سے باہر آکر میجر برمود نے روشنیوں کی طرف دیکھا وہ اندازہ کر رہا تھا کہ اصل رات دن کے کہاں ہو سکتا ہے۔ اور اڑے کی عمارتیں کہاں ہوں گی۔ اسے معلوم تھا کہ اس قسم کے خفیہ اڈوں کے گرد انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کئے جاتے ہیں۔ لیکن وہ ڈی ایجنٹ تھا اس لئے ان حفاظتی انتظامات کا توڑ جانتا تھا۔ وہ چند لمحے جائزہ لیتا رہا پھر اس نے ایک سائیڈ منتخب کی۔

”بروفیسر!۔ تیزی سے میرے پیچھے آؤ۔ اور جیسے میں کروں۔ تم نے بھی ویسے ہی کرنا ہے۔“ میجر برمود نے کراخت لہجے میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ بروفیسر بارکی بھی بالکل اسی کے انداز میں آگے بڑھنے لگا۔

چٹانوں کے دو میان سے ہوتا ہوا میجر برمود تیزی سے روشنیوں کی شمالی سمت بڑھا جا رہا تھا۔ روشنیاں آہستہ آہستہ نزدیک آتی جا رہی تھیں اور پھر اسے واضح ٹاورز نظر آگئے۔ یہ واپ ٹاورز کافی اونچے تھے۔ ان ٹاورز کو دیکھتے ہی میجر برمود اور زیادہ محتاط ہو گیا۔ لیکن اس کے آگے بڑھنے کی رفتار کم نہ ہوئی تھی اب اسے اپنے پیچھے بروفیسر بارکی کے ہانپنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں تھیں۔ ظاہر ہے بروفیسر بارکی بوڑھا آدمی تھا۔

اس لئے اس کے پیچھے بڑے جواب دینے لگے تھے۔ اسے ریلٹ دینے کی ضرورت تھی۔ اور برمود کو مجبوراً ٹنگنا پڑا۔ وہ ایک چٹان کی آڑ میں ٹرک گیا۔۔۔ بروفیسر بارکی بھی ٹرک گیا۔

اس وقت وہ دونوں ایک بڑی چٹان کے پیچھے تھے اور اب اندھیرے میں بھی انہیں دُور سے رات دن کے نظر آنے لگا۔ لیکن رات دن کے کی صرف ایک سائیڈ نظر آرہی تھی۔ جب کہ باقی اطراف میں بڑے بڑے ہینگر نظر آرہے تھے۔ ان کی حقیقی دیواریں اس طرف تھیں جس طرف برمود موجود تھا۔ ہینگروں کی اس طرف کچھ فاصلے پر خاردار تاروں کی باز نظر آرہی تھی۔ اور خاردار تاروں سے کچھ فاصلے تک پہاڑی سیلے کو کاٹ کر عوار میدان بنا دیا گیا تھا تاکہ دُور سے نظر رکھی جاسکے اور کوئی شخص چٹانوں کی آڑ سے کران خاردار تاروں تک نہ پہنچ سکے۔ سائیڈ پر دو دروازے تاروں میں سرچ لائٹس موجود ہوں گی جو خطرے کی صورت میں اچانک آلن کی جاسکتی تھیں۔ لیکن برمود نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ان خاردار تاروں کو مچھلانگ کر ہینگروں کی پشت پر ضرور جائے گا۔ اب صرف مسئلہ بروفیسر بارکی کا تھا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے فیصلہ کُن انداز میں کندھے جھٹکے۔

”بروفیسر!۔ تم یہیں رو گئے۔ اور مجھے دیکھتے رہو گے۔ پھر جب میں اپنا ہاتھ سر پر رکھوں گا تو تم بالکل اسی انداز میں جس طرح میں آگے گیا ہوں میرے پیچھے آؤ گے۔“ برمود نے حکمانہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے رینگنا ہوا آگے بڑھا گیا۔ جب کہ بروفیسر بارکی وہیں چٹان کے پیچھے ہی رہ گیا۔

میجر پرودہ کسی پہاڑی سانپ کی طرح چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ خاردار تاروں کے قریب آخری چٹان کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر وہ زمین کے ساتھ کسی جھپکی کی طرح چپٹ کر کرانگ کرتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ بس کی رفتار انتہائی آہستہ تھی۔ وہ ایک ایک اونچ آگے بڑھ رہا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو بالکل زمین کا جزو بنا رکھا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ خاردار تاروں کے قریب پہنچ گیا۔

چند لمحے وہ تاروں کے ساتھ سانس روکے خاموش ڈار ہوا وہ زمین اور خاردار تاروں کے درمیانی فاصلے کو آنکھوں ہی آنکھوں میں ناپ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ان تاروں کے ساتھ الام تار موجود ہوگا اور جیسے ہی اس نے تاروں کو ہاتھ لگایا، الام بچ اٹھیں گے۔ اور پھر اس کا مارا جانا یقینی ہو جائے گا۔ لیکن خاردار تار بالکل زمین کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ وہ جائزہ لیتا رہا۔ اس کی نظریں تیزی سے سائیڈوں کا جائزہ لے رہی تھیں اور پھر اس کے چہرے پر ملکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی اسے راستہ نظر آیا تھا۔ پہلی تار ڈھیلی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ درمیان میں زمین سے لگی ہوئی تھی۔ لیکن سائیڈ میں کچھ دور موجود کٹڑی کے کھمبے کے قریب وہ اتنی اونچی ہو گئی تھی کہ اگر پرودہ سمٹ کر اسے کر اس کرتا تو یقیناً زمین کے ساتھ رینگتا کہ دوسری طرف نکل جاتا۔ وہ ایک بار پھر آہستہ آہستہ رینگنے لگا۔ اب اس کا رنج اس کھمبے کی طرف تھا۔ اور چند لمحوں میں وہ کھمبے کے قریب پہنچ گیا۔ وہ اس قدر مہارت سے رینگ رہا تھا کہ ابھی تک واپس جا رہا تھا۔ زمین موجود فوجی اس کی طرف

متوجہ نہ ہوئے تھے۔ یا شاید یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ کسی فوری خطرے کے درپیش نہ ہونے کی وجہ سے۔ پوری طرح چوکنے نہ ہوں۔ اور معمول کی ڈوبائی کے تحت بیٹھے آپس میں گپیں لگا رہے ہوں۔ کھمبے کے پاس پہنچ کر پرودہ صرف ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر کسی سانپ کی طرح رینگا ہوا وہ خاردار تار کے نیچے سے صحیح سلامت دوسری طرف نکل گیا۔ اب اس نے ایک طویل سانس لیا اور پھر مڑ کر اپنا چہرہ اس طرف کر لیا جہاں پروفیسر بارکی موجود تھا۔ اس نے آہستہ سے اپنا ہاتھ اٹھا کر سر پر رکھا۔ لیکن وہ چٹان کے پیچھے کوئی حرکت نہ ہوئی۔ پرودہ نے دو تین بار مخصوص اشارہ کیا۔ لیکن دوسری طرف سے خاموشی رہی۔ اب تو پرودہ بری طرح جھٹکا گیا۔ وہ جس قدر خوفناک خطرے سے گذر کر یہاں تک پہنچا تھا۔ پروفیسر بارکی اس کی ساری کوششوں پر بانی پھیر رہا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ وہ پروفیسر بارکی کو چھوڑ کر آگے بڑھ جائے۔ لیکن پھر اس نے ذہن پر جمع فی جوفی جھٹکاٹ کو جھٹکا دیا۔ کیونکہ یہ ساری ہنگ و دو تو وہ پروفیسر کے لئے اسی کر رہا تھا۔ اکیلے واپس جانے کے لئے تو ظاہر ہے اتنی ہنگ و دو کی ضرورت نہ تھی۔

اب وہ دوسرے خطرے سے دوچار ہو چکا تھا۔ ایک تو اسے کسی بھی درجہ ناور سے دیکھا جاسکتا تھا اور کھلی حکم پر ہونے کی وجہ سے مذہبے میں آتی جوفی ایک گولی بھی اسے چاٹ نہ سکتی تھی۔ اور دوسرے پروفیسر بارکی اس کی طرف نہ آ رہا تھا۔

پرودہ چند لمحے دیں ڈائونٹ کاٹا رہا۔ اور پھر ایک طویل سانس

کے مسکراہٹ دوڑ گئی۔

پیشاب کے متعلق میجر رمود کو خیال تک نہ آیا تھا ظاہر ہے کہ پیشاب نہ کرنے کا حکم تو اس نے پروفیسر بار کی کو نہ دیا تھا۔ اور یہ ایسی ضرورت تھی جو بہر حال پوری ہونی تھی۔

ختم کرو پیشاب۔ اور واپس آؤ۔ جلدی۔ میجر رمود نے چند لمحے غصہ کر تمکناں لہجے میں کہا۔

مم۔ مم۔ میں تو ختم کر رہا ہوں۔ مگر یہ ختم ہی نہیں ہو رہا پتہ نہیں کہاں سے آ رہا ہے۔ پروفیسر بار کی نے دوبارہ اسی طرح سہمے سے لہجے میں جواب دیا۔

اس بار پروفیسر بار کی کا جواب سن کر میجر رمود کے ذہن پر ایک بار پھر جھجھلاہٹ سوار ہو گئی۔ کیونکہ اس قدر خطرناک پولیشن میں پروفیسر بار کی کا پیشاب سب کچھ ڈوب سکتا تھا۔

چنانچہ میجر رمود جھجھلاہٹ اور تیزی سے اس چٹان کی طرف پکا جدھر سے پروفیسر بار کی کی آواز سنائی دی تھی۔

خ۔ خ۔ ختم ہو گیا۔ ختم ہو گیا پیشاب۔ آنا پیشاب پیٹے تو ساری زندگی میں کبھی نہیں آیا۔ قریب پہنچتے ہی چٹان کی دوسری طرف سے پروفیسر کی آواز سنائی دی اور میجر رمود نے ایک طویل سانس لی اور پھر خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔

چونکہ میجر رمود واپس ٹاورز سے کافی دُور اونچی اونچی چٹانوں کی اڑ میں تھا اس لئے اسے دیکھ لئے جانے کا کوئی خطہ نہ تھا۔ اور وہ اطمینان سے کھڑا تھا۔ اسی لمحے اُسے اپنی پھلی طرف گھٹکا سا

لپٹے ہوئے اس نے واپس پروفیسر بار کی کی طرف جانے کا فیصلہ کر لیا۔ تاکہ اُسے ساتھ لے آئے۔ ایک بار پھر رنگیتا ہوا وہ کھسے کے ساتھ لگی ہوئی ٹار کے نیچے سے نکلا اور دوبارہ واپسی کا سفر شروع کر دیا۔ ایک ایک گز کرنے والا ہر لمحہ اس کے لئے قیامت کا لمحہ تھا۔ لیکن وہ بڑی مہارت سے رنگیتا ہوا آخر کار پہاڑی سلسلے تک پہنچ گیا۔ اور پھر چٹان کی اوٹ میں آتے ہی وہ تیزی سے اٹھا اور جگے جگے انداز میں دوڑتا ہوا اس چٹان کی طرف بڑھتا گیا جدھر وہ پروفیسر کو خپور کیا تھا۔ لیکن جیسے ہی وہ اس چٹان کے پیچھے پہنچا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھلتی چلی گئیں۔ پروفیسر بار کی وہاں موجود نہ تھا۔ پرود کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ پروفیسر بار کی کہاں غائب ہو سکتا ہے۔ وہ ٹرائس میں تھا۔ اور ٹرائس میں آیا ہوا آدمی تو بغیر حکم کے اپنے منہ پر بیٹھی ہوئی مکھی جی نہیں اڑا سکتا تھا۔ پھر وہ آخر کہاں جا سکتا ہے۔ وہ کچھ لمحے اوھراؤ دھردیکھتا ہوا مگر پروفیسر بار کی کہیں نظر نہ آیا۔ پھر اس نے آہستہ سے آواز دی۔

پروفیسر بار کی! تم کہاں ہو؟ میجر رمود کا لہجہ تو تمکناں تھا۔ لیکن اس نے آواز کو بلند نہ ہونے دیا تھا۔ مگر آہستہ ہونے کے باوجود بھی آواز پہاڑیوں میں گونجنے لگی تھی۔

مم۔ مم۔ میں یہاں ہوں۔ پ۔ پ۔ پ۔ پیشاب کر رہا ہوں۔ ختم ہی نہیں ہو رہا۔ دوسرے لمحے دُور سے دو چٹانوں کے درمیان سے پروفیسر بار کی کی ڈری ڈری اور بھی سہمی سی سرگوشی سنائی دی۔ اور میجر رمود کے چہرے پر باوجود شدید جھجھلاہٹ

شانی دی۔ اور وہ سانپ کی سی تیزی سے پلٹا۔
 کوئی خاص بات نہیں میجر!۔ کوئی پتہ اپنی جگہ سے کھسک
 گیا ہوگا۔۔۔ اچانک میجر رمود کو اپنی پشت پر علی عمران کی آواز
 شانی دی اور وہ واقعی اس طرح اچھل کر پٹا جیسے اس کے قدموں
 تلے بم پھٹ پڑا ہو۔

دھیرچ۔ دھیرچ میجر رمود!۔ ڈی ایجنٹ کے اعصاب
 اتنے کمزور نہیں ہوتے چاہتیں۔۔۔ سامنے کھڑے ہوئے عمران
 کا لہجہ نہ صرف مضحکہ اڑانے والا تھا بلکہ اندھیرے میں بھی اس کے
 لبوں پر ریگنے والی مسکراہٹ میجر رمود کو صاف دکھائی دے رہی تھی۔

عمران سے جیب نل سپید میں دو ٹاٹا، دو آگے بڑھتا چلا آیا اور
 پھر منشیات چمک کرنے والی دونوں چوکیوں سے اُسے جنگوار کے
 آگے جانے کی اطلاع مل گئی۔ چونکہ یہاں سے ٹریفک تقریباً نہ ہونے
 کے برابر تھی، اور جنگوار کے ٹاٹا مخصوص ساخت کے تھے۔ اس لئے
 سڑک پر جنگوار کے ٹانزوں کے بلکے سے نشانات اُسے شروع ہی سے
 صاف نظر آ رہے تھے۔ لیکن کچھ ہی دور جانے کے بعد اچانک ٹانزوں
 کے نشانات سائڈ روڈ پر مڑتے نظر آئے تو عمران بے اختیار چمک
 پڑا۔ ادھر ماکیشا کا ایک نو بجی انز پورٹ تھی، اور جنگوار کے ادھر مڑنے
 کے نشانات دیکھتے ہی میجر رمود کا سارا منصوبہ اس کے سامنے آ گیا۔
 اس نے دل ہی دل میں پرمود کی ذہانت کی داد دی۔ اب تک وہ یہی
 سوچتا چلا آ رہا تھا کہ میجر رمود اپنی فطرت سے مجبور ہو کر اندھا دھند
 سرحد کی طرف جا رہا ہے۔ لیکن اب وہ سمجھ گیا تھا کہ میجر رمود نے بڑی

ذہانت سے یہ منصوبہ بنایا تھا۔ غبارے والی سکیم فیل ہونے کے بعد اس نے لازماً یہ مقابلہ منصوبہ بنا رکھا ہوگا۔ وہ ڈی ایجنٹ تھا اس لئے ایسے ایئرپورٹ میں داخل ہو کر کوئی جہاز یا سیل کا پڑاؤ کر لے جانا اس کے لئے کوئی مشکل کام نہ تھا۔ اور چونکہ سرحد بالکل قریب قریب تھی اس لئے جب تک پاکیشا والے حرکت میں آتے وہ سرحد پار کر جاتا اور اس کے بعد سارا کھیل ہی ختم ہو کر رہ جاتا۔ انتہائی کامیاب اور ذہانت سے بھرپور منصوبہ تھا اور عمران بے اختیار اس کی تائید پر ہاتھ پھیرنے لگا کہ اب اس کے دماغ کی جینسی واقعی کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ اس اٹوے کی طرف اس کا خیال تک نہ گیا تھا۔ ورنہ وہ لازماً یہاں کبھی خفاقی اٹھاتا کرتا۔ بہر حال موڑ مڑتے ہی اس نے ہیڈ لائٹس بند کر دیں اور جیبپ آگے بڑھانے لگا۔

ایک موڑ مڑتے ہی اس نے انتہائی برق رفتاری سے جیبپ کا انجن بند کر دیا۔ کیونکہ سامنے ہی ایک چٹان کے ساتھ آسے جھکوار ٹھٹھری نظر آگئی۔ اس کے اندر اور باہر کی بتیاں بند تھیں جس سے یہ پتہ نہ چل رہا تھا کہ میجر برمودا بھی کار سے اندر ہے یا نہیں۔ انجن اس نے اس لئے بند کر دیا تھا کہ میجر برمودا اگر کار کے اندر ہے تو وہ جیبپ کے انجن کی آہستہ آواز سے بھی چونک پڑے گا۔ اس لئے جیبپ کو روکا اور پھر اچھل کر باہر آگیا۔

اسی لمحے دوڑ ایک چٹان کے پاس دوسارے حرکت کرتے نظر آئے ان سائیل کا رخ ایئرپورٹ کے ہیکڑوں کے عقبی طرف ہی تھا اور سائیل کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ لازماً میجر برمودا اور پروفیسر بارکی ہے چنانچہ

وہ چٹانوں کی آؤ لیتا ہوا تیزی سے ان کے پیچھے جانے لگا۔ اُسے سہرت ہو رہی تھی کہ وہ بروقت پہنچ گیا۔ ورنہ اگر میجر برمودا کسی جہاز یا سیل کا پڑاؤ پر قبضہ کر چکا ہوتا تو میجر اس کا ہاتھ آمانا ممکن ہو جاتا۔ جیسے انداز میں میجر برمودا اور پروفیسر بارکی آگے پیچھے چل رہے تھے اس انداز کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ پروفیسر بارکی ٹرانس میں ہے کیونکہ وہ بالکل کسی معمول کی طرح آگے جاتے ہوئے میجر برمودا کی نقل کر رہا تھا جہاں بن انداز میں میجر برمودا جھکتا پروفیسر بھی جھکتا جاتا۔ حالانکہ اس کے جھکنے کی وہاں ضرورت تھی نہ ہوتی تھی۔

عمران چاہتا تو یہ میں سے گولی چھڑکا کر میجر برمودا کو فخر کر سکتا تھا لیکن یہ اس کی فطرت کے خلاف تھا کہ کسی کی پشت پر اس کی لمبے خری میں وار کرے۔ اس لئے وہ بھی تیزی سے آگے بڑھتا گیا۔ اب اس نے میجر برمودا کو زمین پر ریگ کر ایئرپورٹ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا پروفیسر بارکی ایک چٹان کے پیچھے رکھا ہوا تھا۔ میجر برمودا بڑے ماہرانہ انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔

عمران چند ہی لمحوں میں پروفیسر بارکی کی پشت پر پہنچ گیا لیکن پروفیسر بارکی بالکل کسی جگہ کی طرح بیٹھا ہوا تھا اور اس کی نظریں ساٹھ زمین پر لیگی کر جاتے ہوئے میجر برمودا پر جمی ہوئی تھیں۔ عمران کی آہستہ ہنسنے کے باوجود وہ نارمل آدمیوں کی طرح چوکا اور ہلکا تھا۔ اس نے عمران کا شبہ یقین میں بدل گیا کہ میجر برمودا کے اُسے ٹرانس میں رکھا ہوا ہے۔ میجر برمودا اس وقت خار و آوار کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اور عمران اُٹا تھا کہ اگر اس نے میجر برمودا کو لٹکایا اس کے پیچھے جا کر اس پر

حملہ کیا تو پھر واپس نہ روڑ پر بیٹھے ہوئے فوجی نہ صرف چوکا ہو جائیں گے۔ بلکہ ملٹری ایئر پورٹ کے خصوصی احکامات کے مطابق وہ لازماً ان دونوں پر نارنگ کھول دیں گے۔ اور پھر میجر برمود کے ساتھ ساتھ اس کے اپنے بچ نکلنے کے امکانات بھی ختم ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس نے فوراً ہی میجر برمود کو واپس بلائے گا منصوص بنالیا۔

پروفیسر بارکی اب پیچھے ہٹ کر دیکھو۔ اچانک عمران نے میجر برمود کے لئے میں کہا اور پروفیسر بارکی اس بات پر تیزی سے واپس ہٹا۔ دوسرے لمحے عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں پہلے پہل تو میجر برمود کا ٹرائل توڑنے میں عمران کو خاصی دقت ہوئی۔ لیکن اس نے اپنی بھرپور ذہنی قوت کا مظاہرہ کر کے آخر کار میجر برمود کے ٹرائل کو توڑ ہی ڈالا۔

اب تم میرے ٹرائل میں ہو پروفیسر! تمہارا ذہن میرے تابع ہے۔ عمران نے کہا۔ اس بار وہ اپنی اصل آواز میں بولا تھا۔ لہجہ سرگوشیاں ہی تھا۔

آل! میں تمہارے تابع ہوں۔ پروفیسر بارکی نے جواب دیا اور عمران سمجھ گیا کہ پروفیسر بارکی جیسے ذہین سائنسدان کو ٹرائل میں لانے کے لئے اگر گنہ گار کیا تو کیسی بھرپور دوز دی گئی ہے۔ تبھی اس کا یہ حال ہو گیا ہے۔

میجر برمود نے ایئر پورٹ کی طرف جانے سے پہلے تمہیں کیا حکم دیا تھا۔ عمران نے پوچھا۔

اس نے کہا تھا کہ وہ خاردار تار کراس کرنے کے بعد سر پر ہاتھ رکھے

گا تو میں اسی طرح رہ گیا ہوا اس کے پاس پہنچ جاؤں۔ پروفیسر بارکی اس طرح بول رہا تھا جیسے آواز انسانی حلق کی بجائے کسی روبوٹ کے ٹیپ ریکارڈر سے نکل رہی ہو۔

اب تم واپس اسی طرح چپتے چپاتے جاؤ گے جس طرح آئے تھے اور جیگاڑ کار کے پیچھے ایک جیب کٹری ہے اس کی پھلکی سیٹ پر جاکر لیٹ جاؤ گے۔ اور جب تک میں تمہیں حکم نہ دوں۔ تم پیچھے نہ اترؤ گے۔ اور نہ ہی کوئی اور کام کرو گے۔ عمران نے کہا اور پروفیسر بارکی نے اس کا فقرہ معمول کی طرح دہرا دیا۔

خاؤ۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پروفیسر بارکی واپس ہٹا اور اسی طرح چپٹا چپٹا واپس جانے لگا۔

اب عمران سامنے دیکھ رہا تھا۔ میجر برمود اس وقت خاردار تار کراس کر رہا تھا۔ اس نے جس انداز، مہارت اور ذہانت سے اس تار کو کراس کیا تھا اس پر عمران باوجود اس کا دشمن ہونے کے دل ہی دل میں شاباش دینے پر مجبور ہو گیا۔

اور پھر میجر برمود نے تار کراس کر کے سر پر ہاتھ پیرا وہ پروفیسر بارکی کو آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ لیکن ظاہر ہے کہ پروفیسر واپس نہ ہوا تو عمران کا منصوبہ بھی یہی تھا کہ برمود الیکٹریسیٹی بھی آگے نہ بڑھائے گا۔ جب وہ پروفیسر کی طرف سے کوئی جواب نہ پائے گا تو پھر عیاں ہے کہ کتنا بھی خطرہ ہو۔ وہ واپس ضرور آئے گا۔ اور پھر وہی ہوا۔ برمود نے دو تین بار سر پر ہاتھ پیرا اور پھر عمران کی قوت کے عین مطابق اس کی واپسی۔ شروٹ ہو گئی۔ عمران اسے واپس آتا دیکھ کر احتیاط سے ہٹا۔

ہوا کچھ پیچھے ایک چٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔
تھوڑی دیر بعد میجر برمودا اس چٹان کے پیچھے پہنچ گیا جہاں وہ
پروفیسر بار کی کوجھوڑ گیا تھا۔ اور عمران میجر برمودا کے چہرے پر حیرت کے
آثار صاف دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ پروفیسر وہاں سے غائب تھا۔
پروفیسر بار کی! — تم کہاں ہو؟ — چند لمحوں بعد میجر پوٹو نے
تھکانے لگیں مگر گوشیا نہ انداز میں کہا۔

مم — مم — میں یہاں ہوں — پ — پ — پشاپ کر
کر رہا ہوں — خ — ختم ہی نہیں ہو رہا — عمران نے پروفیسر کے
لبے میں جواب دیا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ پشاپ ختم نہ ہونے کی
وجہ سے بے حد جھنجھلا رہا اور سہما ہوا ہو۔ اور عمران نے میجر برمودا کے
چہرے پر مسکراہٹ رنگی دیکھی تو اس کا دل چاہا کہ وہ بھرپور فہم قرار
ختم کر دے پشاپ — اور واپس آؤ — جلد ہی — میجر برمودا نے
چند لمحوں بعد تھکانے لگے میں کہا۔

مم — مم — میں تو ختم کر رہا ہوں — مگر یہ ختم ہی نہیں ہو رہا۔
پتہ نہیں کہاں سے آ رہے — عمران نے دوبارہ اسی طرح سہمے
ہوئے لبے میں کہا۔ وہ دراصل میجر برمودا کا اس وقت کے دران اچھی طرح
جاننے لے رہا تھا تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ برمودا کے پاس کیسے ہتھیار
ہیں۔ اس نے اپنے جھینپے کے لئے چٹان ایسی منتخب کی تھی جہاں وہ
اگر کھڑا بھی ہو جائے تب بھی ایر لوپٹ سے انہیں چپک نہیں کیا جاسکتا
تھا۔ اور عمران کا دوسرا فقرہ سنتے ہی میجر برمودا کے چہرے پر ایک باہ
پھر شدید جھنجھلاہٹ کے آثار نمایاں ہوئے اور وہ تیزی سے اس چٹان

کی طرف لپکا جس کے پیچھے عمران موجود تھا۔
خ — خ — ختم ہو گیا — ختم ہو گیا پشاپ — اتنا پشاپ پہلے
تو ساری زندگی میں کبھی نہیں آیا — میجر برمودا کے قریب پہنچتے ہی
عمران نے پروفیسر بار کی کی آواز میں کہا اور میجر برمودا ایک طویل سانس لے
کر کھڑا ہو گیا۔ جیسے اسے پروفیسر بار کی کے پشاپ ختم ہو جانے پر دلی
خوشی ہوئی ہو۔

اسی لمحے عمران نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہتھکڑا درسا ہوا ہتھکڑا کر برمودا کی
پچھلی جانب اچھال دیا۔ ہتھکڑے ہی چٹان سے ٹکرایا۔ برمودا پہلی کی سی
تیزی سے واپس مڑا۔
کوئی خاص بات نہیں میجر! — کوئی ہتھکڑا اپنی جگہ سے کھسک
گیا ہوگا — عمران نے اس بار اپنی اصل آواز میں کہا اور چٹان کی
اوٹ سے باہر آ گیا۔

میجر برمودا عمران کی آواز سن کر یوں اچھلا جیسے اس کے پیٹ تلے
ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔
وہیرج — وہیرج — میجر — ڈمی انجینٹ کے اعصاب اتنے کمزور
نہیں ہوتے چاہئیں — عمران نے مسکراتے ہوئے میجر برمودا کا
نضحکا آڑا تے ہوئے کہا۔

میجر برمودا کا ہاتھ تیزی سے اپنی جیب کی طرف بڑھا۔
میجر! — یہ حماقت نہ کرنا — ورنہ دھماکے ہونے ہی ایر لوپٹ
سے گولیوں کی آتشبار مہم نکلے گی — ابھی ہم ان کی ریخ میں ہیں —
مران نے نہریلے انداز میں کہا اور جیب کی طرف تیزی سے بڑھتا ہوا

میجر پرود کا ہاتھ رک گیا۔ بات شاید اس کی سمجھ میں آگئی تھی۔

”پروفیسر کہاں ہے۔“ میجر پرود نے کین تو زلفوں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ میری جیب میں اطمینان سے ڈاسور رہا ہے۔“ بوڑھا آدمی ہے۔ میں نے سوچا کہ کچھ دیر آرام کر لے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔“ میجر پرود اب پوری طرح مطمئن نظر آ رہا تھا۔ شاید اچانک حیرت پر اس نے سبکی طور پر قابو پالیا تھا۔ ”جیکو کار کے ٹائر مخصوص ہوتے ہیں میجر!۔“ ویسے مجھے تمہارے اس وہانت سے بھرپور منصوبے پر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ اور شاید اسی وہانت کی وجہ سے میں نے تمہاری جان بخشی دی ہے۔ ورنہ جب تم خاردار تار کراس کر چکے تھے۔ میں اگر صرف زوالی فائر بھی کرویتا تو تمہاری لاکشس گولیوں سے چھلنی ہو جاتی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو تم اب کیا چاہتے ہو۔“ میجر پرود نے مونٹ کاٹتے ہوئے سر ہلچے میں پوچھا۔

”میرے چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔ اگر میرا چاہنا پورا ہو جاتا تو اب تک میں کم از کم دس مہمو باؤں سے تادی کر چکا ہوتا۔“ بہر حال مشن دشمن تو ساری عمر چلتے ہی رہتے ہیں۔ تم میرے مہمان ہو۔ میرے ساتھ حیلو کسی اچھے سے ہوٹل میں ڈنر کھا میں لگے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”سنو عمران!۔ میں تمہیں آخری بار وارننگ دے رہا ہوں۔ پروفیسر بارکی میرے ملک کا سامنہ ان ہے اس لئے یہ میرے قومی فرائض میں شامل ہے کہ میں اُسے اپنے ساتھ واپس لے جاؤں۔ تم درمیان سے ہٹ جاؤ۔“ پرود کا اہجہ کمرخت ہو گیا۔

”تو میں کب درمیان میں ہوں۔“ اگر پروفیسر بارکی تمہارے ساتھ جانے پر تیار ہے تو بے شک لے جاؤ۔ میں خود جا کر تمہیں ایڈیوٹ پرسی آف کر آؤں گا۔ جانتے ہوئے تسکانت بھی وہ ڈنگا۔ تیرے پاس بڑی شاندار کمبری ہے۔ دو دو تھک اور میگنیاں زیادہ دیتی ہے۔ میں کب سے ایسا آدمی تلاش کر رہا ہوں جسے میں اُسے کھنے میں دیکر اپنی جان چھڑا سکوں۔“ عمران کی زبان چل پڑی۔

”تو اس کا مطلب ہے کہ تم خود کشی پر تیار ہو چکے ہو۔“ پرود نے مونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”خود کشی۔“ اسے باپ رے۔ یہ تو گناہ کیمرہ ہے۔ اور ابھی تو میں نے گناہ بغیرہ یعنی شادی بھی نہیں کی۔ اودہ شاید میں غلط کہہ گیا ہوں۔“ عمران نے سب سے ہونے چاہتے ہوئے کہا۔

اب مجھے پرواہ نہیں کہ ایڈیوٹ کے عمران کیا کرتے ہیں۔ بہر حال تم چینی کرو۔ میں اب قہقہیں زیادہ بڑاشت نہیں کر سکتا۔“ پرود نے ایبہائی حیرت اکیڑہ منہ کرتے ہوئے کہا۔

”نوجوہ!۔“ یہ ایڈیوٹ پرنسپل ہے۔ اسے یہ کونسا تمہیں بنا دے گا۔ اور یہاں حال ہے کہ تمہیں اچھے سے دیکھنا۔“ کچھ گفتگو کی ضرورت ہے۔ تم کسی کو فٹوں کی۔“ عمران نے اٹھامی خود دہ

تھا۔ اس کے پاس واقعی ایک سپتول اور ایک لینز پٹیل تھا۔ اس کا خیال تھا کہ لینز پٹیل اسٹریوٹ والوں کے لئے کافی ہے گا کیونکہ اس کا ارادہ تھا کہ وہ جہاز پر قبضہ کرے جسے ٹرمینل کو لینز پٹیل کے ایک فائر سے مکمل طور پر اڑا دینے کا تھا تاکہ فوری طور پر اس کا ٹھکانہ قبضہ کیا جاسکے۔

تمہاری موت واقعی اگتی ہے۔ میرے ہاتھوں میں ابھی اتنا دم ہے کہ میں تمہاری ہڈیاں توڑ سکوں۔ میجر پرودے نے بھی بھڑپے جیسے انداز میں کہا۔

اچھا!۔ میں تو یہی کہوں گا کہ یہ بازو میرے آگے سے ہوتے ہیں۔ ہاں!۔ اگر نسوونی بازو ہوں تو البتہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ عمران کا لہجہ بہت شور مچھکا اڑنے والا تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کا فقرہ مکمل ہوتا۔ میجر پرودے اس پر جھلک لگا چکا تھا۔ عمران شاید پہلے سے اس حملے کا متوقع تھا اس لئے وہ اپنی کسی تیزی سے اپنی جگہ سے ہٹا۔ لیکن پرودے کو فی عام اہمیت نہ تھا۔ مزید دیر تو ان کا عہدہ اس کے پاس تھا۔ اور یہ ایسا عہدہ ہوتا ہے جو ہر لحاظ سے ماسٹر آدمی کو ہی ملتا ہے۔

چنانچہ وہی ہوا۔ میجر پرودے کا جسم حیرت انگیز انداز میں ہوا میں مڑا اور دوسرے لمحے اس کے ایک ٹرافٹ بٹنے ہوئے عمران کو چھاپ لیا۔ وہ عمران کو لئے ہوئے چھوڑ کر گر گیا جس کا جسم ایک بار پھر فضا میں اچھلا۔ وہ شاید دونوں گشتے ہوئے عمران کے پیٹ پر فیصلہ کن ضرب لگاتا جاتا تھا۔ لیکن اس کے اوپر اچھلتے ہی عمران کی دونوں ٹانگیں تیزی سے زمینیں اور اس کا پھلا جسم میجر پرودے کی ضرب کی نہ دوسرے

لہجے میں کہا اور اس کا فقرہ ختم ہوتے ہی میجر پرودے کی انگلی ٹریگر کی طرف بڑھ رہی تھی کیخفت جھٹکا کھاکر پیچھے ہٹا۔ لینز پٹیل اس کے ہاتھ سے نکل کر دور ٹپانوں میں جاگرا تھا۔

عمران کے کوٹ کی جیب میں سوراخ نظر آ رہا تھا۔ جس میں سے ہلکا سا دھواں اب بھی نکل رہا تھا۔ اس نے جب کے اندر سے ہی سائنر لگے ریو اور سنے گولی جلا دی تھی اور نشانہ بالکل صحیح بیٹھا تھا۔ پرودے سوچ رہی نہ سکا تھا کہ عمران جس کا ہاتھ کو لہے پر رکھا ہوا تھا اس قدر بھرتی سے جیب میں ہاتھ بھی ڈال لے گا اور پھر اس قدر بے خطا نشانہ بھی لگائے گا۔ عمران کا ریو اور اب باہر آچکا تھا۔ یہ ایک جدید ساخت اور چھوٹے سائنر کا ریو اور تھا۔

لینز پٹیل ہاتھ سے نکلتے ہی پرودے تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریو اور کا حشر بھی لینز پٹیل جیسا ہی ہوا۔ پرودے قلابازی کھاکر دوبارہ سیدھا ہو گیا تھا اور اب دوسرا سپتول اس کے ہاتھ میں تھا۔ بغیر سائنر لگا ہوا عام سپتول۔ لیکن دوسرے لمحے اس کا بازو جھنجھٹا اٹھا کیونکہ جیسے ہی وہ قلابازی کھاکر سیدھا ہوا، عمران کی ہتھوڑا اس کے ہاتھ پر پڑی تھی اور دوسرا سپتول بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

جہم دونوں فی الحال ایک دوسرے کو غیر مسلح کر رہے ہیں۔ ریو اور اس اور پٹیلوں سے تو ہمارے ٹمک کے نیچے نکلیاں مارتے ہیں۔ یقین نہ آئے تو سب رات کو آجانا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پرودے کی تونز نفروں سے عمران کو دیکھنے لگا۔ وہ واقعی اب غیر مسلح ہو چکا

نکل گیا۔ وہ ایک سائیڈ پر کھسک گیا۔

مبجر برمود نے اپنے کھٹنے پوری قوت سے چٹان سے ٹکرانے سے بچانے کے لئے اضطرابی طور پر جسم کو پھیلا دیا اور اسی لمحے عمران کی دونوں ٹانگیں برمود کی گردن میں کسی آنجنی شکنجے کی طرح فٹ ہو گئیں۔ برمود کی گردن کے محروم ٹانگیں ڈالتے ہی عمران ایک زوردار جھٹکے سے اچھلا۔ وہ مبجر برمود کے جسم کو پوری طرح واؤ میں لے آنے کے لئے کھٹا دینا چاہتا تھا۔ لیکن برمود نے یکجہت الٹی فلا بازی کھائی اور نہ صرف اپنی گردن چھڑالی۔ بلکہ وہ عمران کو انتہائی خوفناک واؤ میں پھنسانے میں بھی کامیاب ہو گیا۔ اس کے دونوں پیر عمران کے سر کے چھبے زین پر جم گئے تھے۔ اور اس کا پورا جسم عمران کے اپنے سر کی طرف دوسری مرنی لمانگوں کے اوپر پھیلا ہوا تھا۔ یہ اس قدر خوفناک واؤ تھا کہ ایک ہی جھٹکے سے عمران کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ سکتی تھی۔ اس واؤ کو مارشل آرٹ میں ٹائٹ لاک کہا جاتا تھا اور اس کا بظاہر کوئی ڈوڑ نہ تھا۔ بس اتفاق تھا کہ عمران اس واؤ میں پھنس گیا تھا۔

مبجر برمود نے جیسے ہی محسوس کیا کہ عمران ٹائٹ لاک میں پھنس چکا ہے تو اس نے پوری قوت سے اپنے جسم کو نیچے کی طرف جھٹکا دینا چاہا۔ مگر اس کے مقابل عمران کی سبائے کوئی اور ہوتا تو یقیناً اب تک اس کی مرنی لمانگوں ہوتی۔

لیکن جیسے ہی مبجر برمود نے ٹائٹ لاک کا فیصلہ کن جھٹکا دیا عمران نے پوری قوت سے اپنے پچھلے دوسرے ہونے جسم کو پوری قوت سے پیچھے کی بات جھٹکا دیا۔ یہ جھٹکا اس قدر شدید اور قوت سے ممبر لڑ رہا تھا کہ

مبجر برمود کی گیند کی طرح اچھل کر پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس انداز میں جیسے کھڑا ہوا آدمی لوٹکھڑا کر پیچھے ہٹتا ہے۔ کیونکہ اچانک زوردار جھٹکے سے اس کا جسم بالکل سیدھا ہو کر پیچھے کی طرف لوٹکھڑا کر ہٹتا گیا تھا۔ اسی لمحے عمران بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ دونوں ایک بار پھر آمنے سامنے کھڑے تھے۔ دونوں قابل تیز انسان۔ پاکیشیا کا علی عمران۔ جسے پورا پاکیشیا قابل تیز سمجھتا تھا۔ اور بلگاریہ کا مبجر برمود۔ جسے بلگاریہ کی ناک کہا جاتا تھا۔

خدا تو اچھا لگا گیا تھا مبجر!۔ لیکن تم نے فائنل جھٹکا دینے میں ذرا سی دیر کر دی۔ ایسے موقعوں پر دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ عمران نے یوں مطمئن انداز میں کہا جسے کوچ کھلاڑی کو کھنکھارنا ہو۔ لیکن برمود نے جواب دینے کی بجائے دانت پیستے ہوئے عمران پر ایک بار پھر حملہ کر دیا۔ اسی کی آنکھیں جنگی بھیڑنے کی طرح سُرج ہو گئی تھیں۔ اس نے عمران کو ڈانچ دینے کی پوری کوشش کی اور حملہ کرتے ہی جیسے اس کا جسم عمران کے قریب پہنچا۔ اس نے نہ صرف اپنے جسم کو کھینچت روک لیا۔ بلکہ وہ کسی لٹو کی طرح گھوٹا اور گھومتے ہوئے اس کی کھنچی انتہائی خوفناک انداز میں عمران کی پسلیوں کی طرف بڑھی۔ اور اگر یہ کھنچی ٹمکیک اسی انداز میں عمران کی پسلیوں پر پڑ جاتی تو پھر عمران کا دوسرا سانس مشکل سے ہی باہر نکلتا۔ یہ کرائے کا انتہائی خوفناک واؤ تھا۔ لیکن عمران بھلا ایسے واؤ میں کیسے آ جاتا۔ چنانچہ مبجر برمود کے گھومتے ہی عمران کا جسم اس سے بھی زیادہ تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی عمران کا ہاتھ پر لود کی دوسری کلائی پر پڑا۔ اور

دوسرے لمحے میجر پرمود کے حلق سے کراہ نکلی اور وہ اچھل کر دو قدم
سائیڈ میں ہٹتا چلا گیا۔

عمران نے گھومتے ہوئے اس کی کلائی پکڑ لی تھی اس لئے میجر
پرمود کے بازو کو خوفناک انداز میں جھٹکا لگا۔ لیکن میجر پرمود فوراً ہی
واپس رُخ پر گھوما۔ اس طرح نہ صرف اس کی کلائی عمران کے ہاتھ سے
نکل گئی بلکہ اس کے کندھے کا جوڑ بھی اکھڑنے سے بچ گیا۔ اور وہ صرف
کہا کہ دو قدم سائیڈ میں ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔
”گھوم میجر! تم میں واقعی میرا شاکر دیکھنے کی صلاحیتیں موجود ہیں“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرا لمحہ عمران پر بہت بھاری ثابت ہوا۔ میجر پرمود کی
لات تیزی سے اوپر کو اٹھنی اور ایک بڑا سا پتھر اچھل کر عمران کے
چہرے پر پوری قوت سے پڑا۔ یہ ضرب اتنی اچانک اور بھاری تھی کہ
عمران اس سے نہ بچ سکا۔ اور لڑکھاتا ہوا کئی قدم نہ صرف پیچھے ہٹ
گیا بلکہ اس کی ناک سے خون کی وحار بھی بہہ نکلی تھی۔

”تم نے پہلی بار میری ناک سے خون نہ نکالنے کی ہمت کی ہے“
میجر پرمود!۔ اب اس خون کے ہر قطرے کا ہتھیں حساب دینا
ہو گا۔۔۔ اچانک عمران بھیڑنے کی طرح غرایا۔ مگر پرمود نے پتھر
مارتے ہی اس پر چھلانگ لگا دی تھی۔ لیکن اس بار عمران اپنی جگہ جما
رہا اور پھر جیسے ہی پرمود کا جسم اس پر چھلانگ لگانے کے لئے ہوا
میں اچھلا، عمران نے یکجہت قلم بازی کھائی اور میجر پرمود کا جسم کسی
گیند کی طرح فضا میں اڑا اور پھر اچھل گیا۔ عمران کی دونوں لاتیں بجلی کی

سی تیزی سے اس کے اڑتے ہوئے جسم پر پڑی تھیں۔ اور ساتھ ہی
عمران قلم بازی کھا کر سیدھا ہو گیا۔

میجر پرمود نے اپنے آپ کو بُری طرح نیچے کرنے سے بچانے
کے لئے جسم کو تیزی سے دائیں طرف موڑا تاکہ اس کا جسم پراڈ چنگ
کے انداز میں نیچے گرے اور یقینی چوٹ سے بچ جائے۔ لیکن عمران
سیدھا ہونے ہی ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس کی
گھومتی ہوئی لات پوری قوت سے نیچے گرتے ہوئے میجر پرمود کی
پسلیوں پر پڑی اور پرمود کے حلق سے ناحسی اور اونچی سسکاری نکلی۔
وہ ایک دھماکے سے پتھروں پر پڑت کے بل گرا۔ دوسرے لمحے عمران
اس پر چھٹکا۔ اور اس پر چھٹانے ہی عمران نے پوری قوت سے اس کی
ناک پر ٹکرا دی۔ یہ ٹکرا انتہائی زوردار تھی اور پرمود کے ناک سے
خون کا فوارہ سا ابل پڑا۔

لیکن دوسرے لمحے عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ پرمود کا جسم
نیچے گرتے ہی بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔ اس نے ٹکرا کھانے کے بعد
کوئی بولائی ردعمل ظاہر نہ کیا تھا۔ اس لئے عمران اچھل کر کھڑا ہوا اور میجر پرمود
اسی طرح ہٹا رہا۔ اس کی ناک سے بے تحاشا خون نکل نکل کر اس کے
چہرے اور گردن کے ارد گرد بہہ رہا تھا۔ لیکن پرمود کی آنکھیں بند
تھیں اور جسم بے حس و حرکت تھا۔

”ارے کیا ہوا۔ کیا جانی ختم ہو گئی۔ مگر اتنی جلد ہی؟“
عمران حیرت بھرے انداز میں بڑبڑایا اور اس نے جبکہ کہ میجر پرمود کو
تیزی سے پٹا اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سا کلس

نکل گیا۔ ایک نوکیلا پتھر میجر رمپوڈ کی کھوپڑی کی پشت میں گہرا سوراخ بنا چکا تھا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ اس نوکیلے پتھر کی وجہ سے میجر رمپوڈ مار کھا گیا ہے۔ ورنہ وہ جس سطح کا لڑا کھا تھا عمران کو اس کا مجسمہ لپور احساس ہو گیا تھا کہ وہ آسانی سے شکست کھانے والوں میں سے نہیں ہے۔ ایسے آدمی کو بے بس کرنے کے لئے نہ جانے کب تک عمران کو حان لڑانی پڑتی۔

”بہر حال تم اچھے لڑاکے ہو۔ مجھے پسند آئے ہو۔“ عمران نے تعریف بھرے انداز میں کہا اور پھر اس نے جھک کر میجر پر ہود کو اٹھا کر کانٹہ پر ڈالا اور تیزی سے اپنی جیب کی طرف بھاگنے لگا۔ لیکن اسہ دوڑنے میں مصی اس کی کوششیں بھی مٹتی کہ وہ انٹر لوپٹ کے ٹنگرانوں کی نظر میں نہ آئے۔ ورنہ ظاہر ہے جب تک وہ انہیں اپنی شناخت کرانے میں کامیاب ہوتا۔ اس کے اپنے جسم میں نہ جانے کتنے سوراخ ہو چکے ہوتے۔

جب کہ قریب پہنچتے ہی عمران نے برمہود کو نیچے لٹایا اور پھر جب کی انھی سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے موجود باکس میں سے ایک اور چھوٹا سا باکس نکال کر اس نے ساتھ رکھا اور جلدی سے اسے کھول کر اس میں سے سر ہم چٹی کا سامان نکالنے لگا۔ یہ اس کا خصوصی فرسٹ ایئر باکس تھا۔ چنانچہ چند ہی لمحوں میں برمہود کے سر پر چٹی بندھ چکی تھی۔ عمران نے باکس میں سے دو شیشین کمال کر ان میں سے دو انجکشن بھی سیر برمہود کے بازو میں انجکٹ کر دیئے۔ ان میں سے ایک انجکشن تو طاقت بھال کرنے کے لئے تھا اور دوسرا طویل بیہوشی کا تھا۔ اس

بہوشی والے انجکشن کے بعد میجر بریوڈ کسی صورت میں بھی چوگھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہ آ سکتا تھا اور طاقت کے انجکشن سے وہ بہر حال خطرے سے باہر آ جاتا تھا۔

پروفیسر بار کی جیب کی کھچی سیٹ پر اکٹروں بیٹھا ہوا دوڑ خلاؤں میں گھد رہا تھا۔

پروفیسر! تم اگلی سیٹ پر آ جاؤ۔ سچھی سیٹ پر میرا مہمان
الام کرے گا۔ ————— عثمان نے پروفیسر سے کہا اور پروفیسر کسی معمول
کی طرح حرکت میں آیا اور اگلی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔

عمران کے میجر ریمو کو اٹھایا اور چیپ کی پھیل سیٹ پر لٹا دیا۔ اس کے انہار سے ذرا برابر جیسی احساس نہ ہو رہا تھا کہ وہ ابھی چند لمحے پہلے انتہائی خوفناک اور جان لیوا المظنی سے گزر رہا ہے۔

میجر رمپو کو سیٹ پر لٹانے کے بعد عمران نے اندرونی جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور فریکوئنسی سیٹ کر کے اس نے بٹن آن کر دیا۔

”میلو۔ میلو علی عمران ایچ۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ بی (ڈاکٹر) کا لنگ۔ اوڑ۔ عمران کے بچے میں شرارت اور شوخی کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔“

اور۔۔۔ ایک سو نو کے لیے میں بے پناہ سروسز مہرہی تھی۔

”میں نے سوچا یا اس! کہ شاید آپ میری دستگیری قبول نہ کریں گے۔ ہوں۔ اس لئے یاد دلائی کہ اگر ہاتھ تھا۔ اور“۔ عثمان نے شروع ہیجے میں جواب دیا۔
”تمہارا لہجہ تیار ہے کہ تم کوئی کامیابی حاصل کر چکے ہو اور“۔

عمران سیریز

بلیک زیرو کا لہجہ اسی طرح سرد تھا کیونکہ عمران کی طرح وہ بھی جانتا تھا کہ بی۔ ایڈون ٹرانسپیر کی اس فرکونیٹی پر صفر اور جولیا کی ٹیم بھی یہ گفتگو سن رہی ہوگی۔

”سرا۔ آپ نے علم نجوم تو نہیں سیکھ لیا۔ واقعی کمال ہے مجھے تو اب اپنی ڈوی۔ ایس۔ بی کی ڈگری پر شرم آ رہی ہے اس ڈاکٹر آف سائنس کی سبائے اگر میں ڈاکٹر آف نجوم ہوتا تو یقیناً فائدے میں رہتا۔ ساروں کو ذرا سا آگے پیچھے کیا اور میجر برمودو حشرام سے پیروں پر آگرتا۔ اوور۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو مطلب ہے کہ تم میجر برمودو پر قابو پا چکے ہو۔ سنو۔“ جیکر ساتھ ریوچی طرح بات کیا کرو۔ میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہوتا۔ سمجھے۔ آئندہ خیال رکھنا۔ میجر برمودو اور پرفیور بارکی کو دانش منزل پہنچا دو۔ اوور اینڈ آل۔“ بلیک زیرو کا لہجہ زیادہ سرد ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”ہاں!۔ ضائع کرنے کے لئے سارا وقت تو علی عمران کے پاس جمع ہے۔ دوسروں کے پاس کہاں سے آیا وقت۔“ اچی پلو میجر صاحب! اب تم جانو اور شوکران والے کہ ازم مجھے تمہیں مار کر افسوس ہی رہتا۔ حالانکہ تم نے سافنداروں کو مارنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔“ عمران نے روشنی ہوتی نیوی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اچپل کر جیب کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں خط تحریر ہے
کا لا زوال شاہکار ناول،

سور

جوبی
نمبر

مصنف

مظہر کلیم
ایم اے

سور

پروفیسر بلاوینشیز بکسیر نیاک گیت ملان

اسرار و تجسس
ڈرامائی کشمکش
اور

ایکشن کا
لذاتی مرقع

شائع ہو گیا ہے
آج
ایک طالب فرمائیں

عمران سیریز میں منفرد۔ انوکھا اور دلچسپ ناول

جَنّاتی دُنیا

سپیشل نمبر

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

جَنّاتی دُنیا — کرۂ ارض پر موجود جنات کی دُنیا — جو انسانوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتی ہے۔

جَنّاتی دُنیا — ایک ایسی دُنیا — جو انسانوں کی دُنیا سے یکسر مختلف ہوتی ہے — پُر اسرار — لیکن حقیقی دُنیا —

جَنّاتی دُنیا — ایک ایسی دُنیا — جس میں عمران کو داخل ہونا پڑا اور جب وہ اس انوکھی دُنیا میں داخل ہوا تو — انتہائی حیرت انگیز اور انتہائی انوکھے واقعات —

جَنّاتی دُنیا — جس میں جنات کے ہزاروں قبیلے رہتے تھے اور ان قبیلوں میں مسلمان بھی تھے اور غیر مسلم بھی —

سردار اختر ش — پاکستان میں رہنے والے مسلمان جَنّاتی قبیلے کا سربراہ جس نے اپنے قبیلے کو بچانے کے لئے عمران کی خدمات حاصل کیں — کیوں اور کیسے — ؟

سردار کنٹنلا — ایسے جَنّاتی قبیلے کا سربراہ — جو شیطان کا

پیر کا رہتا اور وہ مسلمان جَنّاتی قبیلے کو فنا کرنا — یا — غیر مسلم بنانا چاہتا تھا۔

عمران — زندگی میں پہلی بار جس کا جَنّاتی مخلوق سے واسطہ پڑا۔

انتہائی حیرت انگیز — انوکھے اور دلچسپ واقعات سے پُر۔

• شیطان کے پیرو کار جنات اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی ایک انتہائی حیرت انگیز، خوفناک اور

انوکھے انداز کی جدوجہد — ایک ایسی جدوجہد — جس کا ہر لمحہ پُر اسرار — خوفناک اور انوکھا ثابت ہوا — قطعی مختلف انداز کی نئی اور پُر اسرار کہانی —

• انوکھا۔ دلچسپ اور تھریٹر ناول۔ ایک ایسا ناول جس میں تاریخیں پہلی بار ایک پوشیدہ اور حیرت انگیز حقیقی دُنیا کے روشناس ہونگے

ایک ایسی حقیقی دُنیا کی کہانی جو اسرار کے دھندلوں میں پوشیدہ رہتی ہے اور جسے صرف مظہر کلیم کا قدیم ہی صفحہ قرطاس پر ابھار سکتا ہے۔

یوسف برادرِ پاک گیتِ ملتان

دشمن جولیا مکمل ناول

مصنف — مظہر کلیم ایم ایس

• جولیا نے سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وزارت دفاع کے ریکارڈز میں سے انتہائی قیمتی نائل حاصل کر کے غائب کر دی۔ کیا جولیا واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی دشمن ہو گئی تھی یا؟

• ایکسٹو کے جواب طلب کرنے پر جولیا نے نائل کے حصول کا سارا الزام براہ راست ایکسٹو پر لگا دیا۔ کیا جولیا ایکسٹو کے خلاف کام کر رہی تھی؟

• وہ لمحہ — جب تنویر جولیا کو دشمن قرار دے کر اسے گولی مار دینے کے درپے ہو گیا اور اگر عمران درمیان میں نہ پڑ جاتا تو تنویر جولیا کو گولی مار چکا ہوتا — انتہائی حیرت انگیز پچولش — کیا تنویر حق پر تھا؟

• وہ لمحہ — جب جولیا نے کھلے عام وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ جا کر بے دریغ قتل عام شروع کر دیا۔ اس طرح وہ کھلے عام دشمنی پر اتر آئی۔

• وہ لمحہ — جب جولیا نے وزارت دفاع کے ایڈیشنل سیکرٹری اور ریکارڈز میں دم کے علیے کو انتہائی سفاکی سے موت کے گھاٹ اتار دیا — کیا جولیا

واقعی دشمن کا روپ دھاری تھی؟ — یا —؟

• وہ لمحہ — جب جولیا نے برملا اس قتل عام کا اعتراف کر لیا لیکن ایکسٹو نے اسے قاتل قرار دینے سے انکار کر دیا — کیوں؟ — انتہائی حیرت انگیز پچولش۔

• فلاور — ایک ایسی غیر متنبی بیٹی بھینٹ — جس نے اپنی زحمت سے نہ صرف عمران جلد پوری سیکرٹ سروس کو حقیقتاً بے بسی کی انتہا پر پہنچا دیا۔

• وہ لمحہ — جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس باوجود انتہائی کوشش کے فلاور کے مقابلے پر مکمل طور پر شکست کھ گئے۔

• کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ناکامی کی اصل وجہ جولیا ہی تھی؟ — یا —؟

انتہائی دلچسپ، سنسنی خیز اور یادگار ناول

ایک ایسی کہانی جو ہر لحاظ سے منفرد انداز میں تحریر کی گئی ہے۔

یوسف براؤنز۔ پاک گیٹ ملتان